213643

کشّاف

NAZIRIA

ان فی هذا لآیة لاولی الابصار
کشاف
۱۳۰۸
فی ترجمة
انصاف
در مطبع مجتبائی واقع دهلی طبع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفے ۔ بعد حمد و صلوۃ احقر محمد حسن صدیقی نانوتوی
غفر اللہ لہ ولوالدیہ ارباب علم کی خدمت مین عرض کرتا ہی کہ رسالہ انصاف فی بیان سبب
مولفہ حضرت قطب ربانی شیخ المشایخ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ کا ترجمہ
حسب فرمایش عزیز از جان مولوی عبد الاحد سلمہ الصمد زبان عربی سے کیا گیا
ترجمہ پہلے کئی بار ہوا مگر کوئی مترجم تو رسالہ کا مطلب ہی نہین سمجھا اور اگر کوئی سمجھا ہی تو کا
اور ترجمہ مین بیچ بیچ مین سطرین کی سطرین غائب کر دین اور با این ہمہ کسینے نہ مطالب مختلفہ کو علیحدہ کیا نہ
احادیث کو لکھا جنکی تلمیح رسالہ مذکور مین تھی اور جنپر سمجھنا مطلب کا منحصر تھا غرض رسالہ
معما تھا باوجود ترجمہ کے بھی چیستان ہی رہا اس لئے اس احقر نے ترجمہ نہایت سلیس
کیا اور مطالب مختلفہ کو ایک دوسرے سے جدا کیا اور جہان تلمیحات تھین حاشیہ پر اونکی توضیح
جہان عبارت مین اشکال تھا اوسکی تشریح کی چنانچہ یہ سب امور ناظرین کو دیکھنے سے
ہونگے اور چونکہ عربی کا کوئی رسالہ صحیح میسر نہوا اسلئے عبارت کی درستی مین نہایت دقت
بہرحال اپنی دانست مین کوئی دقیقہ تصحیح اور تسہیل مین نہین چھوڑا حتی کہ عبارت
مین رموز ضمایر و عطف بھی بنا دیئے اور نیز ترجمہ رسالہ مین ایک فہرست مضامین لگا دی
کہ ناظرین کو صرف فہرست دیکھکر مضامین رسالہ ہذا پر واقفیت مجملاً ہو جاوے
مقلدین ہندوستان کے لئے یہ رسالہ ایک حجت بالغہ ہی اور اس ترجمہ کا نام کشاف انصاف
اوسکی صفت ہی اور قطعہ تاریخ ختم یہ ہے

جس گھڑی یہ ترجمہ پورا ہوا + جسکا ہر مطلب نہایت صاف ہی
مصرع تاریخ ہاتف نے کہا + ترجمہ انصاف کا کشاف ہی

والحمد للہ اولا و آخرا ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ۔ وصلی اللہ علی سیدنا محمد و آلہ و صحبہ اجمعین

۲

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد للّٰہ الذی بعث سیدنا محمدًا
صلوات اللّٰہ علیہ الی الناس لیکون
داعیا الی اللّٰہ باذنہ وسراجا منیرا
ثم الہم الصحابۃ والتابعین والفقہاء
المجتہدین ان یحفظوا شریعتہ طبقۃ
بعد طبقۃ الی ان یوذن الدنیا بانقضاء
لیتم نعمتہ وکان علی ما یشاء قدیرا واشہد
ان لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ
واشہد ان سیدنا محمدًا
عبدہ ورسولہ الذی
لا نبی بعدہ صلی اللّٰہ علیہ
وآلہ واصحابہ
اجمعین
وبعد فیقول الفقیر الی رحمۃ اللّٰہ الکریم
ولی اللّٰہ بن عبد الرحیم اتم اللّٰہ تعالی علیہما
نعمہ فی الاولی والاخری ان اللّٰہ تعالی القی
فی روعی فی وقت من الاوقات انا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب تعریفین اوس خدائے پاک کو سزاوار ہین جنے
ہمارے سردار محمد صلعم کو آدمیون کے پاس بھیجا تاکہ آپ اوسکے
حکم سے خدائے تعالی کی طرف ہادی اور چراغ روشن بنین
پھر صحابہ اور تابعین اور فقہائے مجتہدین کے دل مین ڈالا کہ
کہ اپنے پیغمبر کے اسرار شریعت کو ہر ایک طبقہ مین نگاہداشت
کرین یہانتک کہ دنیا ہو چکی تاکہ خدائے کریم اپنی نعمت کو
پورا کرے اور وہ ہر چیز پر کہ چاہے قادر ہے اور مین گواہی
دیتا ہون کہ کوئی معبود برحق سوائے خدا کے نہین
وہ اکیلا ہے کوئی اُسکا شریک نہین اور گواہی
دیتا ہون کہ ہمارے سردار محمد صلعم اوسکے بندہ اور اوسکے
رسول ہین کہ کوئی نبی آپ کے بعد نہین خدائے تعالے
اون پر اور اونکی سب آل و اصحاب پر رحمت کامل
فرماوے ۔

بعد حمد و صلوۃ کے رحمت خدائے کریم کا محتاج یعنی ولی اللہ
ابن عبد الرحیم کہ خدائے تعالی اون دونون پر اپنی
نعمتین دنیا اور آخرت مین پوری کرے کہتا ہے
کہ اللہ تعالے نے میرے دل مین ایک وقت ایسی میزان ڈالی

اعرف به سبب كل اختلاف وقع
فى الملة المحمدية على صاحبها الصلوات
والتسليمات واعرف به ما هو الحق
عند الله وعند رسوله ومكنى من ان
ابين ذلك بيانا لا يبقى معه شبهة
ولا اشكال ثم سئلت عن سبب
اختلاف الصحابة ومن بعدهم
فى الاحكام الفقهية خاصة
فانتدبت لبيان بعض ما فتح علىّ
ساعتئذ بقدر ما يسعه الوقت
ويحيط به السائل فجاءت رسالة
مفيدة فى بابها وسميتها الانصاف
فى بيان سبب الاختلاف وحسبى الله
ونعم الوكيل ولا حول ولا قوة
الا بالله العلى العظيم

باب اسباب اختلاف الصحابة والتابعين فى الفروع

اعلم ان رسول الله صلى الله عليه
وسلم لم يكن الفقه فى زمانه الشريف
مدونا ولم يكن البحث فى الاحكام
يومئذ مثل البحث من هولاء الفقهاء

جس سے جو جو اختلاف کہ ملت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ
والتسلیم مین واقع ہوئے ہر ایک کا سبب سمجھلون
اور جس سے وہ بات کہ خدا ے تعالے اور اوسکے
رسول کے نزدیک حق ہے پہچان لون اور نیز خدا ے
کریم نے مجھکو قوت دی کہ اسکو بیان کرون ایسی طرحسے بیان
کرون کہ کوئی شبہہ اور اشکال نرہے پھر مجھسے حال اختلاف
صحابہ اور اونکے بعد کے لوگونکا خاص احکام فقہی مین
سبب دریافت کیا گیا مین نے بقدر گنجایش وقت
اور سائل کے یاد کر لینے کے بعض امور کا بیان جو
اوسوقت مجھپر منکشف ہوئے منظور کیا جس سے ایک
رسالہ مفید اس باب مین ہو گیا اور اسکا نام مین نے
انصاف فی بیان سبب الاختلاف رکھا خدا ے تعالی
مجھکو کافی اور اچھا ذمہ دار ہے اور نہین ہے طاقت گناہ سے
بچنے کی اور نہ قوت عبادت کرنیکی بجز مدد خداے بزرگ
برتر کے۔

باب اون سببون کے بیان مین جن سے صحابہ اور تابعین فروع مین مختلف ہوئے۔

جاننا چاہیے کہ فقہ رسول خدا صلعم کے زمانہ مبارک
مین لکھی نہین گئی تھی اور اوس وقت
احکام مین ایسی بحث نہ تھی جیسے
یہ فقہا کرتے ہین کہ اپنی نہایت

حيث يثبتون باقصى جهدهم الاركان والشروط والآداب كل شئ ممتازاً عن الآخر بدليله ويفرضون الصور ويتكلمون على تلك الصور المفروضة ويحدون ما يقبل الحد ويحصرون ما يقبل الحصر الى غير ذلك من صنائعهم اما رسول الله صلعم فكان يتوضاء ويرى الصحابة وضوئه فيأخذون به من غير ان يبين ان هذا ركن وذلك ادب وكان يصلي فيرون صلوته فيصلون كما راوه يصلي وحج فرمق الناس حجه ففعلوا كما فعل وهذا كان غالب حاله صلعم ولم يبين ان فروض الوضوء ستة او اربعة ولم يفرض انه يحتمل ان يتوضاء انسان بغير موالاة حتى يحكم عليه بالصحة او الفساد الا ما شاء الله وقلما كان يسألونه عن هذه الاشياء عن ابن عباس قال ما رايت قوماً كانوا خيراً من اصحاب رسول الله صلعم ما سالوه الا عن ثلث عشرة مسئلة حتى قبض كلهن في القرآن منهن يسألونك عن الشهر الحرام

کوشش سے ارکان اور شرطین اور آداب ہر چیز کے ایک دوسرے سے جدا دلیل سے ثابت کرتی ہین اور صورتین مسائل کی فرضی مقرر کر کے ان فرضی صورتون پر بحث کرتے ہین اور جو چیز قابل حد ہو اوسکی حد اور جو لایق حصر ہو اوسکا حصر بیان کرتے ہین اسیطرحکی اور باتین کرتے ہین حالانکہ رسول خدا صلعم کا یہ حال تھا کہ وضو فرماتے اور صحابہ کو اپنا وضو کرنا دکھلاتے وہ لوگ اوسیکو اختیار کرتے یہ نہ تھا کہ آپ بیان فرمائین کہ فعل رکن ہو اور یہ ادب ہے اور آپ نماز پڑہتے اور صحابہ آپکی نماز دیکھتے اور خود ویسی ہی پڑہتے جیسے آپکو پڑہتے دیکھتے اور آپنے حج کیا اور لوگون نے آپکا حج دیکھا انھون نے ویسا ہی کیا جیسا آپنے کیا غرض کہ آپکا غالب حال یہی تھا آپنے یہ بیان نہین کیا کہ وضو کے فرض چھہ ہین یا چار اور نہ یہ بات فرض کی کہ ہوسکتا ہی کہ کوئی آدمی بدون پہلے دہوئے اعضا کے وضو کرے تاکہ اوسپر حکم صحت یا فساد وضو کا کیا جاے مگر کہین کہین کچھہ بیان فرمایا ہی اور صحابہ آپسے ان باتونکو کم پوچھتے تھے چنانچہ ابن عباس سے مروی ہی کہ انھونے کہا کہ مین نے کوئی قوم نہین دیکھی جو صحابہ رسول صلعم سے بہتر ہوا ون لوگونے آپکی وفات تک آپسے صرف تیرہ مسئلے پوچھے کہ قرآن مین سب مذکور ہین انمین سے ایک یہ ہی یسئلونک عن الشہر الحرام

[illegible]

۵

[illegible]

فقال فيه ويسألونك عن المحيض
قال ما كانوا يسألون الا عما ينفعهم
قال ابن عمر لا تسأل عما لم يكن فانى
سمعت عمر بن الخطاب يلعن من سأل
عما لم يكن قال القاسم انكم (ابن محمد بن ابى بكر رض)
تسألون عن اشياء ما كنا
نسئل عنها وتنقرون عن اشياء
ما ادرى ما هى ولو علمناها ما حل
لنا ان نكتمها عن عمر بن اسحاق
قال لمن ادركت من اصحاب
رسول الله صلى الله عليه وسلم
اكثر مما سبقنى منهم فما رأيت
قوما ايسر سيرة ولا اقل
تشديدا منهم وعن عبادة
ابن بسر الكندى سئل
عن امرءة ماتت مع قوم
ليس لها ولى فقال ادركت اقواما
ما كانوا يشددون تشديدكم
ولا يسئلون مسائلكم
اخرج هذه الآثار الدارمى

فقال فیہ یعنی تجھسے پوچھتے ہین ماہ حرام مین لڑنے
کا حال اور ایک یہ ہی ویسئلونک عن المحیض یعنے
اور تجھسے پوچھتے ہین حیض کا حال۔ ابن عباسؓ
کہتے ہین کہ وہ لوگ نہ پوچھتے تھے مگر وہی بات جو
اونکو مفید ہو۔ ابن عمرؓ کہتے ہین کہ جو بات ایسی ہوئی
نہین اوسکو مت پوچھ کیونکہ مین نے عمر بن خطاب سے
سنا ہی کہ لعنت کرتے تھے اُس آدمیکو کہ بے ہوئی بات
پوچھی۔ قاسم کہتے ہین کہ تم ایسی چیزین پوچھتے ہو
کہ ہم اونکو نہ پوچھتے تھے اور ایسی چیزونکی تفتیش کرتے ہو
کہ مجھے معلوم نہین کہ کیا ہی اور اگر ہم انکو جان لیتے
تو اونکا چھپانا ہمکو حلال نہین۔ عمر بن اسحٰق سے روایت
ہی کہ انہون نے کہا کہ جتنے صحابہ رسول خدا صلعم مجھسے
پیشتر ہو چکے ہین اُنسے زیادہ کو مین نے دیکھا ہی مین نے
کوئی قوم نہین دیکھی کہ اونکی نسبت سیر مین سہل تر
اور شدت مین کمتر ہو۔ اور عبادہ بن بسر کندی سے مروی ہی
کہ اُنسے کسی نے حال ایک عورت کا پوچھا جو
ایسے لوگون مین مری کہ اوسکا کوئی ولی یعنے
نہلانے والا نہو عبادہ نے کہا کہ مین نے ایسے لوگون کو
پایا ہی کہ وہ تم جیسا تشدد نکرتے تھے اور نہ تمہارے
طرح مسائل پوچھتے تھے ان سب آثار کو دارمی نے
روایت کیا ہے۔

۵ حدیث شریف مین ہی کہ جس کسی علم کی بات پوچھی گئی جسکو وہ جانتا ہی پھر
چھپایا یعنی بیان نکیا تو اُسکے منہ مین قیامت کے دن آگ کی لگام دیجائیگی
رواہ الترمذی و ابو داود و غیرہم
۶

وكان صلى الله عليه وسلم يستفتيه
الناس فى الوقائع فيفتيهم ويرفع اليه
القضايا فيقضى فيها ويرى الناس
يفعلون معروفا فيمدحه او منكرا فينكر
عليه وكل ما افتى به مستفتيا وقضى به
فى قضية او انكره على فاعله كان
فى الاجتماعات ولذلك كان الشيخان
ابوبكر وعمر اذا لم يكن لهما علم فى المسئلة
يسئلون الناس عن حديث رسول الله
صلى الله عليه وسلم وقال ابوبكر رض ما سمعت
رسول الله صلى الله عليه وسلم
قال فيها شيئا يعنى الجدة وسال الناس
فلما صلى الظهر قال ايكم
سمع رسول الله صلى الله عليه
وسلم فى الجدة شيئا فقال
المغيرة بن شعبة انا قال ماذا
قال اعطاها رسول الله صلى الله عليه وسلم
سدسا قال ايعلم ذلك احد غيرك فقال محمد
ابن مسلمة صدق فاعطاها ابوبكر السدس وقصة
سوال عمر الناس فى الغرة ثم رجوعه الى
خبر مغيرة وسواله اياهم فى الوباء

اور آنحضرت صلعم کا دستور تھا کہ لوگ واقعات مین آپسے
فتوی پوچھتے آپ اونکو فتوی دیتے اور آپکی حضور مین
مقدمے پیش ہوتے آپ انمین فیصلہ فرماتے اور لوگونکو
اچھا کام کرتے دیکھکر اوس کام کی مدح فرماتے یا بُری بات
کرتے دیکھتے تو اوسکا انکار کرتے اور جب کبھی فتوی پوچھنے والے
کو فتوے دیتے اور کسی معاملہ مین فیصلہ فرماتے یا بُرے
کام کرنے والے پر اوسکے کام کا انکار کرتے یہ سب باتین مجمع مین
ہوتین اور اسیوجہ سے شیخین یعنے ابوبکر صدیق اور عمر فاروق
کو جب کسی مسالہ مین علم نہوتا تو لوگونسے حدیث رسول خدا
صلعم کا حال پوچھتے چنانچہ ابوبکر صدیق رض نے جدہ
کے باب مین کہا کہ مینے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم
سے نہین سنا کہ آپنے اوسکے حصہ کے باب مین کچھ فرمایا ہو
اور لوگونسے پوچھنا یعنی جب ظہر پڑھ چکے تو کہا کہ تم مین سے کسی نے
رسول خدا صلعم سے جدہ کے بارہ مین کچھ سنا ہو مغیرہ بن شعبہ نے
کہا کہ مینے سنا ہے حضرت صدیق نے کہا کہ کیا سنا ہے مغیرہ نے
کہا کہ رسول خدا صلعم نے جدہ کو چھٹا حصہ دیا ہے آپنے کہا کہ
اسکو تیرے سوا کوئی اور جانتا ہے محمد بن مسلمہ انصاری رض
نے کہا کہ مغیرہ نے سچ بیان کیا غرض کہ ابوبکر صدیق نے یہ حدیث سنکر
جدہ کو چھٹا حصہ دیا۔ اور پوچھنا عمر فاروق رض کا لوگون سے
غرہ کے باب مین یعنی خونبہائی بچہ شکم مین پھر رجوع
کرنا مغیرہ کی خبر پر۔ اور نیز دریافت کرنا وبا کے باب مین

ثم رجوعه الى خبر عبد الرحمن
ابن عوف وكذا رجوعه في
قصة المجوس الى خبره وسرور
عبد الله بن مسعود بخبر
معقل بن يسار لما وافق رايه وقصة
رجوع ابي موسى عن باب عمر وسواله
عن الحديث وشهادة ابي سعيد له
وامثال ذلك كثيرة معلومة مروية
في الصحيحين والسنن وبالجملة
فهذه كانت عادته الكريمة صلى الله عليه وسلم
فراى كل صحابي ما يسره الله
له من عباداته وفتاواه واقضيته
فحفظها وعقلها وعرف لكل
شئ وجها من قبل حفوف القرائن
به فحمل بعضها على الاباحة وبعضها على الاستحباب
وبعضها على النسخ لامارات وقرائن كانت
كافية عنده ولم يكن العمدة عندهم الا وجدان
الاطمينان والثلج من غير التفات الى طرق
الاستدلال كما ترى الاعراب يفهمون
مقصود الكلام فيما بينهم وتثلج صدورهم
بالتصريح والتلويح والايماء من حيث لا يشعرون

پھر رجوع کرنا خبر عبد الرحمن بن عوف پر اور نیز اون کا
رجوع کرنا قصہ مجوس مین خبر عبد الرحمن پر اور خوش ہونا
عبد اللہ بن مسعود کا معقل بن یسار کی خبر سے جب
ابن مسعود کی رائے خبر مذکور کی موافق ہوئے اور
واپس جانا ابو موسی اشعری کا عمر فاروق کے دروازہ
سے اور پوچھنا فاروق کا اوس حدیث کو جس کے
ڈر سے ابو موسی ہٹ گئے اور گواہی دینا ابو سعید کا
ابو موسی کی حدیث پر اور ان جیسی روایتین بہت معروف ہین
کہ صحیحین اور سنن مین مذکور ہین غرض کہ عادت مبارک آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ تھی۔
اور ہر صحابی نے آپکی عبادات اور فتاوی اور فیصلون سے
وہ امر دیکھا جو خدا تعالے نے اوسکو میسر کیا اور اوسکو یاد رکھا
اور سمجھا اور بسبب اجتماع قراین ہر چیز کی وجہ پہچانی بعض کو اباحت
پر محمول کیا اور بعض کو استحباب پر اور بعض کو نسخ پر
اون ہی علامات اور قرینون سے کہ اوسکے پاس
کافی تھے اور اون لوگون کے پاس سوا اطمینان دل
اور تسکین خاطر کی کوئی چیز عمدہ نہتھی استدلال کے
طریقون پر التفات نتھا جیسے کہ اعراب کو دیکھتے ہو
کہ مقصود کلام باہمی سمجھ لیتے ہین اور تصریح
اور کنایہ اور اشارہ سے اون کے دلون کو
ایسی طرح تسکین ہو جاتی ہے کہ انکو خبر ہی نہین ہوتی

فانقضى عصره الكريم
وهم على ذلك
ثم انهم تفرقوا في البلاد وصار
كل واحد مقتدى ناحية من النواحي
فكثرت الوقائع ودارت المسائل
فاستفتوا فيها فاجاب كل واحد حسب
ما حفظه او استنبطه وان لم يجد
فيما حفظه واستنبطه ما يصلح للجواب
اجتهد برأيه وعرف العلة التي
ادار رسول الله صلى الله عليه وسلم عليها
الحكم في منصوصاته فطرد الحكم
حيث ما وجدها لا يألو جهدا في موافقة
غرضه عليه الصلوة والسلام فعند
ذلك وقع الاختلاف بينهم على ضروب
منها ان صحابيا سمع حكما في قضية
او فتوى ولم يسمعه الآخر فاجتهد برأيه
في ذلك وهذا على وجوه احدها ان يقع
اجتهاده موافق الحديث مثاله ما رواه
النسائي وغيره ان ابن مسعود رض سئل عن امرأة
مات عنها زوجها ولم يفرض لها فقال لم ار رسول الله
صلعم يقضي في ذلك فاختلفوا عليه شهرا

حاصل یہ کہ عہد مبارک آنحضرت صلعم کا ہو چکا اور وہ
لوگ اسی حال پر قائم رہے۔
پھر وہ لوگ شہروں مین منتشر ہوئے اور اون مین سے
ہر ایک شخص پیشوا ایک طرف کا ہو گیا اور بسبب سے معاملات
اور مسائل واقع ہوئے جن مین اونسے فتوی پوچھا گیا
اور ہر ایک نے مطابق اپنی یادداشت یا استنباط
کے جواب دیا اور اگر اپنی یادداشت اور استنباط مین
ایسی بات نپائی جو قابل جواب ہو تو اسصورت مین
اپنی رائے سے اجتہاد کیا اور اوس علت کو معلوم کیا
جسپر رسول اللہ صلعم نے اپنی صریح ارشادون مین حکم دائر
کیا تھا اور جس جگہ اوس علت کو پایا وہان حکم عام کیا اور آنحضرت
صلعم کی غرض کے موافق ہونے مین کچھ کوتاہی نہین کی
پس اسوقت اختلاف ان لوگون مین کئی طرح پر ہو گیا ایک
یہ کہ ایک صحابی نے کوئی حکم کسی معاملہ مین یا استفتا مین سنا
اور دوسرے نے وہ حکم نہین سنا اونسے اوس باب مین اپنی رائے
سے اجتہاد کیا اور یہ بھی کئی طور پر ہوا۔ اول یہ کہ اوسکا
اجتہاد موافق حدیث کے ہوا اوسکی مثال یہ ہے کہ نسائی
وغیرہ نے روایت کیا کہ ابن مسعودؓ سے حال اوس عورت
کا پوچھا گیا جسکا شوہر مر گیا اور اوسکا مہر مقرر نہین کیا تھا
ابن مسعود نے کہا کہ مینے رسول خدا صلعم کو اس معاملہ مین حکم
دیتے نہین دیکھا لوگ ابن مسعود کے پاس مہینا بھر پھرا کئے

والحوا فاجتهد برأيه وقضى بأن لها مهر نسائها لا وكس ولا شطط وعليها العدة ولها الميراث فقام معقل بن يسار فشهد بأنه صلى الله عليه وسلم قضى بمثل ذلك في امرأة منهم ففرح بذلك ابن مسعود فرحة لم يفرح مثلها قط بعد الاسلام وثانيها ان يقع بينهما المناظرة ويظهر الحديث بالوجه الذي يقع به غالب الظن فيرجع عن اجتهاده اولا الى المسموع مثاله ما رواه الائمة من ان ابا هريرة رضي كان من مذهبه انه من اصبح جنبا فلا صوم له حتى اخبرته بعض ازواج النبي صلى الله عليه وسلم بخلاف مذهبه فرجع وثالثها ان يبلغه الحديث ولكن لا على الوجه الذي يقع به غالب الظن فلم يترك اجتهاده بل طعن في الحديث مثاله ما رواه اصحاب الاصول من ان فاطمة بنت قيس شهدت عند عمر بن الخطاب

اور جواب مسائل کے لئے اصرار کیا تب اونھون نے اپنی رائے سے اجتہاد کر کے حکم کیا کہ اوس عورت کو مہر مثل بلا کم و بیش چاہیے اور اوسکا عدت مین بیٹھنا ضروری ہی اور شوہر کے مال مین میراث کی مستحق ہی۔ معقل بن یسار کھڑے ہوے اور گواہی دی کہ آنحضرت صلعم نے ایسا ہی حکم ہمارے قبیلہ کے ایک عورت یعنی بروع بنت واشق کے حق مین فرمایا تھا اس بات کے سننے سے ابن مسعود ایسے خوش ہوے کہ مسلمان ہونے کے بعد کبھی ایسے خوش نہوے تھے۔ دوم یہ کہ دو شخصون مین مناظرہ ہو اور حدیث ایسی طرح پر ظاہر ہوئی جس سے غلبہ ظن ہو گیا اور مجتہد نے اپنے پہلے اجتہاد سے رجوع کر کے حدیث مسموع کو اختیار کیا اوسکی مثال یہ ہی کہ ائمہ حدیث روایت کرتے ہین کہ مذہب ابوہریرہ کا یہ تھا کہ جو شخص حالت جنابت مین صبح کرے تو اوسکا روزہ نہین ہوتا یہان تک کہ بعض ازواج پیغمبر صلعم نے اونکو اونکے مذہب کے خلاف حدیث سنائی انھون نے اپنے مذہب سے رجوع کیا تیسرے یہ کہ مجتہد کو حدیث پہونچی لیکن نہ اسطرح کہ اوس سے ظن غالب ہو لہذا مجتہد نے اپنا اجتہاد نچھوڑا بلکہ حدیث مین طعن کیا اوسکے مثال یہ ہی کہ اصحاب اصول روایت کرتے ہین کہ فاطمہ بنت قیس نے عمر فاروق کی خدمت مین گواہی دی

۱ یعنی حضرت عائشہ ... نے بیان کیا کہ آن حضرت صلعم ...

۱۰

۲ ... بخاری و مسلم وغیرہ ...

بانها كانت مطلقة الثلاث

فلم يجعل لها رسول الله صلى الله عليه

وسلم نفقة ولا سكنى فرد شهادتها وقال

لا نترك كتاب الله بقول امرأة لا ندري

اصدقت ام كذبت لها النفقة والسكنى

وقالت عائشة رض لفاطمة الا تتقي الله

تعنى في قولها لا سكنى ولا نفقة

ومثال اخر روى الشيخان انه كان

من مذهب عمر بن الخطاب ان التيمم

لا يجزئ الجنب الذي لا يجد ماء فروى

عنده عمار انه كان مع رسول الله صلعم

في سفر فاصابته جنابة ولم يجد

ماء فتمعك في التراب فذكر ذلك

لرسول الله صلعم فقال رسول الله صلعم

انما كان يكفيك ان تفعل هكذا وضرب

بيديه الارض فمسح بهما وجهه ويديه

فلم يقبل عمر ولم ينهض عنده حجة

لقادح خفي راه فيه حتى استفاض الحديث

في الطبقة الثانية من طرق كثيرة واضمحل

وهم القادح فاخذوا به ورابعها

ان لا يصل اليه الحديث اصلاً

کہ مجھکو تین طلاق دیگئے تھے رسول خدا صلعم نے میرے

لئے نفقہ ٹھہرایا نہ رہنے کا مکان عمر فاروق رض نے اسکی گواہی

کو نہ مانا اور فرمایا کہ ہم حکم قرآن کو نہین چھوڑتے ایک

ایسے عورت کے کہنے سے کہ ہم نہین جانتے کہ اوسنے سچ کہا

یا جھوٹ بولا تین طلاق والی عورت کو نفقہ بھی ہی اور رہنے

کا مکان بھی اور عائشہ صدیقہ رض نے کہا کہ فاطمہ کو کیا ہو گیا

کیا وہ خدا سے نہین ڈرتی یعنے اپنے اس کہنے سے کہ سکنی

اور نفقہ نہین چاہئے مطلقہ ثلثہ کو۔ اور دوسری مثال

یہ ہی کہ بخاری اور مسلم نے روایت کیا کہ مذہب عمر فاروق رض

کا یہ تھا کہ تیمم شخص جنب کو کہ پانی نہ پاوے کافی نہین عمار بن

یاسر نے اونکے سامنے بیان کیا کہ مین رسول اللہ صلعم کے ساتھ

سفر مین تھا مجھکو نہانے کی حاجت ہوئی اور پانی نہ ملا مین خاک

مین لوٹا اور اس حال کو رسول خدا صلعم کی خدمت مین ذکر کیا

آپنے فرمایا کہ تجھکو صرف یون کر لینا کافی تھا اور اپنے دونون ہاتھ

زمین پر مارے اور اپنے چہرہ اور دونون ہاتھون پر مل لئے

عمر فاروق نے اس روایت کو نہ قبول کیا اور بوجہ کسی پوشیدہ

طعن کے جسکو انہونے اس حدیث مین دیکھا اونکے

نزدیک یہ روایت حجت نہ ٹھہری یہان تک کہ دوسرے

طبقہ مین حدیث مذکور بہت طریق سے مشہور ہوئی اور

وہم طعن کا سست پڑ گیا اور لوگون نے اوس حدیث

پر عمل کیا۔ چوتھے یہ کہ حدیث مجتہد کو مطلق نہ پہونچے

[illegible marginal notes]

11

[illegible marginal notes]

مثاله ما اخرج مسلم ان ابن عمر
كان يامر النساء اذا اغتسلن ان
ينقضن رؤسهن فسمعت عائشة
بذلك فقالت يا عجبا لابن عمر هذا يامر
النساء ان ينقضن رؤسهن افلا
يامرهن ان يحلقن رؤسهن لقد كنت
اغتسل انا ورسول الله صلعم من اناء
واحد وما ازيد على ان افرغ على
راسي ثلاث افراغات مثال اخر ما ذكره الزهري
من ان هندا لم تبلغها رخصة رسول الله صلعم
في المستحاضة فكانت تبكي لانها كانت لا تصلي
ومن تلك الضروب ان يرو‌ا
رسول الله صلى الله عليه وسلم
فعل فعلا فحمله بعضهم على القربة
وبعضهم على الاباحة مثاله ما رواه
اصحاب الاصول في قضية التحصيب
اي النزول بالابطح عند النفر نزل
رسول الله صلى الله عليه وسلم به فذهب
ابو هريرة وابن عمر الى انه على وجه القربة
فجعلوه من سنن الحج وذهب
عائشة وابن عباس

اوسکی مثال یہ ہی کہ مسلم نے روایت کیا کہ ابن عمر عورتونکو
حکم کرتے تھے کہ جب نہا مین اپنے سر کے بال کھول
ڈالین عائشہ صدیقہ رض نے یہ بات سنی اور کہا کہ تعجب ہی
ابن عمر سے کہ عورتون کو سر کھولنے کے لئے حکم کرتے ہین
یہ کیون نہین کہتے کہ عورتین اپنے سر منڈوا ڈالین مین
اور رسول اللہ صلعم ایک برتن سے نہاتے مین اس سے زیادہ
کچھ نکرتے کہ اپنے سر پر تین بار پانی بہاتے یعنی بدون
سر کھولنے کے۔ دوسری مثال یہہ ہی کہ زہری
نے ذکر کیا ہی کہ ہند کو رسول خدا صلعم کی اجازت
مستحاضہ کے باب مین نہ پہنچی تھی وہ اسلئے رویا کرتی تھین
کہ نماز نہ پڑھتی تھین۔
دوسری طرح اختلاف کی یہ ہے کہ صحابہ نے
رسول خدا صلعم کو دیکھا کہ آپ نے کوئی کام کیا تو
بعض صحابہ نے اوس فعل کو عبادت پر محمول کیا
اور بعض نے اباحت پر اوسکے مثال یہ ہی کہ
اصحاب اصول نے منی سے چلکر ابطح کے اوترنے
کے باب مین ذکر کیا کہ رسول خدا صلعم ابطح مین
اُترے تو ابو ہریرہ رض اور ابن عمر رض اسطرف گئے کہ یہ
اُترنا بوجہ عبادت تھا اس لئے اس اترنے
کو حج کی سنتون سے ٹھہرایا اور عائشہ صدیقہ
اور ابن عباس کی یہ رائے ہوئی

الا انه كان على وجه الاتفاق وليس من السنن
ومثال اخر ذهب الجمهور الى ان الرمل في
الطواف سنة وذهب ابن عباس الى انه انما
فعله النبي صلعم على سبيل الاتفاق لعارض عرضه
وهو قول المشركين حطمهم حمى يثرب وليس بسنة
ومنها اختلاف الوهم في التعبير مثاله
ان رسول الله صلعم حج فرأه الناس
فذهب بعضهم الى انه كان متمتعا
وبعضهم الى انه كان قارنا وبعضهم
الى انه كان مفردا مثال اخر اخرج ابو داود
عن سعيد بن جبير انه قال قلت لعبد الله بن
عباس يا ابا العباس عجبت لاختلاف اصحاب
رسول الله صلعم في اهلال رسول الله صلعم حين اوجب
فقال اني لاعلم الناس بذلك انها انما كانت
من رسول الله صلعم حجة واحدة فمن هناك
اختلفوا خرج رسول الله صلعم حاجا فلما صلى
في مسجد ذي الحليفة ركعتيه اوجب في مجلسه
واهل بالحج حين فرغ من ركعتيه فسمع ذلك منه
اقوام فحفظته عنه ثم ركب فلما استقلت به
ناقته اهل وادرك ذلك منه اقوام وذلك
ان الناس انما كانوا ياتون ارسالا
فسمعوه حين استقلت به ناقته

کہ یہ اترنا بطور اتفاق تھا سنت حج نہیں — دوسری
مثال یہ ہی کہ جمہور کہتے ہین کہ رمل طواف مین سنت ہی
اور ابن عباسؓ کہتے ہین کہ پیغمبر صلعم نے یہ رمل بطور اتفاق
اوس سبب سے کیا جو آپکو پیش ہوا یعنی مشرکون کا یہ کہنا کہ
مدینہ کی تپ نے مسلمانون کو چر لیا اور یہ فعل سنت نہین
تیسری طرح اختلاف کی اختلاف وہم ہی بیان کرنے مین وہمکی
مثال یہ ہی کہ رسول خدا صلعم نے حج کیا اور لوگون نے آپکو دیکھا تو
کسی نے یہ بیان کیا کہ آپ متمتع تھے اور کسی نے کہا کہ قارن تھے اور کسی نے
کہا کہ مفرد تھے — دوسری مثال یہ ہی کہ ابو داود نے سعید بن جبیر سے
روایت کیا ہی کہ مین نے عبد اللہ بن عباس سے کہا کہ ای ابو العباس
مین صحاب رسول خدا صلعم کے اختلاف سے آپکے لبیک کہنے
کے بارہ مین متعجب ہون جسوقت آپنے حج اپنے اوپر واجب کیا ابن عباسؓ
نے کہا کہ مین اس حال کو لوگونسے زیادہ جانتا ہون چونکہ رسول خدا صلعم
نے ایک ہی حج کیا اسوجہ لوگون مین اختلاف پڑا صورت یہ ہوئی کہ
رسول خدا صلعم بقصد حج مدینہ سے باہر ہوا اور جب مسجد ذی الحلیفہ مین
دوگانہ احرام ادا کیا اوسی جگہ نیت حج کی فرمائی اور دوگانہ سے
فارغ ہوتے ہی حج کے لئے لبیک کہا اس لبیک کو آپسے کچھ
لوگون نے سنا اور یاد کر لیا پھر آپ سوار ہوے جب آپکو
ناقہ آپکو لیکر اوٹھی تو پھر آپنے لبیک کہا بعض لوگون نے
آپکا یہ لبیک سنا اور وجہ یہ ہوئی کہ لوگ گروہ گروہ چلے
آتے تھے انھون نے آپسے سنا کہ جب وہ اونٹنی آپکو لیکر کھڑی ہوئی

يهل فقالوا انما اهل رسول الله
صلى الله عليه وسلم حين استقلت
به ناقته ثم مضى رسول الله صلى الله
عليه وسلم فلما علا على شرف
البيداء اهل وادرك ذلك منه
اقوام فقالوا انما اهل حين علا على
شرف البيداء وايم الله لقد اوجب
فى مصلاه واهل حين استقلت
به ناقته واهل حين علا على
شرف البيداء

ومنها اختلاف السهو والنسيان
مثاله ما روى ان ابن عمر
كان يقول اعتمر رسول الله
صلى الله عليه وسلم عمرة فى رجب فسمعت
بذلك عائشة فقضت عليه بالسهو
ومنها اختلاف الضبط مثاله
ما روى ابن عمر عنه صلى الله
عليه وسلم من ان الميت يعذب
ببكاء اهله عليه فقضت عائشة
عليه بانه لم ياخذ الحديث على وجهه
مر رسول الله صلى الله عليه وسلم على يهودية

اوسوقت آپ لبیک کہہ رہے ہین تو انہون نے
یہ کہا کہ رسول خدا صلعم نے صرف لبیک اسوقت کہا جب
ناقہ آپکو لیکر کھڑی ہوئے پھر رسول خدا صلعم تشریف
لیچلے جب بیدا کی بلندی پر چڑہے تو پھر لبیک کہا کچھ
لوگون نے آپکا یہ لبیک سنا اور کہا کہ لبیک صرف
اوسوقت کہا جب بیدا کے بلندی پر چڑہے مین قسم
خدا کی کہاتا ہون کہ آپنے اپنی نماز کی جگہ ہی مین نیت
حج کی یعنی مع لبیک کی اور جب آپکو اونٹنی لیکر کھڑی ہوئی
تب بھی لبیک کہا اور جب بیدا کی بلندی پر چڑہے اسوقت
بھی لبیک کہا۔

چوتھی طرح اختلاف کی بوجہ سہو اور نسیان کے ہی اوسکی
مثال یہ ہی کہ مروی ہی کہ ابن عمرؓ کہتے تھے کہ رسول
خدا صلعم نے ایک عمرہ رجب مین کیا ہی اس حال کو
عائشہ صدیقہؓ نے سنا اور ابن عمر پر بھول جانے کا
حکم لگایا۔

پانچوین طرح اختلاف کے اختلاف ضبط کا ہی یعنی حدیث کو
وجہ اصلی پر قائم نرکھنا اوسکی مثال یہ ہی کہ ابن عمر نے
آنحضرت صلعم سے حکایت کیا کہ میت کو عذاب دیا جاتا ہی اوسکے
گہر والونکے اوسپر رونے سے عائشہ صدیقہؓ نے ابن عمر پر حکم لگایا
کہ انہون نے حدیث کو اوسکی اصلی وجہ پر ضبط نہین کیا اوسکے
اصل اسطرح ہی کہ رسول خدا صلعم ایک یہودیہ کی قبر پر گزرے

یبکی علیها اهلها فقال انهم یبکون
علیها وانها تعذب فی قبرها
فظن العذاب معلولا للبکاء
وظن الحکم عاما علی کل میت

ومنها اختلافهم فی علة الحکم
مثاله القیام للجنازة فقال
قائل لتعظیم الملائکة
فیعم المؤمن والکافر وقال
قائل لهول الموت فیعمهما وقال
قائل مر علی رسول الله صلی
الله علیه وسلم بجنازة یهودی
فقام لها کراهة ان تعلو فوق
راسه فیخص الکافر

ومنها اختلافهم فی الجمع بین المختلفین
مثاله رخص رسول الله صلعم فی المتعة
عام خیبر ثم نهی عنها ثم رخص فیها عام
اوطاس ثم نهی عنها فقال ابن عباس
کانت الرخصة للضرورة والنهی لانقضاء
الضرورة والحکم باق علی ذلک وقال
الجمهور کانت الرخصة اباحة والنهی
نسخا لها مثال اخر نهی رسول الله صلی الله علیه
وسلم عن استقبال القبلة فی الاستنجاء

کہ اوسکے گھر والے اوسپر روتے تھے ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ
اوسپر روتے ہین اور اسکو اوسکی قبر مین عذاب ہو رہا ہی۔
ابن عمر نے رونیکو عذاب کی علت سمجھا اور ہر مردہ کے حق
مین حکم کو عام خیال کر لیا۔

چھٹی طرح اختلاف کے مختلف ہونا صحابہ کا ہی حکم کی علت
مین اوسکی مثال جنازہ کیلئے کھڑا ہو جانا ہے کہ بعض
کہتے ہین کہ قیام فرشتونکی تعظیم کے لئے ہی اس صورت مین جنازہ
مومن اور کافر دونو کیلئے عام ہی اور بعض کہتے ہین کہ قیام
موت کے خوف کیوجہ سے ہی اس صورت مین بھی دونو کو
عام ہی اور بعض نے کہا کہ رسول خدا صلعم کے پاس کسی یہودی کا
جنازہ نکلا آپ اسکے لئے کھڑے ہوگئے کہ اوسکا انکے سر پر اونچا ہونا
مکروہ سمجھا اس صورت مین قیام خاص جنازہ کافر
کے لئے ہی۔

ساتوین طرح اختلاف کی یہ ہی کہ دو مختلف احکام کی مطابقت
مین صحابہ کا اختلاف ہوا اوسکی مثال یہ ہی کہ رسول خدا صلعم نے سال
جنگ خیبر مین متعہ کی اجازت دی پھر اوس سے منع فرمایا پھر سال
اوطاس مین اوسکی اجازت دی پھر اوس سے منع فرمایا تو ابن عباس سمجھے
کہ اجازت ضرورت کیلئے تھی اور ممانعت ضرورت کے جاتے رہنے سے ہی اور حکم بدستور
باقی ہی یعنی ضرورت کے وقت متعہ جائز ہی اور جمہور کہتے ہین کہ اجازت سے
غرض مباح کرنا تھا اور ممانعت اوسکی ناسخ ہی دوسری مثال یہ ہے کہ
رسول خدا صلعم نے استنجا کرتے وقت قبلہ رخ ہونے سے منع فرمایا

۱۵

فذهب قوم الى عموم هذا الحكم وكونه غير منسوخ ورآه جابر يبول قبل ان يتوفى بعام مستقبل القبلة فذهب الى نسخ للنهي المتقدم ورآه ابن عمر قضى حاجته مستدبر القبلة مستقبل الشام فرد به قولهم وجمع قوم بين الروايتين فذهب الشعبي وغيره الى ان النهي مختص بالصحراء فاذا كان في المراحيض فلا باس بالاستقبال والاستدبار وذهب قوم الى ان القول عام محكم والفعل يحتمل كونه خاصا بالنبي صلى الله عليه وسلم فلا ينتهض ناسخا ولا مخصصا وبالجملة فاختلف مذاهب اصحاب النبي صلعم واخذ عنهم التابعون كذلك كل واحد ما تيسر له فحفظ ما سمع من حديث رسول الله صلعم ومذاهب الصحابة وعقلها وجمع المختلف على ما تيسر له ورجح بعض الاقوال على بعض واضمحل في نظرهم بعض الاقوال وان كان ماثورا عن كبار الصحابة كالمذهب الماثور عن عمر وابن مسعود في تيمم الجنب اضمحل عندهم لما استفاض من الاحاديث عن عمار وعمران بن حصين وغيرهما

تو بعض لوگوں کا مذہب ہی کہ یہ ارشاد قولی حکم عام ہی غیر منسوخ اور جابر نے آنحضرت صلعم کو ایکسال پیشتر وفات کے قبلہ رو ہو کر پیشاب کرتے دیکھا تو یہ تجویز کیا کہ یہ فعل ناسخ ہی پہلے ممانعت قولی کا اور نیز ابن عمر نے آپکو قضاے حاجت فرماتے ہوئے دیکھا کہ قبلہ کیطرف پشت ہی اور شام کیطرف منہ اس فعل سے ابن عمر نے ان لوگوں کا قول رد کیا۔ اور بعض لوگوں نے دونو روایتوں مین مطابقت کی چنانچہ شعبی وغیرہ اس طرف گئے کہ ممانعت خاص جنگل مین ہی اور جب آدمی مکانوں کے پاخانوں مین ہو تو قبلہ کو رخ اور پشت کرنا مضائقہ نہیں۔ اور کچھ لوگ ادہر گئے کہ ارشاد در بارہ نہی عام اور محکم ہی اور آپکا فعل ہو سکتا ہی کہ آپکی ذات پر مخصوص ہو غرض کہ یہ فعل نہ ارشاد قولی کا ناسخ ہو سکتا ہی نہ مخصص۔

حاصل یہ کہ مذاہب صحاب پیغمبر صلعم کے مختلف ہوئے اور ان سے تابعین نے اسیطرح حاصل کئے ہر ایک کو جو میسر ہوا اوسکو اخذ کیا اور جو کچھ حدیث رسول اللہ صلعم اور مذاہب صحابہ مین سے سنا ہو سکو یاد کیا اور سمجھا اور مختلف باتوں مین جسطرح اوس سے بن سکا مطابقت کی اور بعض اقوال کو بعض پر ترجیح دی اور بعض اقوال تابعین کی نظر مین سست پڑ گئی اگرچہ بڑے بڑے صحابہ سے منقول تھے مثلاً عمر فاروق اور ابن مسعود کا مذہب ماثور جنب کے تیمم کرنے کے باب مین ان کے نزدیک سست ہو گیا جبکہ حدیثین عمار اور عمران بن حصین اور دوسرے لوگوں کی مشہور ہوئین

فصار لكل عالم من علماء التابعين مذهب
على حياله فانتصب في كل بلد امام مثل سعيد بن
المسيب وسالم بن عبد الله بن عمر في المدينة وبعدهما
الزهري والقاضي يحيى بن سعيد وربيعة بن ابي
عبد الرحمن فيها وعطاء بن ابي رباح بمكة وابراهيم النخعي
والشعبي بكوفة والحسن البصري بالبصرة وطاوس
بن كيسان باليمن ومكحول بالشام
فاظمأ الله اكبادا الى علومهم فرغبوا فيها واخذوا
عنهم الحديث وفتاوى الصحابة واقاويلهم
ومذاهب هؤلاء العلماء وتحقيقاتهم من
عند انفسهم واستفتى منهم المستفتون
ودارت المسائل بينهم ورفعت اليهم
الاقضية وكان سعيد بن المسيب وابراهيم
النخعي وامثالهما جمعوا ابواب الفقه اجمعها وكان
لهم في كل باب اصول تلقوها من السلف وكان
سعيد واصحابه يذهبون الى ان اهل الحرمين اثبت
الناس في الفقه واصل مذهبهم فتاوى
عمر وعثمان وقضاياهما وفتاوى
عبد الله بن عمر وعائشة
وابن عباس وقضايا قضاة المدينة
فجمعوا من ذلك ما يسره الله لهم

اسوقت مین علماے تابعین سے ہر عالم کا مذہب علحدہ
ہوگیا اور ہر شہر مین ایک امام قایم ہوا مثلا سعید بن مسیب
اور سالم بن عبداللہ بن عمر اور دونوکی بعد زہری اور
قاضی یحیی بن سعید اور ربیعہ بن عبدالرحمن مدینہ منورہ
مین امام ہوئے اور عطاء بن ابو رباح مکہ معظمہ مین اور
ابراہیم نخعی اور شعبی کوفہ مین اور حسن بصری بصرہ مین اور
طاوس بن کیسان یمن مین اور مکحول شام مین ۔
بعدہ اللہ تعالے نے کچھہ لوگون کو ان علما کو علوم کا پیاسا بنایا انھون نے
ان علوم کے رغبت کی اور ان علما سے حدیث اور صحابہ کے فتاوی
اور اقوال اور خود اون علما کے مذاہب اور خاص اونکی تحقیقاتین
سیکھیں اور فتوی چاہنے والون نے اون علما سے فتوی حاصل
کئے اور مسائل اونمین دائر ہوئے اور معاملات اونکے سامنے پیش
ہوئے اور سعید بن مسیب و ابراہیم نخعی اور ان جیسون نے فقہ کی
سارے ابواب جمع کئے اور اونکی پاس ہر باب مین وہ اصلین تہین
کہ انھون نے اونکو سلف سے سیکہا تھا ۔ اور سعید اور اونکے تلامذہ
کا یہ مذہب تھا کہ مکہ اور مدینہ والے فقہ مین سب آدمیون سے
زیادہ پکے ہین اور اصل اونکے مذہب کی فتاوی عمر فاروق
اور عثمان غنی اور دونو کے احکام معاملات اور فتاوی
عبداللہ بن عمر اور عائشہ صدیقہ اور ابن عباس اور
فیصلے قاضیان مدینہ منورہ ہین ۔ ان سب مین سے
اونھون نے وہ باتین جمع کین جو خدا تعالے نے اونکو میسر فرمائین

ثم نظروا فيها نظر اعتبار و تفتيش فما
كان منها مجمعا عليه بين علماء المدينة
فانهم ياخذون عليه بنواجذهم وما كان
فيه اختلاف عندهم فانهم ياخذون
باقواها وارجحها اما لكثرة من ذهب اليه
منهم او لموافقته بقياس قوى او
تخريج صريح من الكتاب والسنة
و نحو ذلك واذا لم يجدوا فيما حفظوا
منهم جواب المسئلة خرجوا من كلامهم
وتتبعوا الايماء والاقتضاء فحصل
لهم مسائل كثيرة فى كل باب باب
وكان ابراهيم واصحابه يرون ان
عبد الله بن مسعود واصحابه اثبت
الناس فى الفقه كما قال علقمة لمسروق
هل احد منهم اثبت من عبد الله وقول ابى حنيفة رح
للاوزاعى ابراهيم افقه من سالم ولولا
فضل الصحبة لقلت ان علقمة افقه
من عبد الله بن عمر وعبد الله هو
عبد الله واصل مذهبه فتاوى عبد الله
ابن مسعود و قضايا على رضى الله عنه
و فتاواه و قضايا شريح

پھر اونہوں نے اوس مجموعہ مین اعتبار اور تفتیش کی نظر سے
دیکھا تو جس بات پر اتفاق علماے مدینہ تھا اوسکو اپنے
دانتوں سے پکڑا اور جس بات مین علماے مدینہ کے نزدیک اختلاف
ہوا اوس مین قوی تر اور راجح تر کو اختیار کیا خواہ قوت اور
رجحان اسوجہ سے ہو کہ یہہ بہت شخصوں کا مذہب ہی یا
اسوجہ سے کہ کسی قیاس قوی یا استنباط صریح قرآن اور حدیث
کے موافق ہو اور جس صورت مین جواب مسالہ کا اوس مجموعہ
مین نپاتے جو سلف سے یاد کیا تہا تو اونکے کلام سے
استنباط کرتے اور اشارۃ اور اقتضاے کلام کو ڈہونڈتے
اسطرح پر اونکے پاس بہت سے مسایل ہر باب
مین جدا جدا ہو گئے۔

اور ابراہیم نخعی اور اونکے شاگردونکا اعتقاد تھا کہ
عبد اللہ بن مسعود اور اونکے اصحاب فقہ مین سب لوگون سے
زیادہ پکے ہین چنانچہ علقمہ نے مسروق سے کہا تہا کہ کیا
کوئی صحابہ مین عبد اللہ سے بھی زیادہ پکا ہی اور امام ابو حنیفہ
نے اوزاعی سے کہا تہا کہ ابراہیم زیادہ فقیہ ہی بہ نسبت
سالم کے اور اگر صحابی ہونیکی فضیلت ابن عمر کو نہوتی
تو مین یہ کہتا کہ علقمہ زیادہ فقیہ ہی بہ نسبت ابن عمر کے
اور عبد اللہ بن مسعود تو عبد اللہ ہی ہی۔ اور ابراہیم
نخعی کے مذہب کی اصل فتاوای عبد اللہ بن مسعود
اور فیصلہا اور فتاوای علی مرتضی اور فیصلہا شریح کے

۱۵ اگر الفاظ کسی نص کا وہ
مضمون مقصود پر دلالت کرین
جسکے لئے وہ الفاظ بیان کئے گئے ہین تو
اس دلالت کو عبارۃ النص کہتے ہین
اور اگر سوای معنی مقصود کے اوس
پر دلالت کرین تو یہ بات اشارۃ
النص کہلاتی ہے اور اگر صحت الفاظ
شرعا یا عقلا کسی معنی پر موقوف
ہو تو وہ معنی مقتضا النص کہلاتے
ہین ۱۶ اس فقرہ کا مطلب
سمجھ مین آتا ہی ۱۸

وغيره من قضاة كوفة فجمع من
ذلك ما يسره الله ثم صنع في آثارهم
كما صنع أهل المدينة في آثار أهل المدينة
وخرج كما خرجوا فتلخص له مسائل الفقه
في كل باب باب وكان سعيد بن المسيب
لسان فقهاء المدينة وكان أحفظهم
لقضايا عمر ولحديث أبي هريرة وإبراهيم
لسان فقهاء كوفة فإذا تكلما بشيء
ولم ينسباه إلى أحد فإنه في الأكثر
منسوب إلى أحد من السلف صريحا
أو إيماء ونحو ذلك فاجتمع عليهما فقهاء
بلدهما وأخذوا عنهما وعقلوه
وخرجوا عليه والله أعلم

باب أسباب اختلاف مذاهب الفقهاء

اعلم أن الله أنشأ بعد عصر التابعين
نشأ من حملة العلم إنجازا لما وعد
رسول الله صلى الله عليه وسلم حيث قال يحمل هذا العلم
من كل خلف عدوله فأخذوا
عمن اجتمعوا معه منهم صفة الوضوء
والغسل والصلوة والحج والنكاح والبيوع
وسائر ما يكثر وقوعه ورووا أحاديث النبي صلعم

و دیگر قاضیان کوفہ - غرض کہ ابراہیم نے ان سب مین سے
وہ امور جمع کیے جو خدا نے اونپر آسان فرمائے پھر ابراہیم نے
اونکے آثار مین وہی بات کی جو اہل مدینہ نے آثار اہل مدینہ
مین کی تھی اور تخریج مسائل بھی اونہی کے طرح کی لہذا
اونکے پاس بھی مسائل فقہ کے ہر ہر باب مین جمع ہوگئے -
اور سعید بن مسیب فقہاے مدینہ کی زبان تھی اور فیصلہاے
عمر فاروق اور حدیث ابو ہریرہ کے زیادہ حافظ تھے اور
ابراہیم فقہاے کوفہ کی زبان تھی اور یہ دونون جب کسی مسالہ
مین بولتے ہین اور اوسکو کسیکی طرف منسوب نہین کرتے
تو وہ بات اکثر منسوب کسی سلف کیطرف صریحا یا اشارۃً
اور مانند اسکے ہوتی ہے غرض کہ اون دونو کے پاس فقہا
شہر کے اکٹھے ہوے اور دونو سے علم حاصل کیا اور اوسکو سمجھا
اور اوسپر مسائل کی تخریج کی واللہ اعلم -

باب مذاہب فقہا کے مختلف ہونیکے اسباب کے ذکر مین

واضح ہو کہ خدای تعالے نے زمانہ تابعین کے بعد ایک گروہ علما
کا پیدا کیا تا کہ رسول خدا صلعم کا وعدہ پورا ہو کہ آپنے فرمایا تھا
کہ اس علم کو ہر پچھلے لوگو نمین سے عادل شخص اوٹھاینگے
اس جماعت نے اون لوگونسے جو تابعین مین سے
انکو ملی کیفیت وضو اور غسل اور نماز اور حج اور نکاح
اور خرید و فروخت کی اور تمام چیزین جو اکثر واقع ہوتی
ہین سیکھین اور پیغمبر صلعم کی حدیث روایت کی

وسمعوا أقضية قضاة البلدان وفتاوى
مفتيها وسألوا عن المسائل واجتهدوا
في ذلك كله ثم صاروا كبراء قوم ووسد
إليهم الأمر فنسجوا على منوال شيوخهم ولم
يألوا في تتبع الإيماءات والاقتضاءات
فقضوا وأفتوا ورووا وعلموا وكان
صنيع العلماء في هذه الطبقة متشابها
وحاصل صنيعهم أن يتمسك بالمسند
من حديث رسول الله صلى الله عليه وآله
وسلم والمرسل جميعا ويستدل بأقوال
الصحابة والتابعين علما منهم أنها إما
أحاديث منقولة عن رسول الله صلعم
اختصروها فجعلوها موقوفة كما قال
إبراهيم وقد روى حديث نهي رسول الله عن المحاقلة
والمزابنة فقيل له أما تحفظ عن رسول الله صلعم
حديثا غير هذا قال بلى ولكن أقول قال عبد الله
قال علقمة أحب إلي وكما قال الشعبي وقد سئل عن حديث
وقيل إنه يرفع إلى النبي صلى الله عليه وسلم قال
لا على من دون النبي صلى الله عليه وسلم أحب إلينا فإن
كان فيه زيادة ونقصان كان على من
دون النبي صلى الله عليه وسلم

٢٠

اور شہرونکے قاضیونکے فیصلے اور اونکے مفتیونکے فتاوی سنے
اور مسائل کو دریافت کیا اور ان سب باتون مین اجتہاد کیا
پھر ایک قوم کے پیشوا بنے اور مدار امور انہی پر آرہا یہ لوگ بھی
اپنے اساتذہ کے ڈہنگ پر چلے اور اشارون اور اقتضاؤنکی
تلاش مین کوئی دقیقہ نچھوڑا خود حکم اور فتوی دیے اور
روایتین بیان کین اور لوگونکو سکہایا اور اس طبقہ کے علما
کا فعل ایک دوسرے سے ملتا جلتا تھا اور خلاصہ اونکے فعل کا یہ تھا
کہ حدیث رسول خدا صلعم سے مسند اور مرسل دونو سے تمسک
کیا جاوے اور صحابہ اور تابعین کے اقوال سے دلیل بیان کیجاوے
کیونکہ وہ یہ جانتے تھے کہ یہ اقوال یا حدیثین رسول خدا صلعم
سے منقول ہین کہ اونکو مختصر کرکے موقوف بنالیا چنانچہ
ابراہیم نخعی نے جسوقت حدیث ممانعت رسول خدا صلعم کی
محاقلہ اور مزابنہ سے روایت کی تو اونسے کہا گیا کہ تمکو رسول
خدا صلعم سے کوئی حدیث یعنی مرفوع اسکے سوا یاد نہین اونہون نے
کہا کیون نہین لیکن مین یہ کہتا ہون کہ قول عبد اللہ بن مسعود
کا اور قول علقمہ کا مجھکو زیادہ پسند ہے۔ اسیطرح شعبی نے جسوقت
اونسے ایک حدیث کا حال پوچھا گیا اور بیان کیا گیا کہ اس حدیث
کو پیغمبر صلعم تک مرفوع کہتے ہین یہ جواب دیا کہ مرفوع نہین کہنا
چاہیے بلکہ ہمکو زیادہ محبوب وہ حدیث ہے جو پیغمبر صلعم کے
بعد کے شخص کیطرف منسوب ہو کیونکہ اگر حدیث مین کچھ کمی
بیشی ہوگی تو وہ بعد کے شخص پر رہیگی

أو يكون استنباطا منهم من
المنصوص او اجتهادا منهم بآرائهم
وهم احسن صنيعا في كل ذلك
ممن يجيء بعدهم واكثر اصابة واقدم
زمانا واوعى علما فتعين العمل بها الا اذا
اختلفوا وكان حديث رسول الله صلعم
يخالف قولهم مخالفة ظاهرة
وانه اذا اختلفت احاديث
رسول الله صلى الله عليه وسلم في
مسئلة رجعوا الى اقوال الصحابة
فان قالوا بنسخ بعضها او بصرفه عن
ظاهره او لم يصرحوا بذلك ولكن
اتفقوا على تركه وعدم القول
بموجبه فانه كابداء
علة فيه او الحكم بنسخه او تاويله
اتبعوهم في كل ذلك وهو قول مالك في
حديث ولوغ الكلب جاء هذا الحديث ولكن لا
ادري ما حقيقته حكاه ابن الحاجب
يعني لم ار الفقهاء يعملون به
وانه اذا اختلفت مذاهب الصحابة والتابعين
في مسئلة فالمختار عند كل عالم مذهب اهل بلده وشيوخه

یا یہ جانتے تھے کہ اقوال صحابہ و تابعین کے حکم منصوص کے خود اونکو
استنباط ہین یا اونکے رایون سے بطور اجتہاد اور صحابہ و تابعین ان
سب باتونمین اون لوگون سے بہتر ہین جو اونکے پیچھے ہوے اور صواب
بیان کرنے مین زیادہ اور زمانہ کے اعتبار سے پیشتر اور علم کے لحاظ سے
سب مین بڑھکر ہین بعین جہت عمل کرنا اونکی اقوال پر متعین ہوا
بجز اوس صورت کے کہ وہ مختلف ہون اور حدیث رسول خدا صلعم کی
اونکے قول سے صریح مخالف پڑے۔

اور خلاصہ اونکی فعل کا یہ بہی تہا کہ جس صورت مین کہ احادیث
رسول خدا صلعم کی کسی مسالہ مین مختلف ہوئین تو علما نے اونکو
نے اقوال صحابہ کیطرف رجوع کیا اگر صحابہ بعض حدیث کے منسوخ ہونیکے
قائل ہوئے یا اونہون نے حدیث کو ظاہر معنے سے پہیر دیا یعنی تاویل کی
یا اسکی تصریح نکی بلکہ ترک حدیث اور اوسکے بموجب عمل نکرنے پر متفق
ہوئے یہ بات گویا حدیث مین علت ظاہر کرنی یا اوسکے منسوخ ہونیکے
یا تاویل کا حکم لگا دینا ہی تو اس باب مین علماء مذکورنے صحابہ کا
اتباع کیا اور یہی وجہ ہی کہ امام مالک نے کتے کی برتن مین منہ
ڈالنے کی حدیث مین کہا کہ یہ حدیث وارد ہے لیکن مین نہین
جانتا کہ اوسکی حقیقت کیا ہی نقل کیا ہی اس قول کو ابن
حاجب نے امام مالک کی غرض یہ ہی کہ فقہا کو مین نے نہین
دیکھا کہ اس حدیث پر عمل کرتے ہون۔

اور نیز خلاصہ اونکی فعل کا یہ تہا کہ جب ہر صحابہ و تابعین کسی مسالہ
مین مختلف ہون تو ہر عالم کے نزدیک اپنے اہل شہر اور استادون کا مذہب پسندیدہ ہوگا

لانه اعرف بالصحيح من اقاويلهم من السقيم واوعى للاصول المناسبة لها وقلبه اميل الى فضلهم وتبحرهم فمذهب عمر وعثمان وعائشة وابن عمر وابن عباس وزيد بن ثابت واصحابهم مثل سعيد بن المسيب فانه كان احفظهم لقضايا عمر وحديث ابي هريرة وعروة وسالم وعكرمة وعطاء وعبيد الله بن عبد الله وامثالهم احق بالاخذ من غيره عند اهل المدينة لما بينه النبي صلى الله عليه وسلم في فضائل المدينة ولانها ماوى الفقهاء ومجمع العلماء في كل عصر ولذلك ترى مالكا يلازم محجتهم وقد اشتهر عن مالك انه يتمسك باجماع اهل المدينة وعقد البخاري بابا في الاخذ بما اتفق عليه الحرمان

ومذهب عبد الله بن مسعود واصحابه وقضايا علي وشريح والشعبي وفتاوى ابراهيم احق بالاخذ عند اهل الكوفة من غيره وهو قول علقمة حين مال مسروق الى قول زيد بن ثابت في التشريك قال هل احد منهم اثبت من عبد الله فقال لا ولكن رايت زيد بن ثابت واهل المدينة يشركون

کیونکہ اوسکو اونکے اقوال کی صحت اور سقم زیادہ معلوم ہوا اور جو اصول اون اقوال کی مناسب ہین وہ اوسکو زیادہ یاد ہین اور اوسکا دل انپر اساتذہ کی فضیلت اور تبحر پر زیادہ مائل ہے تو پس مذہب عمر فاروق اور عثمان غنی اور عائشہ صدیقہ اور ابن عمر اور ابن عباس اور زید بن ثابت اور اونکے شاگرد اونکا مثل سعید بن مسیب کہ جو عمر فاروق کے فیصلون اور ابو ہریرہ کی حدیثونکو زیادہ حافظ تھے اور مثل عروہ اور سالم اور عکرمہ اور عطا اور عبید اللہ بن عبد اللہ اور ان جیسونکا مذہب اہل مدینہ کے نزدیک بہ نسبت دوسرے مذہب کے زیادہ لایق اختیار کرنیکے ہے چنانچہ پیغمبر صلعم نے فضایل مدینہ مین بیان فرمایا اور نیز اسوجہ سے کہ مدینہ منورہ ہر زمانہ مین فقہا اور علما کا ماوی اور مجمع رہا ہے اور اسی جہت سے تم دیکھتے ہو کہ امام مالک برابر مدینہ والون کی راہ چلتے ہین اور امام مالک سے یہ بات بہی مشہور ہے کہ اجماع اہل مدینہ سے حجت پکڑتے تہے اور بخاری نے بہی ایک باب منعقد کیا ہے کہ جس بات پر حرمین شریفین کا اتفاق ہو اوسکو اختیار کرنا چاہیے -

اور کوفہ والونکے نزدیک مذہب عبد اللہ بن مسعود اور اونکے شاگردونکا اور فیصلے علی مرتضی اور شریح اور شعبی کے اور فتاوی ابراہیم نخعی کے زیادہ تر مستحق عمل کرنیکے ہین بہ نسبت دوسرے مذہب کے اور یہی وجہ تہی کہ علقمہ نے جب مسروق کو زید بن ثابت کی طرف تشریک کی باب مین مائل دیکہا تو کہا کہ کیا کوئی صحابہ مین عبد اللہ بن مسعود سے زیادہ پکا عالم ہے مسروق نے کہا کہ نہین لیکن مینے زید بن ثابت اور اہل مدینہ کو تشریک کرتے

فان اتفق اهل البلد على شئ اخذوا عليه
بنواجذهم وهو الذي يقول في مثله مالك
السنة التي لا اختلاف فيها عندنا
كذا وكذا وان اختلفوا اخذوا باقواها
وارجحها اما لكثرة القائلين
به او لموافقته بقياس قوي او تخريج
من الكتاب او السنة وهو الذي يقول في مثله
مالك هذا احسن ما سمعت
فاذا لم يجدوا فيما حفظوا منهم جواب
المسئلة خرجوا من كلامهم وتتبعوا الايماء والاقتضاء
والهموا في هذه الطبقة التدوين فدون
مالك ومحمد بن عبد الرحمن بن ابي ذئب
بالمدينة وابن جريج وابن عيينة بمكة
والثوري بكوفة وربيع بن صبيح بالبصرة
وكلهم مشوا على هذا النهج الذي ذكرته
ولما حج المنصور قال لمالك قد عزمت
ان آمر بكتبك هذه التي وضعتها فتنسخ ثم
ابعث في كل مصر من امصار المسلمين منها
نسخة وآمرهم ان يعملوا بما فيها ولا يتعدوه الى غيره
فقال يا امير المؤمنين لا تفعل هذا فان الناس
قد سبقت اليهم اقاويل وسمعوا احاديث

پس اگر شہر والے کسی بات پر متفق ہو گئے تو پہلے علماء نے اسکو مضبوط
پکڑ لیا اور اسی جیسی بات کے واسطے امام مالک یہ کہا کرتے ہیں
السنة التي لا اختلاف فيها عندنا كذا وكذا یعنی جس سنت میں ہمارے
نزدیک کچھ اختلاف نہیں فلان بات ہے اور اگر اہل شہر میں
اختلاف ہوا تو اقوال میں سے قوی تر اور ارجح تر کو اختیار کیا خواہ
یہ قوت بوجہ کثرت قائلین کے ہو یا بوجہ موافقت کسی قیاس
قوی یا تخریج کتاب و سنت کی اور اس جیسی بات کو امام مالک یوں کہتے
ہیں هذا احسن ما سمعت یعنی یہ بات ان سب میں بہتر ہے جو میں نے سنی ہیں
اور جب ان باتوں میں کہ صحابہ و تابعین سے یاد کی تھیں جواب مسئلہ کا
نہ پایا تو انکی تقریر سے نکالا اور اشارہ اور مقتضائے کلام کو تلاش کیا
اور اس طبقہ میں کتابوں کا لکھنا ذہن میں ڈالا گیا چنانچہ امام مالک
اور محمد بن عبد الرحمن بن ابو ذئب نے مدینہ میں اور ابن
جریج اور ابن عیینہ نے مکہ میں اور ثوری نے کوفہ میں اور
ربیع بن صبیح نے بصرہ میں کتابیں لکھیں اور سبھوں نے یہی
طریق اختیار کیا جو میں نے بیان کیا۔ اور جب خلیفہ منصور نے
حج کیا تو امام مالک سے کہا کہ میں نے پکا ارادہ کیا ہے کہ جو کتابیں آپنے
بنائی ہیں انکے بارہ میں حکم کروں کہ لکھی جائیں پھر
مسلمانوں کے ہر شہر میں انکا ایک ایک نسخہ بھیجوں اور انکو حکم
کروں کہ ان کتابوں کے بموجب عمل کریں اور دوسری بات
کی طرف تجاوز نہ کریں امام مالک نے کہا کہ اے امیر المؤمنین ایسا نہ کر
کیونکہ لوگوں کے پاس سلف کے اقوال پہنچ چکے اور وہ حدیثیں سن چکے

ورووا روایات واخذ کل قوم بما سبق
الیهم وانقادوا به من اختلاف الناس فروع
الناس وما اختاره اهل کل بلد منهم لانفسهم
ویحکی نسبة هذه القصة الی هارون
الرشید وانه شاور مالکا فی ان یعلق
الموطا فی الکعبة ویحمل الناس علی ما فیه
فقال لا تفعل فان اصحاب رسول الله صلی الله علیه
وسلم اختلفوا فی الفروع وتفرقوا فی البلدان
وکل سنة مضت قال وفقك الله
یا ابا عبد الله حکاه السیوطی
وکان مالك اثبتهم فی حدیث المدنیین
عن رسول الله صلی الله علیه وسلم واوثقهم
اسنادا واعلمهم بقضایا عمر واقاویل عبد الله
بن عمر وعائشة واصحابهم من الفقهاء السبعة
وبه وبامثاله قام علم الروایة والفتوی فلما
وسد الیه الامر حدث وافتی وافاد
واجاد وعلیه انطبق قول النبی صلی الله
علیه وسلم یوشك ان یضرب الناس اکباد
الابل یطلبون العلم فلا یجدون احدا اعلم
من عالم المدینة علی ما قاله ابن
عیینة وعبد الرزاق

اور روایتین اونسے بیان کی گئین اور ہر قوم نے وہ بات
اختیار کر لی جو پیشتر انکو پہنچی تہی اور لوگونکے اختلاف کی وجہ
سے کاربند ہو گئے تو ہر شہر والون نے جو کچہ اپنے لئے پسند کیا ہو لوگ انکو دینی
رہنے ہو گئے اور بعض لوگ اس قصہ کی نسبت ہارون رشید کیطرف
کرتے ہین اور کہتے ہین کہ ہارون نے امام مالک سے مشورہ کیا کہ انکی
کتاب مؤطا کعبہ مین لٹکائی جاوے اور لوگونکو اس بات پر آمادہ کیا
جاوے کہ جو کچہ اس مین ہے اسپر کاربند ہون مالک نے کہا ایسا مت کر
کیونکہ اصحاب رسول خدا صلعم فروع مین مختلف ہوئے اور
شہرون مین منتشر ہو گئے اور ہر ایک سنت جاری ہوئی ہارون نے
کہا کہ اے ابو عبد اللہ خدا تعالے تجہکو توفیق مرحمت فرماوے نقل کیا اسکو سیوطی نے
اور امام مالک ان مدینہ والون مین جو رسول خدا صلعم سے
حدیث روایت کرتے ہین سب سے زیادہ ثابت اور اسناد مین سب سے
زیادہ معتبر اور زیادہ جاننے والے فیصلہا عمر فاروق اور
اقوال عبد اللہ بن عمر اور عایشہ صدیقہ اور انکے شاگردون
یعنی فقہائے ہفتگانہ[۱] کے ہین اور مالک اور ان جیسون سے
علم روایت اور فتوی قائم ہوا جب کام انکے سپرد ہوا تو حدیث
بیان کی اور فتوی دیا اور فائدہ پہنچایا اور بہت عمدہ کیا ان
ہی پر ارشاد پیغمبر صلعم کا منطبق ہوا کہ قریب ہے کہ لوگ
اونٹون پر سوار ہو کر طلب علم کیلئے سفر کرینگے اور کسیکو
زیادہ عالم بہ نسبت مدینہ کے عالم کے نہ پاوینگے اس پیشین
گوئی کا منطبق ہونا امام مالک پر بموجب قول ابن عیینہ وعبد الرزاق کے ہے

[۱] فقہائے ہفتگانہ مدینہ کے یہ لوگ ہین سعید بن مسیب عروہ ابن زبیر قاسم بن محمد ابن ابوبکر صدیق ابو بکر بن عبد الرحمن مخزومی خارجہ بن زید بن ثابت عبید اللہ بن عبد اللہ ابن عتبہ بن مسعود سلیمان ابن یسار ہلالی

وناهيك بما جمع اصحابه روايته
ومختاراته ولخصوها وحرروها وشرحوها
وخرجوا عليها وتكلموا في اصولها وادلتها
وتفرقوا الى المغرب ونواحى الارض فنفع الله
بهم كثيرا من خلقه وان شئت ان تعرف
حقيقة ما قلناه من اصل
مذهبه فانظر في كتاب الموطا
تجده كما ذكرنا

وكان ابو حنيفة رضى الله عنه الزمهم بمذهب ابراهيم
واقرانه لا يجاوزه الا ما شاء الله وكان
عظيم الشان في التخريج على مذهبه دقيق
النظر في وجوه التخريجات مقبلا على
الفروع اتم اقبال وان شئت ان تعلم حقيقة
ما قلناه فلخص اقوال ابراهيم من كتاب الآثار لمحمد
وجامع عبد الرزاق ومصنف ابى بكر بن ابى شيبة
ثم قايسه بمذهبه تجده لا يفارق تلك المحجة
الا في مواضع يسيرة وهو في تلك اليسيرة ايضا
لا يخرج عما ذهب اليه فقهاء كوفة
وكان اشهر اصحابه ذكرا ابو يوسف فولى قضا
القضاة ايام هارون الرشيد فكان سببا
لظهور مذهبه والقضاء به في اقطار

اور تمکو انہی دو کا قول کافی ہے۔ پھر امام مالک کے
شاگردون نے اونکی روایات اور مختارات کو جمع کیا اور اونکی تلخیص
اور تنقیح اور شرح کی اور اونپر اور مسائل کی تخریج کی اور اونکے
اصول اور دلایل مین بحث کی اور ملک مغرب و اطراف مین
مین منتشر ہوئے پس خدا تعالیٰ نے اون سے اپنی بہت خلقت کو نفع
پہنچایا اور اگر تم ہمارے قول کی صداقت امام مالک کی اصل مذہب کے
باب مین معلوم کرنا چاہو تو کتاب موطا کو دیکھو اوسکو
ویسا ہی پاؤگے جیسا ہمنے بتایا۔

اور امام ابو حنیفہ ابراہیم نخعی اور اونکے ہمعصروں کے مذہب پر زیادہ
جمے ہوئے تھے کہ اوس سے بہت ہی کم تجاوز کرتے تھے اور اونکے
مذہب کے بموجب مسائل نکالنے مین شان عظیم رکھتے تھے اور
تخریج کی صورتوں مین اونکی نظر دقیق تھی فروع پر بدرجہ غایت
متوجہ تھے اور اگر تمکو ہمارے قول کی حقیقت جاننی منظور ہو تو
امام محمد کی کتاب الآثار اور عبد الرزاق کی جامع اور ابو بکر بن
ابو شیبہ کی مصنف سے ابراہیم کے اقوال چھانٹ لو پھر امام کے مذہب سے
اونکا مقابلہ کرو تو امام کو اوس راہ سے جدا نہ پاؤگے مگر چند تھوڑی سی
جگہ مین اور ان تھوڑی جگہ مین بھی امام فقہائے کوفہ کے
مذہب سے باہر قدم نہین رکھتے۔

اور امام کے شاگردون مین سے زیادہ مشہور ابو یوسف ہین
کہ زمانہ ہارون رشید مین قاضی القضاۃ ہوئے اور امام کے
مذہب کے ظاہر ہونے کا سبب ہوئے اور اوسکے بموجب حکم ہونیکا باعث اطراف

العراق وخراسان وما وراء النهر وكان
احسنهم تصنيفا والزمهم درسا محمد بن
الحسن وكان من خبره انه تفقه على ابي حنيفة
وابي يوسف ثم خرج الى المدينة فقرأ الموطا
على مالك ثم رجع الى نفسه فطبق مذهب اصحابه
على الموطا مسئلة مسئلة فان وافق
فبها والا فان راى طائفة من الصحابة
والتابعين ذاهبين الى مذهب اصحابه
فكذلك وان وجد قياسا ضعيفا او تخريجا
لينا يخالفه حديث صحيح مما عمل به الفقهاء
او يخالفه عمل اكثر العلماء تركه الى مذهب
من مذاهب السلف مما يراه ارجح مما هنالك وهما
لا يزالان على محجة ابراهيم ما امكن لهما
كما كان ابو حنيفة رح يفعل ذلك وانما كان
اختلافهم في احد شيئين اما ان يكون
لشيخهما تخريج على مذهب ابراهيم
يزاحمانه فيه او يكون هناك
لابراهيم ونظرائه اقوال مختلفة
يخالفان في ترجيح بعضها على بعض
فصنف محمد وجمع راى هؤلاء
الثلثة ونفع كثيرا من الناس

عراق اور خراسان اور ماوراء النہر مین ہی ہوا۔ اور سب
شاگردون نے تصنیف مین بہتر اور تعلیم مین زیادہ مشغول
محمد بن حسن ہین اونکا حال یہ ہے کہ اونہون نے فقہ ابو حنیفہ
اور ابو یوسف سے حاصل کی پھر مدینہ مین گئے اور امام مالک سے موطا
پڑہی پھر اپنے نفس کی طرف رجوع کیا اور اپنے ہمراہیون کے مذہب کے
ایک ایک مسالہ کو موطا سے مقابلہ کیا اگر موافق ہوا بہتر اور
اگر موافق نہوا اور صحابہ و تابعین کے ایک گروہ کو دیکھا کہ وہ
بہی ہمارے ہمراہیون کے مذہب کیطرف گئے ہین تو اوس صورت مین
بہی مسالہ کو بدستور رکہا اور اگر کوئی قیاس ضعیف یا تخریج سست
پائی کہ حدیث صحیح جسپر فقہانے عمل کیا ہے اوسکے مخالف ہے یا اکثر
علما کا عمل اوسکے خلاف ہے اوس مسالہ کو چہوڑ دیا اور سلف کے
مذاہب مین سے جو اوس موقع پر راجح نظر آیا اوسکو اختیار کیا
اور ابو یوسف اور محمد جہانتک انسے ہو سکا برابر ابراہیم
نخعی کے طریق پر رہے جیسے امام ابو حنیفہ بہی یہی کرتے تہے
اور اختلاف امام اور صاحبین کا صرف دو باتون مین سے
ایک مین تہا یا یہ کہ امام کی کوئی تخریج مذہب ابراہیم پر ہے
صاحبین اوس تخریج مین امام کے مزاحم ہوے یا یہ کہ
ابراہیم اور اونکے ہمسرونکے اقوال مختلف ہین صاحبین
بعض اقوال کی ترجیح دینے مین بعض پر امام کا
خلاف کرتے ہین غرض کہ امام محمد نے کتابین لکہین اور
تینون شخصونکی راے کو جمع کیا اور بہت سے لوگونکو فائدہ پہونچایا

ل یعنی ملک عرب یا [illegible]

فتوجه اصحاب ابی حنیفة الی تلك التصانیف
تلخیصا وتقریبا وتخریجا وتاسیسا
واستدلالا ثم تفرقوا الی خراسان وما وراء النهر
فسمی ذلك مذهب ابی حنیفة وانما عد
مذهب ابی حنیفة مع مذهب ابی یوسف ومحمد واحدا
مع انهما مجتهدان مطلقان مخالفتهما غیر
قلیلة فی الاصول والفروع لتوافقهم فی هذا
الاصل ولتدوین مذاهبهم جمیعا فی المبسوط والجامع
ونشأ الشافعی فی اوائل ظهور المذهبین
وترتیب اصولهما وفروعهما فنظر فی صنیع
الاوائل فوجد فیه امورا کبحت عنانه عن
الجریان فی طریقهم وقد ذکرها فی اوائل
کتاب الام منها انه وجدهم یاخذون
بالمرسل والمنقطع فیدخل فیهما الخلل
فانه اذا جمع طرق الحدیث یظهر
انه کم من مرسل لا اصل له وکم من
مرسل یخالف مسندا فقرر ان لا یاخذ
بالمرسل الا عند وجود شروط وهی مذکورة
فی کتب الاصول ومنها انه
لم یکن قواعد الجمع بین
المختلفات مضبوطة عندهم

بعدہ اصحاب ابو حنیفہ ان تصانیف کو خلاصہ کرنے اور مطلب کو
قریب فہم کرنے اور مسائل نکالنے اور تائید کرنے و حجت پکڑنے
سے متوجہ ہوئے پھر خراسان اور ماوراء النہر مین پھیل گئے اور اسکا
نام مذہب ابو حنیفہ رکھا گیا اور مذہب امام ابو حنیفہ ابو یوسف و محمد کے
ساتھ ایک مذہب شمار کیا گیا باوجودیکہ صاحبین مجتہد مطلق ہین
اور انکی مخالفت بہی اصول اور فروع مین کم نہین کہ اس لئے اصل
مین سب موافق ہین اور نیز اسوجہ سے کہ مبسوط اور جامع کبیر مین اون سبکے
مذہب ایک ساتھ لکھا گیا۔

امام شافعی ابتدا مین جبکہ مذہب امام مالک و امام ابو حنیفہ مین
اونکے اصول اور فروع مرتب ہونیکے وقت ظاہر ہوا و نہون نے اگلے لوگونکی
کارروائی دیکھی اور اوسمین ایسی باتین پائین جنہون نے
اونکو پہلونکی راہ چلنے سے روکدیا اون باتونکا ذکر امام شافعی
نے شروع کتاب ام مین کیا ہے اونمین سے ایک یہ ہے کہ لوگونکو معلوم
کیا کہ روایت مرسل اور منقطع دونو کو لیتے ہین اور اسیوجہ سے
اون لوگونکے اقوال مین خلل پڑتا ہے کیونکہ جب حدیث کے سب
طریقونکو جمع کیا جاتا ہے تو ظاہر ہوتا ہے کہ بہت سی مرسل حدیثین
بے اصل ہین اور بہت سی مرسل مسند کی مخالف ہوتی
ہین لہذا امام شافعی نے یہ ٹہرایا کہ حدیث مرسل کو لینگے مگر
اوس صورتمین کہ شرطین پائی جائین وہ شرطین اصول کی
کتابونمین مذکور ہین۔ دوسری بات یہ ہے کہ مختلف
نصوص مین مطابقت کرنیکے قاعدے اون لوگونکے پاس ضبط

ل مرسل وہ ہے ... تابعی ...

ل منقطع ...

... آنحضرت صلعم نے فرمایا لیکن اوسکی سند مین ذکر صحابی کا نہو اور منقطع وہ حدیث ہے جسکی سند مین کوئی راوی چھوٹ گیا ہو ۱۲ منہ

فطرق بذلك الخلل في مجتهداتهم فوضع لها اصولا ودونها في كتاب وهذا اول تدوين كان في اصول الفقه مثاله ما بلغنا انه دخل على محمد بن الحسن وهو يطعن على اهل المدينة في قضاءهم بالشاهد الواحد مع اليمين ويقول هذا زيادة على كتاب الله فقال الشافعي أثبت عندك انه لا يجوز الزيادة على كتاب الله بخبر الواحد قال نعم قال فلم قلت ان الوصية للوارث لا يجوز لقوله صلى الله عليه وسلم الا لا وصية لوارث وقد قال الله تعالى كتب عليكم اذا حضر احدكم الموت الاية واورد عليه اشياء من هذا القبيل فانقطع كلام محمد بن الحسن ومنها ان بعض الاحاديث الصحيحة لم تبلغ علماء التابعين ممن وسد اليهم الفتوى فاجتهدوا بارائهم واتبعوا العمومات او اقتدوا بمن مضى من الصحابة فافتوا حسب ذلك ثم ظهرت بعد ذلك في الطبقة الثالثة فلم يعملوا بها ظنا منهم انها تخالف عمل اهل مدينتهم وسنتهم التي لا اختلاف لهم فيها وذلك قادح في الحديث وعلة مسقطة له

اسوجہ سے اونکے اجتہادی مسالو نمین خلل پڑجاتا تھا امام شافعی نے اوسکے قواعد بنائے اور اونکو ایک کتاب مین لکھا اصول فقہ مین پہلے پہل یہی تحریر ہوئی اور اسکی مثال یہ ہے کہ ہمنے سنا ہے کہ امام شافعی امام محمد کے پاس آئے اوس وقت جبکہ وہ اہل مدینہ پر ایک گواہ اور قسم سے حکم دینے مین طعن کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ قرآن پر زیادتی ہے امام شافعی نے کہا کہ کیا تمہارے نزدیک ثابت ہے کہ خبر واحد سے قرآن پر زیادتی جائز نہیں امام محمد نے کہا ہان امام شافعی نے کہا کہ پھر کیون کہتے ہو کہ وصیت وارث کو درست نہین بوجہ ارشاد آنحضرت صلعم کے کہ وصیت وارث کے حق مین نہین ہے حالانکہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے کتب علیکم اذا حضر احدکم الموت الایہ یعنی حکم ہوا تم پر جب حاضر ہو ایک کو تم مین سے موت اگر چھوڑ جاوے مال وصیت کرنا ماں باپ اور رشتہ دارونکو۔ اور امام شافعی نے اسی قسم کی چند باتین امام محمد پر پیش کین کہ وہ خاموش ہو رہے۔ اور تیسری بات یہ ہے کہ بعض صحیح حدیثین اون علماء تابعین کو نہ پہنچین جنکو فتوی کا کام سپرد تھا اسوجہ سے اونہون نے اپنی رائے سے اجتہاد کیا اور عمومات کا اتباع کیا یا اگلے صحابہ کا اقتدا کیا اور اوسکے موافق فتوی دیا پھر تیسرے طبقہ مین بعد کو وہ حدیثین ظاہر ہوئین تو اونپر اس گمان سے عمل نکیا کہ یہ ہمارے اہل شہر کے عمل اور طریق کی جنمین ہمکو کچھ اختلاف نہین مخالف ہین اور یہ بات حدیث مین عیب ... علت ... ہے

او لم تظهر في الطبقة الثالثة وانما
ظهر بعد ذلك عندما امعن اهل الحديث في
جمع طرق الحديث ثم رحلوا الى اقطار
الارض وبحثوا عن حملة العلم فكثير من الاحاديث
لا يرويه من الصحابة الا رجل او رجلان ولا
يرويه عنه او عنهما الا رجل او رجلان وهلم
جرا فيخفى على اهل الفقه وظهر في عصر الحفاظ
الجامعين لطرق الحديث وكثير من الاحاديث رواه
اهل البصرة مثلا وسائر الاقطار في غفلة منه
فبين الشافعي ان العلماء من الصحابة والتابعين
لم يزل شانهم انهم يطلبون الحديث في المسئلة
فاذا لم يجدوا تمسكوا بنوع اخر من الاستدلال
ثم اذا ظهر عليهم الحديث بعد رجعوا من اجتهادهم
الى الحديث فاذا كان الامر على ذلك لا يكون عدم
تمسكهم بالحديث قدحا فيه اللهم الا اذا بينوا العلة
القادحة مثاله حديث القلتين فانه حديث
صحيح روي بطرق كثيرة
معظمها يرجع الى الوليد بن
كثير عن محمد بن جعفر بن الزبير
او محمد بن عباد بن جعفر عن عبيد الله ابن
عبد الله عن ابن عمر

یا تیسرے طبقہ مین وہ حدیثین ظاہر نہوئین بلکہ اونکے
بعد ظاہر ہوئین جس وقت اہل حدیث نے طرق حدیث کی
جمع کرنے مین غور کیا اور ملکون ملکون پھرے اور علما کا تجسس کیا
کیونکہ بہت سی حدیثین ہین کہ صحابہ مین سے صرف ایک یا دو
اونکے راوی ہین پھر ان ایک یا دو سے بھی ایک یا دو ہی روایت
کرتے ہین اور اسیطرح نیچے چلے جاؤ اسیوجہ سے یہ احادیث فقہ
والون پر پوشیدہ رہین اور زمانہ حفاظ مین ظاہر ہوئین
جنہون نے طرق حدیث کو جمع کیا اور نیز بہت سی حدیثین
ہین کہ مثلاً اہل بصرہ ہی نے اونکو روایت کیا اور دوسرے
طرفین اوس سے غافل ہین پس امام شافعی نے بیان کیا کہ
علماے صحابہ اور تابعین کا حال برابر یہ رہا کہ وہ جواب مسائل
مین حدیث ڈھونڈتے اور جب حدیث نہ پاتی تو دوسری
قسم کی استدلال سے حجت پکڑتے پھر آئندہ جب اونپر حدیث
ظاہر ہوتی تو اپنے اجتہاد سے حدیث کی جانب رجوع کرتے جب یہ
حال ہے تو صحابہ کا حدیث پر تمسک نکرنا موجب طعن حدیث
مین نہین ہے مگر ہان اوس صورت مین کہ علت طعن بیان
کردین - اوسکی مثال حدیث قلتین ہے کہ یہ حدیث
صحیح اور بہت اسنادون سے مروی ہے کہ مآل اکثر اسنادون کا
اس اسناد کیطرف ہے ولید بن کثیر روایت کرتے ہین محمد بن
جعفر بن زبیر سے یا محمد بن عباد بن جعفر اور وہ دونون
راوی ہین عبید اللہ بن عبد اللہ سے اور وہ راوی ہین ابن عمر

[illegible] کذا فی المجمع

ثم تشعبت الطرق بعد ذلك وهذان
وان كانا من الثقات لكنهما ليسا من
وسد اليهم الفتوى وعول الناس عليهم
فلم يظهر الحديث في عصر سعيد بن المسيب ولا
في عصر الزهري ولم تمش عليه المالكية
ولا الحنفية فلم يعملوا به وعمل به الشافعي
وكحديث خيار المجلس فانه حديث صحيح روي
بطرق كثيرة وعمل به ابن عمر وابو هريرة
من الصحابة ولم يظهر على الفقهاء السبعة
ومعاصريهم فلم يكونوا يقولون به فرأى مالك
وابو حنيفة هذا علة قادحة في الحديث وعمل به
الشافعي ومنها ان اقوال الصحابة جمعت في
عصر الشافعي فتكثرت واختلفت وتشعبت
وراى كثيرا منها يخالف الحديث الصحيح حيث
لم يبلغهم وراى السلف لم يزالوا يرجعون
في مثل ذلك الى الحديث فترك
التمسك باقوالهم ما لم يتفقوا وقال هم
رجال ونحن رجال ومنها انه راى قوما
من الفقهاء يخلطون الراى الذي لم يسوغه
الشرع بالقياس الذي اثبته
فلا يميزون واحدا منهما من الاخر

پھر بعد اسکے بہت طریق شاخ در شاخ ہو گئے اور یہ دونو
راوی یعنے محمد بن جعفر اور محمد بن عباد اگرچہ معتبر ہین
لیکن اون لوگون مین سے نہین جنپر فتویکا مدار ہو اور لوگونکا
اعتماد ہوا اسوجہ سے یہ حدیث سعید بن مسیب اور زہری کے
زمانہ مین ظاہر نہوئی اور مالکیہ و حنفیہ اوسپر نچلے اوسکے
بموجب عمل کیا اور امام شافعی نے اوسپر عمل کیا۔ دوسری
مثال حدیث خیار مجلس ہے کہ یہ حدیث صحیح بہت سی اسنادون
سے مروی ہے صحابہ مین ابن عمر اور ابوہریرہ نے اوسپر عمل کیا
اور فقہاے ہفتگانہ اور اونکے ہمعصرون پر ظاہر نہوا اسیوجہ سے اوسکے
قایل نہوے اور امام مالک اور امام ابوحنیفہ نے اسبات کو حدیث مین
طعن سمجھا اور امام شافعی نے اوسپر عمل کیا چوتھی بات یہ ہے کہ
امام شافعی کے زمانہ مین صحابہ کے اقوال جمع ہو گئے کثرت سے اور
مختلف اور متفرق تھے اونمین سے بہت کو دیکھا کہ جہان اون لوگونکو
حدیث نہین پہونچی تھی وہان صحیح حدیث کے مخالف ہین اور سلف کو
دیکھا کہ اس قسم کے معاملہ مین برابر حدیث کی طرف رجوع
کرتے ہین لہذا امام شافعی نے اونکے اقوال سے
تمسک ترک کردیا جبتک کہ وہ لوگ متفق نہون اور
یہ کہا کہ وہ بھی مرد ہین اور ہم بھی مرد ہین۔ پانچوین
بات یہ ہے کہ کچھ لوگونکو فقہا مین دیکھا کہ وہ رایکو جسے
شریعت نے جایز نہین کیا قیاس سے خلط کرتے ہین جسکو
شریعت نے ثابت کیا ہے یعنے ایک کو دوسرے سے تمیز نہین کرتے

٥ [illegible]

٣٠

٦ [illegible]

ويسمونه تارة بالاستحسان واعنى بالراى ان ينصب مظنة حرج او مصلحة علة لحكم وانما القياس ان يخرج العلة من الحكم المنصوص ويدار عليها الحكم فابطل هذا النوع اتم ابطال وقال من استحسن فانه اراد ان يكون شارعا حكاه العضد فى شرح مختصر الاصول مثاله رشد اليتيم امر خفى فاقاموا مظنة الرشد وهو بلوغ خمس وعشرين سنة مقامه وقالوا اذا بلغ اليتيم هذا العمر سلم اليه ماله قالوا هذا استحسان والقياس ان لا يسلم اليه وبالجملة فلما راى فى صنيع الاوائل مثل هذه الامور اخذ الفقه من الراس فاسس الاصول وفرع الفروع وصنف الكتب فاجاد وافاد واجتمع عليه الفقهاء وتصرفوا اختصارا وشرحا واستدلالا وتخريجا ثم تفرقوا فى البلدان فكان هذا مذهب الشافعى والله اعلم

باب اسباب الاختلاف بين اهل الحديث واصحاب الراى

اعلم انه كان من العلماء فى عصر سعيد بن المسيب

اور کبھی اوس رائے کو استحسان بولتے ہین ۔ اور رائے سے میری غرض یہ ہے کہ کسی حرج یا مصلحت کے موقع کو حکم کی علت ٹھہرایا جاوے اور قیاس یہی ہوتا ہے کہ حکم منصوص سے علت نکالی جاوے اور اوسی علت پر حکم کا مدار ہو غرض کہ امام شافعی نے اس رائے کو غایت درجہ پر باطل کیا اور کہا کہ جو کوئی استحسان کرتا ہے وہ یہہ چاہتا ہے کہ خود شارع ہو جاوے نقل کیا ہے اسکو عضد نے مختصر الاصول کی شرح مین ۔ اوسکی مثال یتیم کا عاقل ہونا ہے کہ ایک امر پوشیدہ ہے اون لوگون نے موقع دانش یعنے پچیس سال کی عمر کو اسکے قائم مقام کیا اور کہا کہ یتیم جب اس عمر کو پہونچ جاوے تو اوسکا مال اوسکے سپرد کیا جاوے اور کہا یہ استحسان ہے اور قیاس یہ ہے کہ اوسکو نہ دیا جاوے ۔

حاصل یہ کہ جب امام شافعی نے پہلے لوگون کی کاروائی مین اسطرح کی باتین دیکھین فقہ کو از سر نو لیا اور اصول کی بنا ڈالی اور فروع کو نکالا اور کتابین تصنیف کین اور عمدہ لکھین اور فائدہ پہونچایا اور اونکے پاس فقہا جمع ہوئے اور اون کتابون مین مختصر کرنے اور شرح کرنے اور دلیل پکڑنے اور مسائل نکالنے کے تصرفات کئے پھر شہرون مین متفرق ہو گئے اور یہ مذہب شافعی کا ہوا واللہ اعلم

باب اہل حدیث اور اصحاب رائے کے

مختلف ہونے کے اسباب کے ذکر مین جاننا چاہیے کہ علما مین سے بعض لوگ سعید بن مسیب

وابراهیم والزهری وفی عصر مالک
وسفیان وبعدہ لکن قوم یکرهون الخوض
بالرأی ویهابون الفتیا والاستنباط الا
لضرورة لایجدون منها بدا وکان اکبر
همهم روایة حدیث رسول الله صلی الله علیه
وسلم سئل عبدالله بن مسعود عن شیٔ
فقال انی لاکره ان احل لک شیئا
حرمه الله علیک او احرم ما احله الله لک
وقال معاذ بن جبل یا ایها الناس لا تعجلوا
بالبلاء قبل نزوله فانه لم ینفک المسلمون
ان یکون فیهم من اذا سئل سدد وروی نحو
ذلک عن عمر وعلی وابن عباس وابن مسعود
فی کراهة التکلم فیما لم ینزل
وقال ابن عمر لجابر بن زید
انک من فقهاء البصرة فلا
تفت الا بقرآن ناطق او سنة
ماضیة فانک ان فعلت غیر
ذلک هلکت واهلکت
وقال ابو نضر لما قدم ابو سلمة
البصرة اتیته انا والحسن
فقال الحسن

اور ابراہیم اور زہری کے زمانہ مین اور نیز مالک و سفیان
کے زمانہ مین و او سکے بعد ایسے تہے کہ رای مین خوض کرنا مکروہ
جانتے تہے اور فتوی دینے اور استنباط کرنے مین خوف کرتے تہے بجز ضرورت
کے کہ اوس سے چارہ نپاتے اور اونکا بڑا مطلب حدیث رسول
خدا صلعم کا روایت کرنا تہا۔ چنانچہ عبداللہ بن مسعود سے کسی نے
کسی چیز کا حال پوچہا اونہون نے کہا کہ مین مکروہ جانتا ہون
کہ تیرے لئے وہ چیز حلال کر دون کہ جو اللہ تعالے نے تجپر حرام کی ہے
یا حرام کر دون اوس چیز کو کہ خدا نے تیرے واسطے حلال کیا ہو
اور معاذ بن جبل نے کہا کہ اے لوگو بلا کو اوترنے سے
پہلے جلدی مت کرو یعنی بے ہوئی بات کو پہلے
سے مت پوچہو کیونکہ مسلمانون مین ہمیشہ ایسے
رہین گے کہ جب ونسے پوچہا جائیگا تو درست جواب
دینگے ۔ اور اسیطرح روایت ہے عمر فاروق رض اور
علے رض اور ابن عباس رض اور عبداللہ بن مسعود سے
در باب کراہت سوال کے اوس حادثہ مین کہ ابہی
نازل نہین ہوا ۔ اور ابن عمر نے جابر بن زید سے
کہا کہ تو فقہای بصرے سے ہی تو فتوی مت دینا مگر
قرآن ناطق یا سنت جاری سے کیونکہ تو اگر اس کے
سوا کریگا تو خود ہلاک ہو گا اور دوسرونکو ہلاک کریگا
اور ابو نضر کہتے ہین کہ جب ابو سلمہ بصرہ مین آئے
تو مین اور حسن بصری اونکے پاس گئے اونہون نے حسن سے کہا

له یعنی جب تک
پورے طور سے کسی چیز کی
حرمت یا حلت
معلوم ہو نہ جاوے اوس کا
بیان کرنا مکروہ جانتے
تہے تاکہ ایسا نہو کہ حلال
چیز حرام ہو جاوے یا اوسکے
برعکس ۱۲

انت الحسن ما كان احد بالبصرة احب الي
لقاء منك وذلك انه بلغني انك
تفتي برايك فلا تفت برايك الا ان يكون سنة
عن رسول الله صلى الله عليه وسلم او كتاب
منزل وقال ابن المنكدر ان العالم يدخل
فيما بين الله وبين عباده فليطلب لنفسه
المخرج وسئل الشعبي كيف كنتم
تصنعون اذا سئلتم قال على الخبير وقعت
كان اذا سئل الرجل قال لصاحبه
افتهم فلا يزال حتى يرجع الى الاول وقال
الشعبي ما حدثوك هؤلاء عن رسول الله
صلى الله عليه وسلم فخذ به وما قالوه
برأيهم فالقه في الحش اخرج
هذه الآثار عن آخرها الدارمي
فوقع شيوع تدوين الحديث والاثر
في بلدان الاسلام وكتابتها الصحف والنسخ
حتى قل من يكون من اهل الرواية الا كان له
تدوين او صحيفة او نسخة من حاجتهم موقع
عظيم فطاف من ادرك من عظمائهم
ذلك الزمان بلاد الحجاز والشام والعراق ومصر
واليمن والخراسان وجمعوا الكتب وتتبعوا النسخ

کہ تم ہی حسن ہو مجھے تمہاری نسبت کسیکا ملنا بصرہ مین زیادہ
محبوب نہ تھا اور اسکی وجہ یہ ہے کہ مجھکو خبر ملی ہے کہ تم اپنی رائے سے
فتوی دیتے ہو آئندہ کو اپنی رائے سے فتوی مت دو بغیر اسکے
کہ سنت رسول خدا صلعم ہو یا قرآن مجید ہو اور ابن منکدر کا
قول ہے کہ عالم خدا تعالی اور اسکے بندونکے درمیان واسطہ ہوتا ہے
اسکو چاہیے کہ اپنے لئے نجات کی صورت تلاش کرے اور شعبی
سے کسی نے پوچھا کہ جب لوگ تمسے مسالہ پوچھتے تھے تو تم کیا کرتے تھے
انہون نے کہا کہ تو نے خبردار واقف کار سے دریافت کیا یون دستور تھا
کہ جب کسی سے کوئی مسالہ پوچھا جاتا تو وہ اپنے ساتھی سے کہتا کہ تو انکو
فتوی دے اور وہ شخص تیسرے سے کہتا اسیطرح برابر ہوتا رہتا یہانتک
کہ سوال پہلے ہی شخص پر آرہتا۔ اور نیز شعبی نے کہا ہے کہ یہ لوگ
جوکچھ رسول خدا صلعم سے حدیث بیان کرین اسپر عمل کرو اور
جس بات کو اپنی رائے سے کہین اسکو جا ضرور مین ڈالو
ان سب آثار کو دارمی نے روایت کیا ہے۔
غرض کہ جمع کرنا حدیث اور آثار صحابہ و تابعین کا اور انکا لکھنا
چھوٹے رسالون اور بڑی کتابون کا اسلام کے شہرون مین
اسقدر شائع ہوا کہ روایت والون مین ایسا کم آدمی تھا
جسکے پاس کوئی مجموعہ یا رسالہ یا کتاب نہو اور انکی
بڑی ضرورت نکلی یعنے جن بڑے علما نے یہ زمانہ پایا اونھون
نے حجاز اور شام اور عراق اور مصر اور یمن اور خراسان
مین گشت کیا اور کتابونکو اکٹھا کیا اور نسخونکو تلاش کیا

وامعنوا في التفحص عن غريب الحديث
ونوادر الآثار فاجتمع باهتمام اولئك
من الحديث والآثار ما لم يجتمع لاحد
قبلهم وتيسر لهم ما لم يتيسر لاحد قبلهم
وخلص اليهم من طرق الاحاديث شيء
كثير حتى كان لكثير من الاحاديث عندهم
مائة طريق فما فوقها فكشف بعض الطرق
ما استتر في بعضها الآخر وعرفوا محل
كل حديث من الغرابة والاستفاضة
وامكن لهم النظر في المتابعات والشواهد
وظهر عليهم احاديث صحيحة كثيرة لم تظهر
على اهل الفتوى من قبل قال الشافعي لاحمد
انتم اعلم بالاخبار الصحيحة منا فاذا
كان خبر صحيح فاعلموني حتى اذهب اليه كوفيا
كان او بصريا او شاميا حكاه ابن الهمام
وذلك لانه كم من حديث صحيح لا يرويه الا اهل
بلد خاصة كافراد الشاميين والعراقيين او
اهل بيت خاصة كنسخة بريد عن ابي بردة عن
ابي موسى ونسخة عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده او كان
الصحابي مقلا خاملا لم يحمل عنه الا شرذمة
قليلون فمثل هذه الاحاديث يغفل عنها عامة اهل الفتوى

اور احادیث غریبہ اور نوادر آثار کو بہت محنت سے تجسس کیا
ان لوگوں کے اہتمام سے وہ حدیثیں اور آثار جمع ہو گئے کہ پہلے کسی سے
جمع نہ ہوئے تھے اور انکو وہ بات حاصل ہوئی کہ ان سے پیشتر کسی کو
نصیب نہ ہوئی تھی اور احادیث کی سندیں اس کثرت سے بہم
پہونچیں کہ بہت سی حدیثوں کی سندیں انکے پاس سو اور زیادہ
ہو گئیں جنمیں سے بعض سندوں نے وہ بات واضح کر دی جو اور سندوں میں
چھپی ہوئی تھی اور جب انہوں نے ہر حدیث کا غریب ہونا اور مشہور ہونا
پہچان لیا اور متابعات[له] اور شواہد میں نظر کرنے پر قادر ہوئے تو ان
انکو ایسی صحیح حدیثیں بہت ظاہر ہوئیں کہ فتوی والوں پر
ظاہر نہیں ہوئی تھیں چنانچہ امام شافعی نے امام احمد سے کہا
کہ تم صحیح حدیثیں ہمسے زیادہ جانتے ہو تو اگر کوئی حدیث صحیح ہو
تو مجھے بتلانا کہ میں اسپر عمل کروں خواہ کوفی ہو یا بصری یا شامی
نقل کیا ہے اسکو ابن ہمام نے اور اہل فتوی پر نہ ظاہر ہونیکی
یہ وجہ تھی کہ بہت سی صحیح حدیثیں صرف خاص ایک شہر والے
روایت کرتے ہیں جیسے شامیوں اور عراقیوں کی افراد[۲] یا
خاص ایک گھر والے روایت کرتے ہیں مثل نسخہ برید
کہ روایت کرتے ہیں ابو بردہ سے اور وہ راوی ہیں
ابو موسی اشعری کے اور مثل نسخہ عمرو بن شعیب کہ راوی ہیں اپنے
باپ شعیب کے اور وہ راوی ہیں اپنے دادا عبد اللہ بن عمرو سے
یا یہ کہ صحابی کم روایت کرنیوالا غیر معروف تھا کہ اوس سے بجز تھوڑے سے
لوگوں کے کسی نے روایت نکی تو اس قسم کی حدیثوں سے اکثر اہل فتوی غافل رہے

له جب کئی راوی ایک ہی مضمون کی حدیثیں روایت کریں اور راوی آخر یعنی صحابی ایک ہی ہو تو وہ حدیثیں ایک دوسرے کے متابع کہی جاتی ہیں اور اگر مضمون ایک ہو اور صحابی دو

۳۴

ہوں یا زیادہ تو وہ ایک دوسرے کے وہ حدیثیں ... شاہد کہلاتی ہیں
[۲] ... جس کو ایک ہی راوی روایت کرے ... سند میں کسی درجہ میں ہو اور ... اسکو غریب بھی کہتے ہیں

واجتمعت عندهم آثار فقهاء كل بلد من
الصحابة والتابعين وكان الرجل
فيما قبلهم لا يتمكن الا من جمع حديث بلده
واصحابه وكان من قبلهم يعتمدون في
معرفة اسماء الرجال ومراتب عدالتهم على
ما يخلص اليهم من مشاهدة الحال وتتبع القرائن
وامعن هذه الطبقة في هذا الفن وجعلوه
شيئا مستقلا بالتدوين والبحث وناظروا
في الحكم بالصحة وغيرها فانكشف عليهم بهذا
التدوين والمناظرة ما كان خفيا من حال
الاتصال والانقطاع وكان سفيان ووكيع
وامثالهما يجتهدون غاية الاجتهاد فلا
يتمكنون من الحديث المرفوع المتصل الا من دون
الف حديث كما ذكره ابو داؤد السجستاني
في رسالته الى اهل مكة وكان اهل هذه الطبقة
يروون اربعين الف حديث فما يقرب منها
بل صح عن البخاري انه اختصر صحيحه من
ستمائة الف حديث وعن ابي داود انه اختصر سننه من
خمسمائة الف حديث وجعل احمد مسنده ميزانا يعرف به
حديث رسول الله صلعم فما وجد فيه ولو بطريق
واحد من طرقه فله اصل والا فلا اصل له
فكان رؤسهم عبد الرحمن بن مهدي ويحيى
بن سعيد القطان ويزيد بن هارون وعبد الرزاق

اور اہل روایت کے پاس ہر شہر کے فقہای صحابہ وتابعین کے
آثار جمع ہوئے اور ان سے پیشتر کا شخص صرف اپنے شہر اور اپنے
اصحاب کی احادیث جمع کر سکتا تھا اور نیز پہلے لوگ اسماء رجال
کے پہچانتے اور انکی عدالت کے مراتب معلوم کرنے مین اُس
مشاہدہ حال اور تلاش قرائن پر اعتماد کرتے تھے جو ان سے
بن پڑتے تھے اور اہل روایت کے طبقہ نے اس فن مین خوب جی
لگایا اور لکھنے اور بحث کرنے مین اُسکو امر مستقل ٹہرایا اور اسکی
صحت وغیرہ کے حکم کرنے مین مناظرہ کئے تو اس لکھنے اور مناظرہ
کرنے سے جو حال اتصال[له] اور انقطاع کا پوشیدہ تہا وہ اُنپر ظاہر
ہو گیا۔ اور سفیان اور وکیع اور اُنکے مثل نہایت درجہ کی
کوشش کرتے تھے پہر بہی حدیث مرفوع متصل پر ہزار سے
کم ہی قادر ہوتے تھے چنانچہ ابو داود سجستانی نے اپنے خط مین جو اہل مکہ
کو لکہا ہی اسکا ذکر کیا ہی۔ اور اس طبقہ والے چالیس ہزار حدیث کے
قریب روایت کرتے تھے بلکہ بخاری سے نقل صحیح ہی کہ انہون نے صحیح
بخاری کو چھہ لاکھہ حدیثون سے مختصر کیا اور ابو داود سے مروی ہی
کہ انہون نے اپنی سنن کو پانچ لاکھہ حدیثون سے چہانٹا۔ اور امام احمد نے
اپنی مسند کو میزان ٹہرایا ہی جس سے حدیث رسول اللہ صلعم کی پہچانی
جائے یعنی جو حدیث مسند مین ہو اگرچہ اسکے ایک ہی سند ہو
تو اس حدیث کی اصل ہی اور اگر مسند مین نہو تو وہ بے اصل ہی
غرض کہ اس طبقہ کے سردار یہ لوگ ہین عبد الرحمن بن مہدی
اور یحیی بن سعید قطان اور یزید بن ہارون اور عبد الرزاق

[له] اتصال سے مراد ہر سند میں سب راویون کا اول سے آخر تک مذکور ہونا ہو اور انقطاع سے غرض یہ ہے کہ بیچ مین کوئی راوی چہوٹ گیا ہو ۱۲ ۱۲

وابوبكر بن ابي شيبة ومسدد وهناد
واحمد بن حنبل واسحق بن راهويه
والفضل بن دكين وعلي المديني واقرانهم
وهذه الطبقة هي الطراز الاول من طبقات المحدثين
فرجع المحققون منهم بعد احكام فن الرواية
ومعرفة مراتب الاحاديث الى الفقه
فلم يكن عندهم من الرأي ان يجمع على تقليد رجل
ممن مضى مع ما يرون من الاحاديث والآثار
المناقضة لكل مذهب من تلك المذاهب فاخذوا
يتتبعون احاديث النبي صلى الله عليه وسلم
وآثار الصحابة والتابعين والمجتهدين على
قواعد احكموها في نفوسهم وانا ابينها لك في

كلمات يسيرة

كان عندهم انه اذا وجد في المسئلة
قرآن ناطق فلا يجوز التحول منه الى غيره
واذا كان القرآن محتملا لوجوه فالسنة
قاضية عليه فاذا لم يجدوا في كتاب الله
اخذوا بسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم
سواء كان مستفيضا دائرا بين الفقهاء
او يكون مختصا باهل بلد او اهل بيت او بطريق
خاص وسواء عمل به الصحابة والفقهاء او لم يعملوا به ومتى

اور ابوبکر بن ابو شیبہ اور مسدد اور ہناد اور امام
احمد بن حنبل اور اسحق بن راہویہ اور فضل بن دکین
اور علی مدینی اور ان کے ہمسر اور یہی طبقہ محدثین کے
طبقات مین سے نقش اول ہے۔
انمین سے محقق شخص بعد مضبوط کرنے فن روایت اور
پہچاننے مراتب حدیث کی فقہ کیطرف مائل ہوئے اور انکی یہ رائے
نہتھی کہ گذشتہ لوگونمین سے کسی شخص کی تقلید پر اتفاق کیا
جاوے باوجود یکہ احادیث اور آثار مخالف ہر مذہب کے اون مذہبون مین سے
اونکے پیش نظر تہے لہذا اونہون نے احادیث پیغمبر صلعم اور آثار
صحابہ اور تابعین اور اقوال مجتہدین کو اون قاعدون کے
موافق جو اپنے دلونمین پختہ کر رکھے تھے تحقیق اور تلاش کرنا
شروع کیا اور مین اون قواعد کو تمسے تہوڑے سے
الفاظ مین بیان کئے دیتا ہون۔
اونکے ہان یہ قاعدہ تہا کہ جب مسئلہ مین قرآن ناطق
پایا جاوے تو اوس سے دوسری چیز کیطرف پہرنا جایز نہین
اور جب قرآن مین کئی صورتون کا احتمال ہو تو حدیث
رسول خدا صلعم اوسپر حاکم ہوگی اور جب قرآن مین نپاتے
تو حدیث رسول اللہ صلعم کو اختیار کرین خواہ مشہور
اور فقہا مین رائج ہو خواہ کسی شہر یا کسی خاندان
یا کسی خاص طریق سے مخصوص ہو اور خواہ صحابہ
اور فقہا نے اوسپر عمل کیا ہو یا نکیا ہو اور جب

كان في المسئلة حديث فلا يتبع فيها خلاف اثر
من الآثار ولا اجتهاد احد من المجتهدين واذا
افرغوا جهدهم في تتبع الاحاديث ولم يجدوا
في المسئلة حديثا اخذوا باقوال جماعة من
الصحابة والتابعين ولا يتقيدون بقوم دون
قوم ولا بلد دون بلد كما كان يفعل من قبلهم
فان اتفق جمهور الخلفاء والفقهاء على شيء
فهو المتبع وان اختلفوا اخذوا بحديث اعلمهم علما
واورعهم ورعا واكثرهم ضبطا او ما اشتهر
عنهم فان وجدوا شيئا يستوي فيه قولان فهي
مسئلة ذات قولين فان عجزوا عن ذلك ايضا
تاملوا في عمومات الكتاب والسنة وايماآتهما
واقتضاآتهما وحملوا نظير المسئلة عليها
في الجواب اذا كانتا متقاربتين بادي الرأي
لا يعتمدون في ذلك على قواعد من الاصول ولكن
على ما يخلص الى الفهم ويثلج به الصدر كما انه
ليس ميزان التواتر عدد الرواة ولا حالهم
ولكن اليقين الذي يعقبه في قلوب
الناس كما نبهنا على ذلك في بيان حال الصحابة
وكانت هذه الاصول مستخرجة من صنيع الاوائل
وتصريحاتهم وعن ميمون بن مهران قال

مسالہ مین کوئی حدیث موجود ہو تو اوس مین اوسکے خلاف
کی پیروی نکیجاوے خواہ اوسکے خلاف اثر ہو خواہ کسی مجتہد کا
اجتہاد اور جس صورت مین احادیث کی تلاش مین خوب
کوشش کرتے اور مسالہ مین کوئی حدیث نپاتے تو اقوال گروہ
صحابہ اور تابعین اختیار کرتے بدون قید کسی خاص قوم
اور کسی خاص شہر کی جیسے اونسے پہلے لوگ کرتے تھے اور اگر جمہور
خلفا اور فقہا کسی بات پر متفق ہو جائین تو اوسیکا اتباع کیجاتا
اور اگر اختلاف کرین تو ایسے شخص کی حدیث اختیار کرتے
جو علم اور ورع اور ضبط مین بڑھکر ہو یا وہ بات اختیار کرتے
جو اونسے مشہور ہو اور اگر کوئی بات ایسی پاتے جسمین دو قول
برابر ہوتے تو وہ مسالہ دو قول والا کہلاتا اور اگر اس بات سے بھی
عاجز ہوتے تو عمومات قرآن اور سنت کے اشارون اور اقتضاؤن مین
تامل کرتے اور مسالہ کی نظیر کو جواب مین اوسپر محمول کرتے
بشرطیکہ دونو ظاہر مین ایک سے ہوتے اس باب مین اصول کے
قواعد پر اعتماد نکرتے بلکہ اوسپر اعتماد کرتے جو اونکی سمجھ مین آتا اور جس سے
اونکے دل کو اطمینان ہوتا جیسے متواتر ہونیکے میزان راویون
کے شمار اور اونکا حال نہین بلکہ وہ یقین ہے کہ حدیث متواتر
سننے کے بعد لوگونکے دلون مین ہوتا ہے چنانچہ بیان حال
صحابہ مین ہمنے اسپر تنبیہ کی ہے۔

اور یہ قواعد پہلے لوگونکے افعال اور اقوال صریحہ سے نکالے
گئے ہین۔ میمون بن مہران سے مروی ہے انہون نے کہا

كان ابو بكر اذا ورد عليه الخصم نظر في
كتاب الله فان وجد فيه ما يقضي بينهم قضى به
وان لم يكن في الكتاب وعلم من رسول الله صلى الله
عليه وسلم في ذلك الامر سنة قضى بها فان اعياه
خرج فسأل المسلمين وقال اتاني كذا وكذا فهل
علمتم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قضى
في ذلك بقضاء فربما اجتمع اليه النفر كلهم
يذكر من رسول الله صلى الله عليه وسلم فيه قضاء
فيقول ابو بكر الحمد لله الذي جعل فينا من
يحفظ على نبينا فان اعياه ان يجد
فيه سنة من رسول الله
صلى الله عليه وسلم جمع رؤس
الناس وخيارهم فاستشارهم
فاذا اجتمع رأيهم على امر قضى به
وعن شريح ان عمر بن الخطاب
كتب اليه ان جاءك شئ في
كتاب الله فاقض به ولا يلفتك
عنه الرجال فان جاءك ما ليس في
كتاب الله فانظر سنة
رسول الله صلى الله عليه
وسلم فاقض بها

کہ حضرت ابو بکر صدیق کے پاس جب کوئی مقدمہ والا آتا
تو قرآن میں دیکھتے اگر قرآن میں حکم فیصلہ باہمی کا پاتے
تو اوسکے موافق حکم کرتے اور اگر قرآن میں نہوتا اور حدیث
رسول خدا صلعم اس باب میں انکو معلوم ہوتی تو اوسکے
موافق حکم کرتے اور اگر ان دونوں باتوں سے عاجز ہوتے
تو باہر نکلتے اور مسلمانوں کو پوچھتے اور فرماتے کہ میرے پاس
فلان معاملہ آیا ہے کیا تمکو معلوم ہے کہ رسول خدا صلعم نے اس
باب میں کوئی حکم فرمایا ہے بعض اوقات انکی خدمت میں
بہت لوگ جمع ہو جاتے ہر ایک ان میں سے اس معاملہ میں
حکم رسول خدا صلعم کا بیان کرتا حضرت صدیق فرماتے
کہ خدا کا شکر ہے جنے ہم میں ایسے لوگ بنائے جو ہمارے
پیغمبر صلعم کے احکام یاد رکھتے ہیں ۔ اور اگر اس بات سے
بھی عاجز ہوتے کہ اس معاملہ میں حدیث رسول خدا
صلعم سے ملے تو لوگوں کے سرداروں اور بہتروں کو جمع کرتے اور
اونسے مشورہ لیتے جب انکی رائے کسی بات پر متفق ہوتی
تو اوسکے بموجب حکم کرتے ۔ اور شریح قاضی سے مروی ہے
کہ حضرت عمر فاروق نے انکو لکھا کہ اگر تمہارے پاس
ایسا مسالہ آوے جو قرآن میں ہو تو قرآن کے بموجب حکم
کرنا اور اس بات سے تمکو لوگ منحرف نکریں اور اگر تمہارے
پاس ایسا مسالہ آوے کہ قرآن میں نہو تو حدیث
رسول خدا صلعم کو دیکھنا اور اوسکے بموجب حکم کرنا

فان جاءك ما ليس في كتاب الله ولم يكن فيه
سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم
فانظر ما اجتمع عليه الناس فخذ به فان
جاءك ما ليس في كتاب الله ولم يكن فيه
سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم
ولم يتكلم فيه احد قبلك فاختر اي
الامرين شئت ان شئت ان تجتهد برأيك
ثم تقدم فتقدم وان شئت ان تتاخر
فتاخر ولا ارى التاخر الا خيرا لك وعن
عبد الله بن مسعود قال اتى علينا زمان لسنا
نقضي ولسنا هنالك وان الله قد قدر
من الامر ان قد بلغنا ما ترون فمن عرض له
قضاء بعد اليوم فليقض فيه بما في كتاب الله
عز وجل فان جاءه ما ليس في كتاب الله
فليقض بما قضى به رسول الله
صلى الله عليه وسلم فان جاءه ما ليس
في كتاب الله ولم يقض به رسول الله
صلى الله عليه وسلم فليقض بما قضى به الصالحون
ولا يقل اني اخاف واني ارى فان الحرام بين
والحلال بين وبين ذلك امور مشتبهة
فدع ما يريبك الى ما لا يريبك

اور اگر ایسا مسئلہ تمہارے پاس آوے کہ نہ قران میں ہو
اور نہ اسمین کوئی حدیث رسول خدا صلعم کی ہو تو جس بات
پر لوگونکا اجماع ہوا اسکو دیکھ لو اور اوسکی مطابق اختیار کرو
اور اگر تمہارے پاس ایسا مسئلہ آوے کہ نہ قران میں ہو
اور نہ اس باب میں حدیث رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی
اور نہ تمسے پہلے کسینے اس باب میں کلام کیا ہو تو دو باتون میں
جونسی چاہو پسند کرو اگر چاہو اپنی رائے سے اجتہاد کرو پھر آگے
بڑھو تو آگے بڑھو اگر چاہو کہ دیر کرو تو دیر کرو اور میں تمہارے
حق میں دیر کرنیہی کو بہتر سمجھتا ہون اور عبد اللہ بن مسعود
سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم پر ایک وقت ایسا گذرا کہ ہم
حکم نکرتے تھے اور نہ اوسکے لائق تھے اور خدا تعالے نے ہماری تقدیر
میں یہ لکھا تہا کہ ہم اس مرتبہ پر پہونچی جسپر تم دیکھتے ہو تو آج
بعد جس کسی کے سامنے کوئی جھگڑا پیش ہو تو اسمین بموجب حکم
قران کے حکم کرے اور اگر اوسکے پاس وہ مقدمہ آوے کہ قران میں
نہو تو مطابق اوس حکم کے فیصلہ کرے جو رسول خدا صلعم نے حکم کیا
اور اگر اسکے پاس وہ معاملہ آوے کہ نہ قران میں ہو اور نہ رسول خدا
صلعم نے اسکا حکم دیا ہو تو اس فیصلے کے بموجب حکم کرے جو نیک
صالحوں نے اس کا فیصلہ کیا ہو اور یہ نہ کہے کہ میں ڈرتا ہون
اور میں تجویز کرتا ہون کیونکہ حرام ظاہر ہے اور حلال بھی
ظاہر اور جو چیزیں انکے بیچ میں ہیں انمیں شک و شبہ ہے تو جن
باتونمیں تجھے شبہ ہو وہ چھوڑ دے اور جنمیں تجھے شبہ نہو انکو اختیار کر

وكان ابن عباس اذا سئل عن
الامر فكان في القرآن اخبر به وان لم
يكن في القرآن وكان عن رسول الله صلى الله
عليه وسلم اخبر به فان لم يكن فعن ابي بكر
وعمر فان لم يكن قال فيه برايه وعن ابن عباس
اما تخافون ان تعذبوا او يخسف بكم ان
تقولوا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
وقال فلان وعن قتادة قال حدث ابن
سيرين رجلا بحديث عن النبي صلى الله
عليه وسلم فقال قال فلان كذا وكذا
فقال ابن سيرين احدثك عن النبي
صلى الله عليه وسلم وتقول قال فلان كذا
وكذا وعن الاوزاعي قال كتب عمر بن عبد العزيز
انه لا راي لاحد في كتاب الله وانما
راي الائمة فيما لم ينزل فيه كتاب ولم
تمض فيه سنة عن رسول الله صلى الله
عليه وسلم ولا راي لاحد في
سنة سنها رسول الله صلى الله عليه وسلم
وعن الاعمش قال كان ابراهيم
يقول يقوم عن يساره فحدثته
عن سميع الزيات

اور حضرت ابن عباسؓ جب کوئی بات پوچھی جاتی اور
قرآن مین ہوتی تو اوسکو بتا دیتے اور اگر قرآن مین نہوتی
اور رسول خدا صلعم سے روایت ہوتی تو اوسکے بموجب بتا دیتے
اور اگر حدیث مین بھی نہوتی تو ابو بکر صدیق اور عمر فاروقؓ کے
اقوال سے جواب دیتے اور اگر ان کے اقوال مین بھی نہ ملتی تو اوس
باب مین اپنی رائے سے کہتے۔ اور نیز ابن عباسؓ سے منقول ہے
کہ تم ڈرتے نہین کہ عذاب دئے جاؤ یا زمین مین
دھنسا جاؤ اپنے اس کہنے سے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا اور
فلان شخص نے کہا۔ اور قتادہؒ سے مروی ہے کہ ابن سیرینؒ
نے ایک شخص سے حدیث پیغمبر صلعم کے بیان کی اس نے کہا
کہ فلان شخص نے ایسا ایسا کہا ہے ابن سیرین نے کہا کہ مین
تجھکو پیغمبر صلعم سے حدیث بیان کرتا ہون اور تو کہتا ہے کہ
فلان نے ایسا ایسا کہا ہے۔ اور اوزاعی سے منقول ہے کہ
عمر بن عبد العزیز نے لکھا کہ قرآن کے حکم مین کسی کی
رائے کا اعتبار نہین بلکہ ائمہ کی رائے اوسی صورت
مین ہے کہ جس مین قرآن نازل نہوا ہو اور نہ حدیث
رسول خدا صلعم کی اوسمین وارد ہوا اور جس سنت کو
کہ رسول خدا صلعم نے مقرر فرمایا ہو اوسمین کسی کی رائے کا
اعتبار نہین۔ اور اعمش سے مروی ہے کہ انھون نے
کہا کہ ابراہیم نخعی امام کے بائین طرف کھڑے ہونے کے قائل تھے
مین نے انکے سامنے حدیث بیان کی سمیع زیات سے

له یعنی حضرت عباس بن علی کا قول نقل ... [illegible]
بهم ... [illegible]

عن ابن عباس ان النبی صلی الله علیه وسلم
اقامه عن یمینه فاخذ به وعن الشعبی جاءه
رجل یسئله عن شیء فقال کان ابن مسعود
یقول فیه کذا وکذا قال اخبرنی انت برائك
فقال الا تعجبون من هذا اخبرته عن ابن
مسعود ویسئلنی عن رائی ودینی آثر عندی
من ذلك والله لان اتغنی بغنیة احب الی
من ان اخبرك برائی اخرج هذه الآثار
کلها الدارمی واخرج الترمذی عن
ابی السائب قال کنا عند وکیع فقال لرجل
ممن ینظر فی الرای اشعر رسول الله صلی
الله علیه وسلم ویقول ابو حنیفة هو مثلة
قال الرجل فانه قد روی عن ابراهیم
النخعی انه قال الاشعار مثلة قال رایت
وکیعا غضب غضبا شدیدا وقال اقول
لك قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
وتقول قال ابراهیم ما احقك بان تحبس
ثم لا تخرج حتی تنزع عن قولك وعن
عبد الله بن عباس وعطاء ومجاهد
ومالك بن انس انهم کانوا یقولون
ما من احد الا وماخوذ من کلامه

گروہ، روایت کرتے ہین ابن عباس سے کہ پیغمبر صلعم نے اونکو اپنے داہنے
جانب کھڑا کیا ابراہیم نے اس حدیث کو مان لیا۔ اور شعبی
سے منقول ہے کہ ایک مرد اونکے پاس آیا کہ کسی بات کو اونسے پوچھتا تھا
شعبی نے کہا کہ ابن مسعود اس بات مین ایسا ایسا کہتے تھے اوس
شخص نے کہا کہ آپ مجھکو اپنی رائے بتائیے شعبی نے حاضرین سے کہا کہ تم
اس شخص سے تعجب نہین کرتے کہ مینے اوسکو روایت ابن مسعود کی
بتادی اور وہ مجھسے میری رائے پوچھتا ہے میرے نزدیک میرا
طریق اپنی رائے بتانے سے برتر ہے بخدا کہ مین اگر کسی بلا مین
مبتلا ہون یہ بات مجھکو محبوب تر ہے اس سے کہ تجھے اپنی رائے بتاؤن
ان سب آثار کو دارمی نے روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے ابو سائب سے
روایت کیا کہ ہم وکیع کے پاس تھے وکیع نے ایک مرد سے جو رائے کا
معتقد تھا کہا کہ رسول خدا صلعم نے اشعار فرمایا ہے اور امام ابو حنیفہ
کہتے ہین کہ اشعار مثلہ ہے اوس مرد نے کہا کہ ابراہیم نخعی سے
منقول ہے کہ اونہون نے کہا کہ اشعار مثلہ ہے ابو سائب کہتے ہیں
کہ مینے وکیع کو دیکھا کہ نہایت درجہ کو غصہ کیا اور کہا
کہ مین تجھسے کہتا ہون کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے اور تو
کہتا ہے کہ ابراہیم نے کہا ہے تو نہایت مستحق اسکا ہے
کہ قید کیا جاوے اور جبتک اپنے قول سے باز نہ آوے قید سے
نکالا نجاوے۔ اور عبد اللہ بن عباس اور عطا اور مجاہد اور
مالک بن انس سے منقول ہے کہ وہ یہ کہتے تھے کہ کوئی
شخص بجز رسول خدا صلعم کے ایسا نہین کہ اوسکی بعض بات نہ لیجاوے

ومردود عليه الا رسول الله صلى الله عليه وسلم

وبالجملة فلما مهدوا الفقه على هذه القواعد

فلم يكن مسئلة من المسائل التي تكلم فيها من

قبلهم والتي وقعت في زمانهم الا وجدوا فيها

حديثا مرفوعا متصلا او مرسلا او موقوفا صحيحا

او حسنا او صالحا للاعتبار او وجدوا اثرا

من آثار الشيخين او سائر الخلفاء وقضاة

الامصار وفقهاء البلدان او استنباطا من عموم

او ايماء او اقتضاء فيسر الله لهم العمل بالسنة

على هذا الوجه وكان اعظمهم شانا

واوسعهم رواية واعرفهم للحديث مرتبة

واعمقهم فقها احمد بن محمد بن حنبل ثم اسحاق

بن راهويه فكان ترتيب الفقه على هذا الوجه يتوقف على

جمع شيء كثير من الاحاديث والآثار حتى سئل احمد

يكفي الرجل مائة الف حديث حتى يفتي قال لا حتى

قيل خمسمائة الف حديث قال ارجو كذا في غاية

المنتهى ومراده الافتاء على هذا الاصل

ثم انشأ الله قرنا آخر فرأوا اصحابهم قد كفوا مؤنة

جمع الاحاديث وتمهيد الفقه على هذا الاصل فتفرغوا

لفنون اخرى كتمييز الحديث الصحيح المجمع عليه بين

كبراء اهل الحديث كيزيد بن هارون

اور بعض نہ مانی جاوے۔

حاصل یہ کہ جب ان لوگوں نے فقہ کو ان قواعد پر مرتب کیا تو کوئی

مسئلہ ان مسائل میں سے جنمیں پیشتر والوں نے کلام کیا تھا

اور نیز انمیں سے جو خاص انکے زمانہ میں واقع ہوا ایسا نہ تھا جس میں

انکو حدیث مرفوع متصل یا مرسل یا موقوف صحیح یا حسن یا لائق

اعتبار کے نہ ملی ہو یا کوئی اثر آثار شیخین یا اور خلفا کا اور شہروں کے

قاضیوں اور فقہا کا نہ پایا ہو یا خود عموم یا اشارہ یا اقتضا سے استنباط

کیا ہو غرض ان کو سنت پر عمل کرنا اس صورت سے خدا نے آسان کر دیا

انمیں سے زیادہ عظیم الشان اور روایت میں وسیع تر اور مرتبہ

حدیث سے زیادہ واقف اور فقہ میں زیادہ غور کرنیوالے دو شخص ہیں

امام احمد بن محمد بن حنبل پھر اسحق بن راہویہ سو اور فقہ کا

مرتب کرنا اس صورت پر بہت سی حدیثوں اور آثار کے جمع کرنے پر

منحصر ہے حتی کہ امام احمد سے پوچھا گیا کہ ایک لاکھ حدیثیں آدمی کو

مفتی ہونے کیلئے کافی ہیں امام احمد نے کہا نہیں یہاں تک کہ پانچ لاکھ

حدیثوں کا ذکر ان سے کیا گیا تب انہوں نے کہا کہ میں توقع کرتا ہوں کہ اسکے

لئے کافی ہوں ایسا ہی غایۃ المنتہی میں ہے اور غرض امام احمد کی

فتوی دینا اسی قاعدہ کے بموجب ہے۔

پھر خدای تعالے نے ایک اور گروہ پیدا کیا انہوں نے دیکھا کہ پہلے

گروہ والوں نے ہمکو احادیث کو جمع کرنے اور اس قاعدہ کے موافق

فقہ کے مرتب کرنے کی مشقت سے بچا دیا اسلئے یہ لوگ دوسرے

فنون میں مشغول ہوئے مثلا جدا کرنا حدیث صحیح کا جس پر

بڑے بڑے محدثوں کا اتفاق ہو جیسے یزید بن ہارون

۵ مرفوع وہ حدیث ہے کہ جسکی سند ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک بھی پہونچی ہو اور متصل وہ ہے کہ جسکی سند میں شروع سے آخر تک سب راوی مذکور ہوں اور اسکی سند بیچ میں کہیں سے

۴۲

اور مرسل وہ ہے کہ تابعی کہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا یعنی بلاواسطہ صحابی کے اور موقوف وہ ہے جو قول صحابی کا ہو

ويحيى بن سعيد القطان واحمد واسحق واضرابهم
وجمع احاديث الفقه التي بني عليها فقهاء الامصار
وعلماء البلدان مذاهبهم والحكم على كل حديث
بما يستحقه كالشاذة والفاذة من احاديث النبي
لم يرووها او طرق لم يخرجها الاوائل
مما فيه اتصال او علو سند او رواية فقيه عن فقيه
او حافظ عن حافظ ونحو ذلك من المطالب العلمية
وهؤلاء هم البخاري ومسلم وابو داؤد وعبد بن حميد
والدارمي وابن ماجة وابو يعلى
والترمذي والنسائي والدارقطني
والحاكم والبيهقي والخطيب والديلمي
وابن عبد البر وامثالهم
وكان اوسعهم علما عندي وانفعهم
تصنيفا واشهرهم ذكرا رجال اربعة متقاربون
في العصر اولهم ابو عبد الله البخاري
وكان غرضه تجريد الاحاديث الصحاح
المستفيضة المتصلة من غيرها واستنباط
الفقه والسيرة والتفسير منها فصنف جامعه
الصحيح ووفى بما شرط وبلغنا ان رجلا من الصالحين
راى رسول الله صلى الله عليه وسلم في منامه
وهو يقول مالك

اور یحیی بن سعید قطان اور احمد اور اسحق اور اُنکے ہمسرون کا
اور مثل جمع کرنے احادیث فقہ کے جنپر شہرونکے فقہا اور
علمانے اپنے مذہبون کی بنا ڈالی ہو اور مثل حکم لگانے کے
ہر حدیث پر جسکے وہ لائق ہو جیسے شاذہ[له] اور فاذہ اُن حدیثون میں
سے جو پہلون نے روایت نہین کین۔ یا مثل جمع کرنے اُن
اسناد کے جنکی رو سے پہلون نے روایت نہین کی باین لحاظ
کہ سند جدید مین اتصال یا عالی ہونا سند کا یا روایت کرنا
فقیہ کا فقیہ سے یا حافظ کا حافظ سے اور مثل اسکے مطالب علمیہ
پائی جاتی ہین اور اس دوسرے گروہ کے لوگ بخاری اور مسلم
اور ابو داود اور عبد بن حمید اور دارمی اور ابن ماجہ اور ابو یعلی
اور ترمذی اور نسائی اور دارقطنی اور حاکم اور بیہقی اور خطیب اور
دیلمی اور ابن عبد البر اور انکے امثال ہین۔
اور میرے نزدیک علم مین زیادہ وسیع اور تصنیف سے زیادہ
نفع پہونچانیوالے اور ذکر مین زیادہ مشہور چار شخص زمانہ مین ایک
دوسرے کے قریب ہین۔ اُنمین سے اول ابو عبد اللہ بخاری ہین
جنکی غرض احادیث صحیح مشہور متصل کو اور حدیثون سے علیحدہ کرنا
اور فقہ اور سیر اور تفسیر کا احادیث سے استنباط کرنا ہے
اسی غرض سے اُنھون نے اپنی کتاب جامع صحیح بخاری کو
تصنیف کیا اور جو شرط کی تھی اُسکو پورا کیا اور ہمکو یہ خبر
ملی ہو کہ کسی نیکبخت نے رسول خدا صلعم کو خواب مین دیکھا
کہ آپ یون ارشاد فرماتے ہین کہ تجھے کیا ہوا ہے

[له] شاذہ وہ روایت جو ثقات کی روایت کے مخالف ہو اور فاذہ بمعنی منفرد کے ہے اور بعضے اوقات شاذہ اور فاذہ کو غریب بھی کہتے ہین اور یہ دونون لفظ بتشدید ذال معجمہ ہین ۱۲

اشتغلت بفقه محمد بن ادریس و ترکت
کتابی قال یا رسول الله صلی الله علیه وسلم
وما کتابك قال صحیح البخاری فلم یکن نال
من الشهرة والقبول درجة لا ترام
فوقها وثانیهم مسلم النیسابوری توخی
تجرید الصحاح المجمع علیها بین المحدثین
المتصلة المرفوعة مما یستنبط منه.
السنة واراد تقریبها الی الاذهان وتسهیل
الاستنباط منها فرتب ترتیبا جیدا وجمع طرق
کل حدیث فی موضع واحد لیتضح اختلاف
المتون وتشعب الاسانید اصرح ما یکون
وجمع بین المختلفات فلم یدع لمن له معرفة
بلسان العرب عذرا فی الاعراض عن السنة
الی غیرها وثالثهم ابو داؤد السجستانی
وکان همه جمع الاحادیث التی استدل بها
الفقهاء ودارت فیهم وبنی علیها
الاحکام علماء الامصار
فصنف سننه وجمع فیها الصحیح
والحسن واللین الصالح
للعمل قال ابو داؤد وما ذکرت
فی کتابی حدیثا

کہ محمد بن ادریس یعنی امام شافعی کی فقہ مین مشغول ہوا
اور میری کتاب کو تونے چھوڑ دیا اوسنے عرض کیا یا رسول اللہ
آپکی کتاب کونسی ہے آپنے فرمایا کہ صحیح بخاری۔ اور قسم ہو کہ یہ
کتاب اسقدر مقبول اور مشہور ہوئی کہ اوس سے زیادہ نہین
ہو سکتے۔ دوسرا شخص مسلم نیشاپوری ہی جسنے یہ قصد کیا
کہ صحیح حدیثون مرفوع متصل کو جنپر محدثون کا اتفاق ہے
اور جن سے سنت مستنبط ہوتی ہے جدا کر دے اور یہ
ارادہ کیا کہ اون احادیث کو لوگون کی سمجھ کے قریب
اور اونمین کے مسائل کا نکالنا آسان کر دے اسلئے کتاب کی
ترتیب بہت عمدہ رکھی اور ہر حدیث کی سندین ایک جگہ
اکٹھا کر دین تا کہ اختلاف متن اور تفرق اسناد اونکا زیادہ صراحت
سے واضح ہو جاوے اور مختلف حدیثون مین مطابقت کر دی غرض
کہ جو شخص زبان عرب جانتا ہی اوس کے لیے مسلم نے کوئی عذر
نہین چھوڑا کہ سنت سے دوسری طرف منہ پھیرے تیسرا
شخص ابو داؤد سجستانی ہی اوسکا مقصود اون احادیث
کا جمع کرنا تھا جن سے فقہانے حجت پکڑی ہی اور وہ
حدیثین اونمین رائج ہین اور شہرونکے علمانے
اونپر احکام کی بنا ڈالی ہی اس غرض سے اوسنے
اپنی سنن کو تصنیف کیا اور اوسمین احادیث صحیح
اور حسن اور ضعیف قابل عمل کو درج کیا ابو داؤد کا
قول ہی کہ مینے اپنی کتاب مین کوئی ایسی حدیث نہین ذکر کی

اجمع الناس على تركه وما كان منها ضعيفا
صرح بضعفه وما كان فيه علة بينها
بوجه يعرفها الخائض في هذا الشان
وترجم على كل حديث بما قد استنبط منه عالم
وذهب اليه ذاهب ولذلك صرح الغزالي
وغيره بان كتابه كاف للمجتهد ورابعهم
ابو عيسى الترمذي وكانه استحسن طريقة
الشيخين حيث بينا وما ابهما وطريقة
ابي داود حيث جمع كلما ذهب اليه ذاهب
فجمع كلتا الطريقتين وزاد عليهما بيان
مذاهب الصحابة والتابعين وفقهاء الامصار
فجمع كتابا جامعا واختصر طرق الحديث
اختصارا لطيفا فذكر واحدا
واومى الى ما عداه وبين امر كل حديث
من انه صحيح او حسن او ضعيف او
منكر وبين وجه الضعف ليكون الطالب على
بصيرة من امره فيعرف ما يصلح للاعتبار
عما دونه وذكر انه مستفيض او غريب
وذكر مذاهب الصحابة وفقهاء الامصار
وسمى من يحتاج الى التسمية
وكنى من يحتاج

کہ سب محدثون نے اوسکے ترک پر اتفاق کیا ہو اور جو حدیث
اون مین سے ضعیف تھی اوسکے ضعف کی تصریح کر دی اور جسمین
کوئی علت تھی اوسکو ایسی صورت سے بیان کیا کہ فن
حدیث مین غور کرنیوالا اوسکو جان لے اور ہر حدیث کا
عنوان اوس مسالہ سے کیا جو کسی عالم نے اوس حدیث سے
نکالا ہو اور کوئی جانے والا اوسطرف گیا ہو اور یہی وجہ
امام غزالی اور دوسرون نے تصریح کی ہو کہ ابو داؤد کی کتاب
مجتہد کے لئے کافی ہو۔ چوتھا شخص ابو عیسے ترمذی ہو
جسنے طریقہ بخاری اور مسلم کا پسند کیا کہ اونہون نے صاف بیان
کیا اور مبہم نہین چھوڑا اور نیز ابو داؤد کا طریقہ پسند کیا جسنے
سب ایسی باتین جمع کین جو کسی کا مذہب تہین لہذا ترمذی
نے ان دونو طریقونکو جمع کیا اور اسپر یہ اضافہ کیا کہ صحابہ
اور تابعین اور فقہاے امصار کے مذاہب بھی بیان کئے غرض کہ
ایک کتاب جامع بنائی اور طرق حدیث کو لطف کے ساتھ
مختصر کیا یعنی ایک ذکر کرکے ماسوا کیطرف اشارہ کر دیا اور
ہر حدیث کا حال کہ صحیح ہو یا حسن یا ضعیف یا منکر
بیان کر دیا اور وجہ ضعف کی ظاہر کر دی تا کہ طالب کو اپنی
معاملہ مین پکی شناخت ہو اور قابل اعتبار کو غیر معتبر سے
پہچان لے اور یہ بھی ذکر کیا کہ حدیث مشہور ہی یا غریب
اور مذاہب صحابہ اور فقہاے امصار کے بیان کئے اور جنکا نام
لینے کی ضرورت تھی اوسکا نام لیا اور جسکی کنیت کی حاجت تھی

الى الكنية ولم يدع خفاء
لمن هو من رجال العلم
ولذلك يقال انه كاف
للمجتهد مغنٍ للمقلد
وكان بازاء هؤلاء فى عصر مالك
وسفيان وبعدهم قوم لايكرهون
المسائل ولا يهابون الفتيا ويقولون
على الفقه بناء الدين فلا بد من اشاعته
ويهابون رواية حديث النبى صلى
الله عليه وسلم والرفع اليه حتى قال
الشعبى على من دون النبى صلى
الله عليه وسلم احب الينا فان
كان فيه زيادة او نقصان كان
على من دون النبى صلى الله عليه وسلم
وقال ابراهيم اقول قال عبد الله قال
علقمة احب الينا وكان ابن مسعود
اذا حدث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم
تربد وجهه وقال هكذا او نحوه هكذا او نحوه
وقال عمر حين بعث رهطا من الانصار الى الكوفة
انكم تاتون الكوفة فتاتون قوما لهم ازيز
بالقرآن فياتونكم فيقولون قدم اصحاب محمد

اُسکی کنیت بیان کی اور جو لوگ مرد میدان علم ہین
اونکے لیئے کچھ چھپا نہین رکھا اور اسی وجہ سے کہتے
ہین کہ جامع ترمذی مجتہد کے لیئے کافی اور تقلید کرنیوالے
کے حق مین بس ہے ۔
اور ان لوگونکے مقابل زمانہ مالک و سفیان مین اور بعد
انکے کچھ ایسے لوگ تھے کہ مسایل کو مکروہ نہ جانتے تھے اور نہ
فتوی دینے سے ڈرتے تھے اور کہتے تھے کہ دین کی بنا فقہ
پر ہے اسی وجہ سے اُسکا شایع کرنا ضروری ہے اور حدیث پیغمبر صلعم
کی روایت کرنے اور آپکی طرف مرفوع کرنے سے ڈرتے تھے
یہانتک کہ شعبی نے کہا کہ جو لوگ بعد پیغمبر صلعم کے ہین آنپر
حدیث کا موقوف ہونا ہمارے نزدیک زیادہ محبوب ہے
کیونکہ اگر حدیث مین زیادتی یا کمی ہو تو وہ اُسی پر رہے
گی پیچھے پیغمبر صلعم کے ہو اور ابراہیم نخعی نے کہا کہ قول عبد اللہ
کا اور قول علقمہ کا ہمکو زیادہ محبوب ہے اور ابن مسعود
جب رسول خدا صلعم سے حدیث بیان کرتے تو اُنکا چہرہ
ہیبت سے متغیر ہو جاتا اور یہ کہتے کہ یہی طرح فرمایا ہے
یا اسکے قریب یہی الفاظ ہین یا مانند انکے ۔ اور عمر فاروق
نے جب ایک قوم کو انصار مین سے کوفہ کی طرف روانہ
کیا تو فرمایا کہ تم کوفہ مین ایسی قوم کے پاس جاتے ہو
کہ قرآن پڑہکر آواز سے روتے ہین وہ تمہارے
پاس آئینگے اور کہینگے کہ صحابہ محمد صلعم آئے

قدم اصحابهم فيا تونكم فيسئلونكم عن الحديث فاقلوا الرواية عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ابن عون كان الشعبي اذا جاءه شئ اتقى وكان ابراهيم يقول ويقول اخرج هذه الاثار اللدامى فوقع تدوين الحديث والفقه والمسائل من حاجتهم بموقع من وجه آخر وذلك انه لم يكن عندهم من الاحاديث والاثار ما يقدرون به على استنباط الفقه على الاصول التي اختارها اهل الحديث ولم تنشرح صدورهم للنظر في اقوال علماء البلدان وجمعها والبحث عنها واتهموا انفسهم في ذلك وكانوا اعتقدوا في ائمتهم انهم في الدرجة العليا من التحقيق وكان قلوبهم اميل شئ الى اصحابهم كما قال علقمة هل احد منهم اثبت من عبد الله وقال ابو حنيفة ابراهيم افقه من سالم ولولا فضل الصحبة لقلت علقمة افقه من ابن عمر وكان عندهم من الفطانة والحدس وسرعة انتقال الذهن من شئ الى شئ ما يقدرون به على تخريج جواب المسائل على اقوال اصحابهم وكل ميسر لما خلق له وكل حزب بما لديهم فرحون

آنکے صحابی تشریف لائے غرض کہ تمہارے پاس آگئے سے مدیث پوچھینگے تو تم رسول خدا صلعم سے روایت کم کرنا - ابن عون نے کہا ہو کہ شعبی کا دستور تہا کہ انکے پاس جب کوئی مسئلہ آتا تو وہ کنارہ کرتے اور ابراہیم نخعی کہا کرتے ان آثار کو دانائی نے روایت کیا ہے -

حاصل یہ کہ حدیث اور فقہ اور مسائل کے مجتمع ہونیسے دوسری طرح انکا مطلب نکلا کیونکہ خود انکے پاس احادیث اور آثار اسقدر نہ تھے جنسے ان اصول کے مطابق کہ اہل حدیث نے اختیار کئے ہین فقہ کا استنباط کر سکتے اور شہرونکے علما کے اقوال مین نظر کرنے اور انکو جمع کرنے اور انکی تحقیق کرنے پر ان لوگون کا دل نہ کہلا اسباب مین اپنے آپکو انہون نے متہم جانا اور اپنے اماموں کے بارہ مین اعتقاد کر رکہا تہا کہ وہ تحقیق کے اونچے درجہ پر ہین اور انکے دل اپنے استاذون کیطرف زیادہ مائل تہے چنانچہ علقمہ نے کہا تہا کہ کیا کوئی صحابی عبد اللہ بن مسعود سے بہی ثابت ہی اور امام ابو حنیفہ نے کہا تہا کہ ابراہیم نخعی سالم کی نسبت زیادہ فقیہ ہین اور اگر فضیلت صحابی ہونیکی نہ ہوتی تو مین یہ کہتا کہ علقمہ ابن عمر سے زیادہ فقیہ ہین اور انکو زیرکی اور ذکا اور تیزی ذہن کی ایک بات سے دوسرے کی طرف انتقال کرنے مین اسقدر تہے جس سے جواب مسائل کا اپنے استادونکے اقوال کے بموجب نکال سکتے تہے اور ہر ایک شخص کے لئے وہی چیز آسان ہوتی ہی جسکے لئے پیدا ہوا اور ہر گروہ اپنے اپنے پاس کی چیز سے خوش

فمهدوا الفقه على قاعدة التخريج وذلك
ان يحفظ كل احد كتاب من هو لسان
اصحابه واعرفهم باقوال القوم واصحهم
نظرا في الترجيح فيتامل في كل مسئلة وجه
الحكم وكلما سئل عن شئ او احتاج الى شيء
راى فيما يحفظه من تصريحات اصحابه
فان وجد الجواب فيها والا نظر الى عموم
كلامهم فاجراه على هذه الصورة او اشارة
ضمنية لكلام فاستنبط منها وربما كان
لبعض الكلام ايماء او اقتضاء يفهم المقصود
وربما كان للمسئلة المصرح بها نظير
يحمل عليها وربما نظروا في علة الحكم
المصرح به بالتخريج او باليسر والحذف
فاداروا حكمه على غير المصرح به وربما
كان له كلامان لو اجتمعا على هيئة القياس
الاقتراني او الشرطي انتجا جواب المسئلة وربما
كان في كلامهم ما هو معلوم بالمثال
والقسمة غير معلوم بالحد الجامع
المانع فيرجعون الى اهل اللسان
ويتكلفون في تحصيل ذاتياته وترتيب حد جامع مانع له
وضبط مبهمه وتمييز مشكله

غرض کہ لوگون نے فقہ کی بنیاد تخریج کے قاعدے پر ڈالی
اور تخریج کا قاعدہ یہ ہے کہ ہر شخص اوس شخص کی کتاب یاد کرے
جو زبان اپنے اوستادونکی ہو اور اقوال قوم کو زیادہ وہ واقف
ترجیح دینے مین نظر زیادہ صحیح رکھتا ہو اور بعد حفظ کتاب کے ہر مسالہ
مین حکم کی وجہ سوچے اور جب کوئی مسالہ پوچھا جاوے یا خود کسی
بات کا محتاج ہو تو وہ اپنے اوستادونکی تصریحات کو جو اوسکو
یاد ہین دیکھے اگر جواب مل جاوے تو بہتر ورنہ اونکے عموم تقریر کو
اُسکو صورت مذکور پر جاری کرے یا اونکے کلام کی کسی اشارہ
ضمنی کو دیکھے اور اوس سے استنباط کرے اور بعض اوقات
کسی کلام کا اشارہ یا مقتضا ایسا ہوتا ہے کہ اوس سے
مقصود مفہوم ہوتا ہے اور کبھی اوس مسالہ مصرحہ کے نظیر ہوتی ہے
کہ اُس پر حمل کرتے ہین اور کبھی جس حکم کی صراحت تخریج
یا استحسان یا حذف سے ہو چکی ہے اوسکی علت دیکھتے ہین
اور اوسکا حکم اوس مسالہ پر جاری کرتے ہین جسکی تصریح نہین
ہوئی اور کبھی اونکی دو تقریرین ہوتی ہین کہ اگر قیاس
اقترانی یا شرطی کی صورت پر جمع ہون تو اوسکا نتیجہ مسالہ کا
جواب ہو اور کبھی اوستادونکے کلام مین ایسی بات ہوتی ہے
کہ وہ مثال و قسمت سے معلوم ہوتی ہے اور حد جامع و مانع سے
معلوم نہین ہوتی ایسی صورت مین لوگ اہل زبان کیطرف رجوع کرتے
ہین اور اوس چیز کی ذاتیات بہم پہنچانی بعد حد جامع مانع ترتیب کرنے
اور اوسکی مبہم کو ضبط کرنے اور مشکل کو تمیز کرنیکا تکلف کرتے ہین

وربما كان كلامهم محتملا لوجهين
فينظرون في ترجيح احد المحتملين وربما
يكون تقريب الدلائل للمسائل خفيا
فيبينون ذلك وربما استدل بعض المخرجين من فعل
ائمتهم وسكوتهم ونحو ذلك فهذا هو التخريج
ويقال له القول المخرج لفلان كذا ويقال على
مذهب فلان او على اصل فلان او على قول فلان
جواب المسئلة كذا وكذا ويقال لهؤلاء المجتهدون
في المذهب وعنى هذا الاجتهاد على هذا
الاصل من قال من حفظ المبسوط كان مجتهدا
اي وان لم يكن له علم بالرواية اصلا ولا
بحديث واحد فوقع التخريج في كل مذهب
وكثر فاي مذهب كان اصحابه
مشهورين ووسد اليهم القضاء والافتاء واشتهر
تصانيفهم في الناس ودرسوا درسا ظاهرا انتشر في
اقطار الارض ولم يزل ينتشر كل حين واي
مذهب كان اصحابه خاملين ولم يولوا القضاء
والافتاء ولم يرغب فيهم الناس اندرس بعد حين
واعلم ان التخريج على كلام الفقهاء وتتبع لفظ
الحديث لكل منهما اصل اصيل في الدين ولم يزل
المحققون من العلماء في كل عصر ياخذون بهما

اور کبھی اساتذہ کے کلام میں احتمال دو صورتوں کا ہوتا ہی تو
ایک احتمال کی ترجیح دینے میں نظر کرتے ہیں اور کبھی دلائل کا
منطبق ہونا مسایل پر مخفی ہوتا ہی تو اوسکو بیان
کرتے ہیں اور کبھی بعض تخریج والے اپنے اماموں کے فعل اور اونکی
سکوت وغیرہ سے حجت پکڑتے ہیں غرض کہ اسی ڈھنگ کا نام
تخریج ہی اور اسکو یوں کہتے ہیں کہ فلان شخص کا قول تخریج کیا
ہوا ہی اور یوں بھی کہتے ہیں کہ فلان شخص کے مذہب پر
یا اوسکی اصل یا اوسکے قول پر مسالہ کا جواب اسطرح ہی اور ان
تخریج والونکو مجتہد فی المذہب کہتے ہیں ۔ اور جس شخص نے یوں کہا کہ
جو کوئی مبسوط یاد کرلے وہ مجتہد ہو جاتا ہی اوسکی مراد یہی اجتہاد
اسی قاعدہ تخریج پر ہی یعنی اگرچہ اوسکو علم روایت حدیث
بالکل نہو اور نہ ایک حدیث کا بھی ۔ بالجملہ تخریج ہر ایک مذہب میں
ہوا اور بہت ہوئے اور جس مذہب والے مشہور ہوئے اور اونکو عہدہ قضی
اور مفتی کا سپرد ہوا اور اونکی تصنیفیں لوگوں میں مشہور ہوئیں
اور کھلم کھلا پڑھا پڑھایا گیا کہ جسکے اطراف زمین میں وہ مذہب
پھیل گیا اور برابر ہر وقت پھیلتا رہا اور جس مذہب کے لوگ گمنام
تھے اور اونکو قاضی اور مفتی کا عہدہ نملا اور لوگ اونکی طرف
مائل نہوئے وہ مذہب تھوڑے دنوں کے بعد نابود ہوگیا ۔
اور یہ بھی معلوم کرنا چاہیے کہ مسالہ کا تخرج کلام فقہا کے مطابق اور الفاظ
حدیث کی تفتیش سے نکالنا دونوں فریق یعنی اہل حدیث و اہل فقہ کیلئے دین
میں اصل مقرر ہے اور علماء محققین ہر زمانہ میں ہمیشہ دونوں اسنادوں کو مضبوط کرتے

فمنهم من يقل من ذا ويكثر من ذلك و
منهم من يكثر من ذا ويقل من ذاك فلا ينبغي
ان يهمل امر واحد منهما بالمرة كما يفعله عامة
الفريقين وانما الحق البحت ان يطابق احدهما
بالآخر وان يجبر خلل كل بالآخر وذلك قول
الحسن البصري سنتكم والله الذي
لا اله الا هو بينهما بين الغالي والجافي
فمن كان من اهل الحديث ينبغي له ان يعرض
ما اختاره وذهب اليه على رأي المجتهدين
من التابعين ومن بعدهم ومن كان من
اهل التخريج ينبغي له ان يحصل من السنن
ما يحترز به من مخالفة الصريح الصحيح ومن
ان يقول برأيه فيما فيه حديث او اثر بقدر
الطاقة ولا ينبغي لمحدث ان يتعمق في
القواعد التي احكمها اصحابه
وليست مما نص عليه الشارع فيرد به
حديثا او قياسا صحيحا كرد ما فيه ادنى
شائبة الارسال والانقطاع كما
فعله ابن حزم رد حديث تحريم
المعازف لشائبة الانقطاع
في رواية البخاري

بعضے کلام فقہا کو کم لیتے اور حدیث کو زیادہ اور بعض کلام
فقہا کو زیادہ لیتے اور حدیث کو کم پس یون مناسب نہین
کہ ان دونو طریقون مین سے ایک کو بالکل چھوڑ دین جیسے کہ دونو
فریق کے عوام کرتے ہین بلکہ حق خالص یہہ ہی کہ ایک کو
دوسرے سے مطابق کرین اور ایک کی کسر دوسرے سے مٹا دین اور
یہی مراد اس قول حسن بصری رحمۃ اللہ کی ہے کہ قسم اوس خدا پاک کی
کہ کوئی معبود برحق اوسکے سوا نہین کہ تمہاری سنت دونو
کی درمیان ہی یعنی غلو کرنے والے اور جفا کار کے درمیان خلاصہ
یہ کہ اہل حدیث کو چاہیے کہ جس چیز کو خود اختیار کیا ہو اور اپنا
مذہب بنایا ہو اوسکو تابعین اور اونکے بعد کے مجتہدونکی رای پر
پیش کرے اور اہل تخریج کو چاہیے کہ احادیث مین سے وہ بات
بہم پہونچاوے جسکے سبب سے حدیث صحیح کی صریح مخالفت سے بچے
اور جس باب مین کہ حدیث یا اثر موجود ہو اوس مین اپنی طاقت
بھر رای لگانے سے احتراز کرے۔ اور کسی محدث کو مناسب نہین
کہ اون قواعد کے استعمال مین جو محدثون نے مستحکم کیے
ہین اور شارع نے اونکی تصریح نہین کی اتنا مبالغہ کرے
کہ اوس کے سبب کسی حدیث یا قیاس صحیح کو نہ مانے مثلاً نہ
ماننا اوس حدیث کا جس مین تھوڑا سا شک مرسل
ہونے اور منقطع ہونے کا ہو جیسے ابن حزم نے کیا ہی
کہ حدیث حرمت باجے گاجے کے نہین مانے اسوجہ سے
کہ بخاری کی روایت مین منقطع ہونیکا احتمال ہے

[illegible]

على انه فى نفسه متصل صحيح فان مثله
انما يصار اليه عند التعارض وكقولهم
فلان احفظ لحديث فلان من غيره
فيرجحون حديثه على حديث غيره لذلك
وان كان فى الآخر الف وجه من الرجحان وكان
اهتمام جمهور الرواة عند الرواية بالمعنى
برءوس المعانى دون الاعتبارات التى
يعرفها المتعمقون من اهل العربية
فاستدلالهم بنحو الفاء والواو وتقديم
كلمة وتاخيرها ونحو ذلك من التعمق
فكثيرا ما يعبر الراوى الآخر عن تلك
القصة فياتى مكان ذلك الحرف بحرف
آخر والحق ان كلما ياتى به الراوى فظاهره انه كلام
النبى صلى الله عليه وسلم فان ظهر حديث آخر او دليل آخر وجب المصير اليه
ولا ينبغى لمخرج ان يخرج قولا لا يفيده
نفس كلام اصحابه ولا يفهمه منه اهل العرف
والعلماء باللغة ويكون بناءه على تخريج مناط
او حمل نظير المسئلة عليها مما يختلف فيه
اهل الوجوه وتتعارض الآراء ولو ان اصحابه سئلوا
عن تلك المسئلة ربما لم يحملوا النظير على النظير
لمانع وربما ذكروا علة غير ما خرجه
هو وانما جاز التخريج

حالانکہ وہ حدیث بذات خود متصل صحیح ہو اور اس جیسے
بات یعنی شبہ انقطاع کیطرف صرف تعارض کے وقت جایا
کرتے ہیں۔ اور مثلاً محدثین کا یون کہنا کہ فلان شخص کو فلان
کی حدیث بہ نسبت غیر کے زیادہ یاد ہے اسوجہ سے اول کی حدیث
کو دوسرے کی حدیث پر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ دوسرے میں ہزار
وجہ سے ترجیح ہو۔ اور سب راویونکا اہتمام روایت بالمعنی کرنے
کے وقت اصل معنی پر ہوتا تھا نہ اون اعتبارات پر کہ
اہل عربیت کی تکلف کرنیوالے اونکو جانتے ہیں مثلاً حرف فا
اور واو اور ایک کلمہ کی تقدیم و تاخیر وغیرہ سے حجت پکڑنا داخل
تکلف ہے کیونکہ اکثر دوسرا راوی اوسی قصہ کو بیان کرتا ہے
اور اوس حرف کی جگہ دوسرا حرف لاتا ہے۔ اور سچ یہ ہے کہ جو
کچھ راوی ذکر کرتا ہے ظاہر یہی ہے کہ وہ پیغمبر صلعم کا کلام ہے تو اگر
دوسری حدیث یا دوسری دلیل ظاہر ہو تو اوسکی طرف
رجوع کرنا واجب ہے۔
اور تخریج والیکو مناسب نہین کہ ایسا قول نکالے کہ جو اوسکے استادون
کے کلام کا مقصود نہو اور نہ اوس کلام سے عرف والے اور لغت دان اوس
قول کو سمجھیں اور تخریج مناط کی بنا یا نظیر مسالہ کو مسالہ پر محمول
کرنا ایسا ہو جسمیں ارباب علل اختلاف رکھتے ہوں اور رائین ایک
دوسرے کے مخالف ہوں اور اگر بالفرض اوسکے استادون سے وہی مسالہ
پوچھا جاتا تو شاید کسی مانع کی جہت سے وہ نظیر کو نظیر پر محمول نکرتے اور کبھی
علت بتاتے کہ اوس علت کے سوا ہوتی جو اونے نکالی ہے اور تخریج صرف اسوجہ سے درست ہوئی

[illegible]

لانه في الحقيقة من تقليد المجتهد
ولا يتم الا فيما يفهم من كلامه ولا
ينبغي ان يرد حديثا او اثرا تطابق عليه
القوم لقاعدة استخرجها هو واصحابه
كرد حديث المصراة وكاسقاط سهم
ذوي القربى فان رعاية الحديث
اوجب من رعاية تلك القاعدة
المخرجة والى هذا المعنى اشار الشافعي
حيث قال مهما قلت من قول او
اصلت من اصل فبلغ عن رسول الله صلى الله عليه وسلم
خلاف ما قلت فالقول ما قال صلى الله عليه وسلم
ومن شواهد ما نحن فيه ما صنع الامام
ابو سليمان الخطابي في كتاب معالم السنن حيث قال
رايت اهل العلم في زماننا قد حصلوا حزبين
وانقسموا الى فرقتين اصحاب حديث واثر واهل فقه
ونظر وكل واحد منهما لا تتميز عن اختها في
الحاجة ولا تستغني عنها في درك ما تنحوه من
البغية والارادة لان الحديث بمنزلة
الاساس الذي هو الاصل والفقه بمنزلة البناء
الذي هو له كالفرع وكل بناء لم يوضع على قاعدة
واساس فهو منهدم وكل اساس خلا عن بناء وعمارة فهو قفر

کہ حقیقت میں مجتہد ہی کی تقلید ہے اور تخریج پوری وہی ہوتی ہے
کہ مجتہد کے کلام سے سمجھی جاوے- اور تخریج والیکو سزاوار نہیں کہ
اوس قاعدہ کیوجہ سے جسکو خود واسنے اور اوسکے اساتذہ نے نکالا ہے
کسی حدیث یا اثر کو جسپر قوم کا اتفاق ہو رد کر دے جیسے رد کرنا
حدیث مصراۃ کا اور جیسے ساقط کرنا حصہ ذوی القربیٰ کا کیونکہ
حدیث کی رعایت واجب تر ہے بہ نسبت رعایت اوس قاعدہ
نکالے ہوئے کے اور امام شافعی نے اسی بات کیطرف اشارہ
کیا ہے جہان کہا ہے کہ جو کوئی قول مین نے کہا ہے یا کوئی اصل مقرر
کی ہے اور خلاف میرے قول کے رسول خدا صلعم سے پہونچے تو قول
وہی ہے جو آنحضرت صلعم نے فرمایا- اور جس بات کو
ہم کہہ رہے ہیں اوسکا ایک شاہد وہ کلام ہے جس سے
امام ابو سلیمان خطابی نے اپنی کتاب معالم السنن کو
شروع کیا ہے وہ یون کہتے ہیں-
مین نے اہل علم کو اپنے زمانے مین دیکھا کہ دو جماعتین ہو گئے ہیں
اور دو فرقون مین منقسم اول اصحاب حدیث و اثر دوم
ارباب فقہ و نظر اور ان دونو مین ہر واحد اپنی حاجت مین
دوسرے سے جدا نہین اور نہ اپنا مقصود حاصل کر سکے نہین اوس سے
بے پروا اسلئے کہ حدیث بجائے نیو کے ہے جو اصل ہے اور فقہ بجائے
عمارت کے ہے جو اصل کیلئے بجائے شاخ کے ہے اور جو عمارت
کسی نیو کی جڑ پر نہین رکھی جاتی وہ منہدم ہوتی ہے
اور جو بنیاد عمارت سے خالی ہوتی ہے وہ بیابان اور ویران ہے

ووجدت هذين الفريقين على ما بينهم
من التداني في المحلين والتقارب في المنزلين
وعموم الحاجة من بعضهم إلى بعض
وشمول الفاقة اللازمة لكل منهم إلى صاحبه
اخوانا متهاجرين وعلى سبيل الحق بلزوم
التناصر والتعاون غير متظاهرين فاما
هذه الطبقة الذين هم اهل الحديث والاثر
فان الاكثرين منهم انما كدهم الروايات
وجمع الطرق وطلب الغريب والشاذ
من الحديث الذي اكثره موضوع او
مقلوب لا يراعون المتون ولا يتفهمون
المعاني ولا يستنبطون سيرها ولا يستخرجون
ركازها وفقهها وربما عابوا الفقهاء
وتناولوهم بالطعن وادعوا عليهم مخالفة السنن
ولا يعلمون انهم عن مبلغ ما اوتوه من العلم قاصرون
وبسوء القول فيهم آثمون واما الطبقة الاخرى
وهم اهل الفقه والنظر فان اكثرهم لا يعرجون
من الحديث الا على اقله ولا يكادون يميزون صحيحه من
سقيمه ولا يعرفون جيده عن رديه ولا يعبؤن بما بلغهم
منه ان يحتجوا به على خصومهم اذا وافق مذاهبهم
التي ينتحلونها ووافق آراءهم التي يعتقدونها
وقد اصطلحوا على مواضعة بينهم

اور مین نے ان دونون فرقونکو جنکے مرتبے ایسے پاس اور نسبت
ایسے قریب اور حاجت ایک کو دوسرے کی عام اور ضرورت
ہر ایک کی دوسرے کی لگی ہوئی ہو ایسے بھائی پائے کہ آپس مین
مدد اور اعانت کرنیکو جو راہ حق مین لازم ہو چھوڑے ہوئے ہین
ایک دوسرے کی پشتی نہین کرتے طبقہ اہل حدیث و اثر کا حال
یہ ہو کہ اونمین اکثر کی کوشش روایتونکا بیان کرنا اور سندونکو
اکٹھا کرنا اور غریب و شاذ کو اوس حدیث سے تلاش کرنا
ہی جسکا اکثر موضوع یا مقلوب ہی یہ لوگ نہ الفاظ حدیث کا
لحاظ کرین اور نہ معانی کو سمجھین اور نہ اونکی راز کو استنباط
کرین اور نہ اونکی دفینہ و فقہ کو نکالین اور بعض اوقات
فقہا پر عیب لگاوین اور طعن سے اونکو پرکھین اور اون پر
مخالفت سنت کا دعوی کرین اور یہ نہین جانتے کہ جسقدر
علم فقہا کو دیا گیا وہ خود اوس سے قاصر ہین اور فقہا کو برا کہنے
سے گنہگار ہوتے ہین۔ اور دوسرے طبقہ اہل فقہ و نظر کا
یہ حال ہو کہ اونمین سے اکثر حدیث کی طرف کمتر ہی
میل کرتے ہین نہ صحیح کو ضعیف سے جدا کرین اور
نہ کھرے کو کھوٹے سے پہچانین اور جو حدیث اونکو پہنچتی ہو
اوسکے مخالف پر حجت لانیکی پروا نہین کرتے بشرطیکہ
جن مذاہب کے وہ پابند ہین حدیث مذکور اونکے موافق
ہو اور نیز اونکے رایون کے مطابق جنکے وہ معتقد
ہین اور آپس مین اس قرارداد پر اصطلاح ٹھہرائی

۵۴

فی قبول الخبر الضعیف والحدیث المنقطع
اذا کان ذلک قد اشتهر عندهم
وتعاورته الالسن فیما بینهم من غیر تثبت
فیه او یقین علم به فکان ذلک
زلة من الراوی وعیا فیه وشواهد وفقنا
الله وایاهم لو حکی لهم عن واحد من رؤساء
مذاهبهم وزعمائهم قول یقوله باجتهاد
من قبل نفسه طلبوا فیه الثقة واستبرؤا
له العهدة فتجد اصحاب مالک لا یعتمدون
فی مذهبه الا ما کان من روایة ابن القاسم
والاشهب وضربائهما من نبلاء اصحابه
فاذا جاءت روایة عبد الله بن عبد الحکم
واضرابه لم یکن عندهم طائلا وتری اصحاب
ابی حنیفة لا یقبلون من الروایة عنه الا ما حکاه
ابو یوسف ومحمد بن الحسن والعلیة
من اصحابه والاجلة من تلامذته
فان جاءهم عن الحسن بن زیاد
اللؤلؤی ودونه روایة قول
بخلافه لم یقبلوه ولم یعتمدوه
وکذلک تجد اصحاب الشافعی
انما یعولون فی مذهبه

کہ خبر ضعیف اور حدیث منقطع وسوقت پذیرا ہوگی کہ ہمارے
اصحاب کے پاس مشہور ہوا اور اونکے درمیان زبانون پر مذکور
ہو کر کوئی پختگی یا علم یقین اوسمین نہو تو یہ اصطلاح
راوی کے لغزش اور جہالت ہو۔ اور اگر ان لوگون کے سامنے
خدا ہمکو اور انکو توفیق عنایت فرماوے اونکے مذہب کے کسی پیشوا
اور ملت کے کسی عظیم کا ایسا قول نقل کیا جاتا کہ اوسنے خاص
اپنے اجتہاد سے اوسکو کہا ہو تو اوسمین راوی ثقہ کی
تفتیش کرتے ہین اور اوس سے بری الذمہ ہوا چاہتے ہین
مثلاً مالکیون انکو دیکھوگے کہ امام مالک کے مذہب
مین وہی معتبر جانینگے جو ابن قاسم اور اشہب اور اون
جیسے بڑے بڑے صحابہ مالک کی روایت ہو اور اگر کوئی
روایت عبد اللہ بن عبد الحکم اور اوسکے ہمسرونکے آجاوے
تو اونکے نزدیک معتبر نہوگی۔ اور ایسے ہی امام ابو حنیفہ
کے تابعین وہی روایت امام کی قبول کرتے ہین جسکو
ابو یوسف اور محمد بن حسن اور امام کے بڑے شاگردون
اور جلیل تلامذہ نے نقل کیا ہو اور اگر اونکے پاس
کوئی روایت حسن بن زیاد لؤلؤی اور اوس سے
کمتر شخص کے آوے جو پہلی روایت کے خلاف ہو
تو اوس کو پذیرا اور معتمد نہ کہینگے۔ اور
ایسے ہی امام شافعی کے تابعین کو
دیکھوگے کہ شافعی کے مذہب مین

على رواية المزني والربيع بن سليمان
المرادي فاذا جاءت رواية حرملة
والبحتري وامثالهما لم يلتفتوا اليها
ولم يعتدوا في اقاويله على هذا عادة كل
فرقة من العلماء في احكام مذاهب ائمتهم
واستاذيهم فاذا كان هذا دابهم وكانوا
لا يقنعون في امر هذه الفروع وروايتها عن
هؤلاء الشيوخ الا بالوثيقة والثبت فكيف
يجوز لهم ان يتساهلوا في الامر الاهم والخطب
الاعظم وان يتواكلوا الرواية والنقل
عن امام الائمة ورسول رب العزة الواجب
حكمه اللازمة طاعته الذي يجب علينا
التسليم لحكمه والانقياد لامره من حيث
لا نجد في انفسنا حرجا مما قضاه ولا في
صدورنا غلا من شيء ابرمه وامضاه أرأيتم
اذا كان للرجل ان يتساهل في امر نفسه
ويسامح غرماءه في حقه فياخذ منهم
الزيف ويغضي لهم عن العيب هل يجوز له ان
يفعل ذلك في حق غيره اذا كان نائبا عنه كولي
الضعيف ووصي اليتيم ووكيل الغائب وهل يكون
ذلك منه اذا فعله الا الخيانة للعهد والاخفار للذمة

صرف مزنی اور ربیع بن سلیمان مرادی کی روایت کو
معتبر سمجھتے ہیں اور اگر کوئی روایت حرملہ اور بحتری اور اون
جیسے آدمی کی ہو تو اوسکی طرف التفات نہیں کرتے اور
نہ اقوال شافعی میں اوسکو شمار کریں اسیطرح علما کے
ہر فرقہ کی عادت اپنے اماموں اور اوستادوں کے احکام میں ہے
بعد جس صورت میں کہ ان لوگوں کا دستور اور قاعدہ ان فروعات
کے معاملہ میں اور اپنے اوستادوں سے انکے مروی ہونے میں یہ ہے کہ
بدون اعتماد اور پختگی کے اکتفا نہیں کرتے تو اونکو کیسے جائز ہوگا
کہ امر ضروری اور بھاری کام میں سستی کریں اور روایت
اور نقل اماموں کے امام اور رسول رب العزت کو دو سروں پر
چھوڑیں جس رسول کے حکم کو ماننا اور اونکی فرمانبرداری ہمپر
ایسی طرح واجب ہے کہ جس بات کا وہ حکم کر دیں اوس سے اپنے
دلوں میں تنگی نہ پائیں اور جس حکم کو وہ نافذ اور جاری فرمائیں
اوس سے ہمارے سینوں میں کچھ کینہ نہو۔ بھلا دیکھو تو جب آدمی
اپنے معاملہ میں سستی کرے اور اپنے قرضخواہوں سے اپنے حق میں چشم
پوشی کرے یعنی اون سے کھوٹے دام قرض لے اور انکی عیب دار اونکو
ادا کرے تو ایسے آدمی کو کہیں جائز ہے کہ یہ بات دوسروں کے
حق میں کرے جسکی طرف سے نائب ہو مثلاً کسی ضعیف کا
ولی اور یتیم کا وصی اور غایب کا وکیل ہو یہ بات
اوسکو ہرگز جائز نہو گی اور اگر ایسا کریگا تو بجز اسکے کہ یہ فعل
عہد میں خیانت کرنا اور ذمہ کو توڑنا ہو اور کیا ہو گا

٥٥

فهذا هو في ذلك الزمان اما بيان جرو اما عبار مثل
ولكن اقواما لما استوعروا طريق الحق
واستطالوا المدة في درك الحظ واحبوا عجالة
النيل فاختصروا طريق العلم واقتصروا على
وحروف منتزعة من معاني اصول
الفقه سموها عللا وجعلوها اشعارا
لانفسهم في الترسم برسم العلم واتخذوها
جنة عند لقاء خصومهم ونصبوها دريئة
للخوض والجدال يتناظرون بها ويتلاطمون
عليها وعند التصادر عنها قد حكم للغالب
بالحذق والتبريز فهو الفقيه المذكور في
عصره والرئيس المعظم في بلده ومصره هذا
وقد دس لهم الشيطان حيلة لطيفة وبلغ منهم
مكيدة بليغة فقال لهم هذا الذي في ايديكم علم
قصير وبضاعة مزجاة لا تفي بمبلغ الحاجة والكفاية
فاستعينوا عليه بالكلام وصلوه بالمقطعات
منه واستظهروا باصول المتكلمين
يتسع لكم مذهب الخوض ومجال النظر فصدق
عليهم ابليس ظنه واطاعه كثير منهم واتبعوه
الا فريقا من المؤمنين فيا للرجال والعقول انى
يذهب بهم وانى يخدعهم الشيطان عن حظهم وموضع رشدهم

پس یہ مشہور ہی ہو خواہ آنکھ سے دیکھو یا دل سے پرکھو
لیکن کچھ لوگون نے شاید طریق حق کو مشکل جانا اور بہرہ وافی
پانیکی مدت دراز سمجھی اور مقصود حاصل کرنیمین جلدی چاہی
کی اس غرض سے طریق علم کو مختصر کیا اور چند امور پر اکتفا کیا اور
کچھ باتین معانی اصول فقہ سے نکال کر اونکا نام علل رکھا
اور علم کے پانچون سوارونمین داخل ہونیکے لیے ان باتونکو ہی
پہچان مقرر کی اور مخالفونکے مقابلہ کیوقت اونکو سپر کیا اور جنگ و
جدال مین اونکو ہی بنایا کہ اون ہی سے باہم مناظرہ کرتے ہین اور
اون ہی پر دھینگا دھینگی ہوتی ہی اور ان باتونکے مناظرہ کے
کیوقت جو غالب ہوتا ہو اوسپر زیرکی اور فوقیت کا حکم لگتا ہی
یعنے اپنے وقت مین فقیہ مشہور اور اپنے شہر مین بزرگ رئیس وہی ہی
اور اسپر طرہ یہ ہو کہ شیطان نے چپکے سے ایک لطیف حیلہ اونکے
لیے نکالا اور اونکو بڑا دھوکا دیا یعنی اونسے کہا کہ جو کچھ تمھارے پاس ہے
یہ علم کم اور متاع کاسد ہی حاجت اور کفایت کو وافی
نہین اسپر علم کلام کی مدد لو اور کچھ علم کلام اسمین
گانٹھو اور متکلمین کے اصول سے قوت بہم پہونچاؤ کہ
آدمی کو غور کی راہ اور فکر کی جولان گاہ کھلے غرض کہ شیطان
نے اپنا خیال اونپر سچا کر دیا اور مومنونکی ایک فریق کے
سوا بہتون نے اوسکی اطاعت اور پیروی کی ہمکو مردون
اور اونکی عقلون سے حیرت ہی کہ شیطان اونکو کہان لیے جاتا ہی
اور بہرہ وافی اور مقام ہدایت سے کہان بہکاتا ہے۔

والله المستعان انتهى كلام الخطابي

باب حكاية حال الناس قبل المائة الرابعة وبيان سبب الاختلاف بين الأوائل والأواخر في الانتساب الى مذهب من المذاهب وعدمه وبيان سبب الاختلاف بين العلماء في كونهم من اهل الاجتهاد المطلق او اهل الاجتهاد في المذهب والفرق بين هاتين المنزلتين

واعلم ان الناس كانوا في المائة الاولى والثانية غير مجمعين على التقليد لمذهب واحد بعينه قال ابو طالب المكي في قوت القلوب ان الكتب والمجموعات محدثة والقول بمقالات الناس والفتيا بمذهب الواحد من الناس واتخاذ قوله والحكاية له في كل شيء والتفقه على مذهبه لم يكن الناس قديما على ذلك في القرنين الاول والثاني انتهى بل كان الناس على درجتين العلماء والعامة وكان من خبر العامة انهم كانوا في المسائل الاجماعية التي لا اختلاف فيها بين المسلمين او بين جمهور المجتهدين لا يقلدون الا صاحب الشرع وكانوا يتعلمون صفة الوضوء والغسل واحكام الصلوة والزكوة ونحو ذلك من آبائهم او معلمي بلادهم فيمشون على ذلك واذا وقعت لهم واقعة نادرة استفتوا فيها

اور اب خدا ہی سے مدد درکار ہی پورا ہوا کلام خطابی کا

باب اون لوگونکے حال کے ذکر مین جو چوتھی صدی سے پیشتر ہوئی اور اوس اختلاف کے سبب کے بیان مین جو پہلون اور پچھلون مین کسی مذہب کیطرف منسوب ہونے اور نہونے مین ہوا اور نیز علما کو اوس اختلاف کے سبب کے بیان مین کہ بعض مجتہد مطلق ہوے اور بعض مجتہد فی المذہب اور ان دونو مرتبون کے فرق کے ذکر مین۔

جاننا چاہیے کہ پہلی اور دوسری صدی مین لوگ ایک مذہب معین کی تقلید پر متفق نہ تھے چنانچہ ابوطالب مکی نے قوت القلوب مین کہا ہی کہ کتابین اور مجموعی سب نئی نکلی ہوئی ہین اور لوگونکے اقوال کا بیان کرنا اور ایک شخص کے مذہب پر فتوی دینا اور اوسکے قول کو اختیار کرنا اور ہر چیز مین اوسکی نقل کرنی اور اوسکے مذہب پر اعتماد کرنا اول اور دوم دو قرنون مین لوگونکا دستور نتھا تمام ہوا قول ابوطالب کا۔

بلکہ لوگ اوسوقت دو درجہ پر تھے علما اور عوام۔ عوام کا یہ حال تھا کہ مسائل اتفاقیہ مین جنمین مسلمانونکے اندر یا جمہور مجتہدین کے درمیان اختلاف نتھا بجز شارع کے اور کسی کی تقلید نہین کرتے اور کیفیت وضو اور غسل کی اور نماز اور زکوۃ وغیرہ کے احکام اپنے باپ دادون یا اپنے شہرونکے پڑھانیوالون سے سیکھلیتے تے اور اوسی پر چلتے تھے اور جب کوئی حادثہ اجنبی واقع ہوتا اوسکے بارہ مین جس مفتی کو پاتے

من غير تعيين مذهب قال ابن الهمام في
آخر التحرير كانوا يستفتون مرة واحدا
ومرة غيره غير ملتزمين مفتيا واحدا انتهى
وأما العلماء فكانوا على مرتبتين منهم
من أمعن في تتبع الكتاب والسنة والآثار
حتى حصل له بالقوة القريبة من الفعل
ملكة أن يتصدى مفتيا في الناس يجيبهم
في الوقائع غالبا بحيث يكون جوابه
أكثر مما يتوقف فيه ويختص باسم المجتهد
المطلق وهذا الاستعداد يحصل تارة
باستفراغ الجهد في جمع الروايات فإنه ورد
كثير من الأحكام في أحاديث وكثير منها في
آثار الصحابة والتابعين وتبع التابعين
مع ما لا ينفك عنه العاقل العارف باللغة من معرفة
مواقع الكلام وصاحب العلم بالآثار من معرفة
طرق الجمع بين المختلفات وترتيب الدلائل ونحو
ذلك كحال الإمامين القدوتين أحمد بن محمد بن
حنبل وإسحق بن راهويه وتارة بإحكام
طرق التخريج وضبط الأصول المروية في
كل باب باب عن مشايخ الفقه من الضوابط
والقواعد مع جملة صالحة من السنن والآثار

بدون تعیین مذہب کے پوچھ لیتے - ابن ہمام نے آخر تحریر مین
کہا ہو کہ کبھی ایک شخص سے پوچھتے اور کبھی دوسرے سے
التزام ایک مفتی کا نکرتے فقط - اور علما دو قسم کے تھے
ایک وہ عالم جنہون نے قرآن اور سنت اور آثار کی جستجو مین
اتنا غور کیا کہ انکو بالقوۃ جسکو بالفعل کہنا چاہیے ایسی
استعداد حاصل ہوگئی کہ لوگون مین مفتی مقرر ہوجاوین
کہ اکثر معاملات مین انکو جواب دینے اسطرح کہ جواب دینا
توقف کرنیکے نسبت زیادہ ہو یہ لوگ مجتہد مطلق کی
نام سے خاص تھے اور یہ استعداد کبھی اسطرح حاصل
ہوتی ہو کہ روایتونکے جمع کرنے مین خوب کوشش کیجاوے
کیونکہ بہت سے احکام احادیث مین ہین اور بہت سے
آثار صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین مین اسکے ساتھ
ہی یہ ہو کہ عاقل زبان دان موقع کلام کو اور آثار
کا جاننے والا طریق مطابقت مختلف حدیثونکے درمیان
اور ترتیب دلایل وغیرہ کو برابر پہچان لیتا ہو جیسے
دو امام پیشوا احمد بن محمد بن حنبل اور اسحق بن راہویہ
کا حال ہو اور کبھی استعداد مذکور تخریج کے طریقونکے
مستحکم کرنے اور اون ضوابط اور قواعد کو یاد کرنے سے
ہوتی ہو جو ہر باب مین جدا جدا فقہ کے مشایخ
سے مروی ہین جنکے ساتھ سنن اور
آثار کا ایک لایق مجموعہ محفوظ ہو

كحال الامامين القمويين ابی یوسف
ومحمد بن الحسن ومنهم من حصل له من
معرفة القرآن والسنن ما يتمكن به من معرفة
رؤس الفقه وامهات مسائله بادلتها التفصيلية
وحصل له غالب الرأي ببعض المسائل الاخرى من
ادلتها وتوقف في بعضها واحتاج في ذلك الى مشاورة
العلماء لانه لم تتكامل له الادوات كما تكامل
للمجتهد المطلق فهو مجتهد في البعض غير مجتهد في
البعض وقد تواتر عن الصحابة والتابعين انهم كانوا
اذا بلغهم الحديث يعملون به
من غير ان يلاحظوا شرطا وبعد
المائتين ظهر فيهم التمذهب
للمجتهدين باعيانهم وقل من
كان لا يعتمد على مذهب مجتهد بعينه
وكان هذا هو الواجب في ذلك الزمان وسبب
ذلك ان المشتغل بالفقه لا يخلو عن حالتين
احدهما ان يكون اكبر همه معرفة المسائل
التي قد اجاب فيها المجتهدون من قبل من
ادلتها التفصيلية ونقدها وتنقيح ماخذها
وترجيح بعضها على بعض وهذا امر جليل لا يتم
له الا بامام يتاسى به قد كفي مؤنة فرش المسائل

جیسے حال دو اماموں پیشوا ابو یوسف اور محمد بن حسن
کا ہی۔ دو گروہ وہ عالم تھے جنکو قرآن اور حدیث اسقدر
معلوم تھے کہ اوسسے فقہ کی جڑ اور اوسکی اصلی مسائل
تفصیلی دلیلونکے ساتھ پہچان سکیں اور بعض مسائل
پر دلیل کے ساتھ غالب رائے حاصل ہوجاوے اور
بعض مسایل مین توقف کرین اور علما کے مشورہ
کے محتاج ہون کیونکہ اونکے پاس پورے سامان نہین جیسے
مجتہد مطلق کے پاس ہوتے ہین تو اس قسم کے عالم بعض
مسایل مین مجتہد اور بعض مین غیر مجتہد ہوئے۔ اور صحابہ
اور تابعین سے بتواتر ثابت ہی کہ جب انکو کوئی حدیث پہونچتی
تو بدون لحاظ کسی شرط کے وہ اوس پر عمل کر لیتے اور بعد
دو صدی کے لوگوں مین معین مجتہدونکا مذہب اختیار کرنا
ظاہر ہوا اور ایسی کم آدمی تھے کہ مجتہد معین کے مذہب پر
اعتماد نرکھتے ہون اور اوس وقت مین پابندی مذہب
معین کی واجب ہوگئی اور اوسکا سبب یہ ہی کہ فقہ
مین مشغول ہونیوالا دو حال سے خالی نہین۔
اول یہ کہ اوسکا بڑا مطلب اون مسائل کا پہچاننا ہو جنکا
جواب بیشتر تفصیلی دلیلونسے مجتہد دے چکے ہین اور نیز اون مسائل
کا پرکھنا اور اونکی ماخذ کی تحقیق اور اونمین سے بعض کو بعض پر ترجیح
دینا منظور ہو اور یہ کام ایسا بڑا ہی کہ بدون اقتدا کسی ایسے
امام کی اوس سے بن نہین سکتا جنے مسائل کے پھیلانے

وابداہ اللہ لا بأس فی کل باب باب فيتعين
بہ فی ذلک ثم یشتغل بالنقد والترجیح
ولولا ہذا الامام صعب علیہ ولا معنی
الامر بکلب امر صعب مع امکان الامر
السهل ولابد لہذا المقتدی ان یحین
شیئا مما سبق الیہ امامہ ویستدرک
علیہ شیئا فان کان استدراکہ
اقل من موافقتہ عد من اصحاب
الوجوہ فی المذہب وان کان
اکثر لم یعد تفردہ وجہا
فی المذہب وکان مع
ذلک منتسبا الی صاحب المذہب
فی الجملۃ ممتازا عمن ائتمی بامام آخر
فی کثیر من اصول مذہبہ
وفروعہ ویوجد لمثل ہذا
بعض مجتہدات لم یسبق
بالجواب فیہا اذ الوقایع
متتالیۃ والباب مفتوح
فیاخذ ہا من الکتاب والسنۃ
وآثار السلف من غیر اعتماد
علی امامہ ولکنہا

اور دلائل اونکی شفقت سے ہر ہر باب مین خارج کردیا ہو
تاکہ وہ اس باب مین اوس امام کے قول سے مدد لیکر پھر
پرکھنے اور ترجیح مین مشغول ہو اور اگر بالفرض یہ امام نہوتا تو
اوس پر یہ امر دشوار ہوتا اور ظاہر ہے کہ سہل بات کے ہوتے ہوئے
دشوار کام کو اختیار کرنا بے فائدہ ہے اور ضرور ہے کہ یہ
مقتدی اون باتون مین سے کہ اوسکا امام پہلے کہہ چکا ہے کچھ
باتونکو اچھا کہے اور کچھ مین اوسکا خلاف کرے اگر اوسکا
خلاف بہ نسبت موافقت کے کم ہوگا تو یہ شخص مذہب
مین اصحاب وجوہ مین سے شمار کیا جائیگا اور اگر خلاف زیادہ
ہوگا تو اوسکا تنہا ہونا مذہب مین وجہ نگنی جائیگی
اور باوجود اسکے فی الجملہ صاحب مذہب کی طرف
منسوب رہیگا اور اون لوگون سے جنہون نے
دوسرے امام کا اقتدا اوس کے مذہب کے بہت سے
اصول اور فروع مین کیا ہو ممتاز رہیگا اور
اس جیسے شخص کے بعض اجتہادی مسائل ایسے
پائے جائینگے کہ اونکا جواب پہلے نہوا ہو کیونکہ
معاملات پیاپے ہوتے رہتے ہین اور اجتہاد کا
دروازہ کھلا ہوا ہے ایسے مسائل کا جواب وہ
شخص قران اور حدیث اور آثار سلف سے بدون
اعتماد کے اپنے امام پر نکالتا ہے لیکن ایسے
مسائل بہ نسبت اون مسائل کے

قليلة بالنسبة الى ما سبق بالجواب
فيه وهذا هو المجتهد المطلق المنتسب
وثانيهما ان يكون اكبر همه معرفة
المسائل التي يستفتيه المستفتون
مما لم يتكلم فيه المتقدمون فحاجته
الى امام يأتسي به في الاصول
الممهدة في كل باب اشد
من حاجة الاول لان مسائل الفقه
متعانقة متشابكة فروعها
تتعلق بامهاتها فلو ابتدأ هذا بنقد
مذاهبهم وتنقيح اقوالهم لكان
ملتزما لما لا يطيقه ولا يتفرغ منه
طول عمره فلا سبيل له الى ما يهمه
الا ان يجعل النظر فيما سبق فيه ويتفرغ
للتفاريع وقد يوجد لمثل هذا
استدراكات على امامه بالكتاب والسنة
وآثار السلف والقياس لكنها قليلة في جنب
موافقاته وهذا هو المجتهد في المذهب واما الحالة
الثالثة وهي ان يستفرغ جهده اولا في معرفة
ادلة ما سبق اليه ثم يستفرغ جهده ثانيا في
التفريع على ما اختاره واستحسنه

جنکا جواب پچھلے ہو چکا ہی کم ہوتے ہین اور ایسا
شخص مجتہد مطلق منتسب ہی۔ دوسرا حال مشغول
بفقہ کا یہ ہی کہ اوسکی بڑی غرض اون مسائل کا
پہچاننا ہو جنکو فتوی پوچھنے والے دریافت کرتے ہین
جنمین پچھلے لوگون نے کچھہ نہین کہا اور اس شخص
کو بہ نسبت پچھلے شخص کے ایک ایسے امام کی سخت ضرورت
ہی کہ اوسکا اقتدا اون اصول مین کرے جو ہر ہر باب مین
مرتب ہو چکی ہین کیونکہ فقہ کے مسائل ایک دوسرے سے مخلوط اور
جال کیطرح ہین اور اونکی فروع اپنی اصول سے وابستہ ہین
تو اگر یہہ شخص پرکھنا اونکی مذہب کا اور تنقیح انکے اقوال کی
از سر نو شروع کرتا تو ایسی چیز اپنے ذمہ لیتا جسکی طاقت اوسکو
نتھی اور نہ ساری عمر اوس سے فارغ ہو سکتا اور اوسکو اپنے مطلوب
کی راہ بجز اسکے نہین کہ جن مسائل کے جواب پہلے ہو چکے ہین انمین
غور کرے اور تفریعات کیلئے فارغ ہو بیٹھے اور بعض اوقات ایسا
شخص بھی قرآن اور حدیث اور آثار سلف اور قیاس سے اپنے
امام کا خلاف کرتا ہی لیکن اوسکے خلافی مسائل بہ نسبت
موافق مسائل کے کم ہوتے ہین اور یہ شخص مجتہد فی مذہب ہے
اور تیسری حالت یہ ہی کہ عالم اول ہمہ تن کوشش
اس بات مین کرے کہ جن مسائل کے جواب پہلے ہو چکے
ہین اونکی دلیلین پہچانے دوسرے کما ینبغی کوشش کرنے
کہ جس بات کو مختار اور اچھا سمجھا ہی اوسپر تفریع نکالے

فهی حالة بعیدة غیر واقعة لبعد
العهد عن زمان الوحی واحتیاج
کل عالم فی کثیر مما لابد له فی
علمه الی من مضی من روایة الاحادیث
علی تشعب متونها وطرقها ومعرفة
مراتب الرجال ومراتب صحة الحدیث
وضعفه وجمع ما اختلف من الاحادیث
والاثار والتنبه لماخذ الفقه
منها ومن معرفة غریب اللغة واصول
الفقه ومن روایة المسائل التی سبق
التکلم فیها من المتقدمین مع کثرتها
جدا وتباینها واختلافها ومن توجیه
افکاره فی تمییز تلک الروایات
وعرضها علی الادلة فاذا انفد عمره فی
ذلک کیف یوفی حق التفاریع بعد ذلک
والنفس الانسانیة وان کانت زکیة لها حد
معلوم تعجز عما وراءها وانما کان هذا میسرا
للطراز الاول من المجتهدین حین کان العهد
قریبا والعلوم غیر متشعبة علی انه لم یتیسر ذلک ایضا
الا لنفوس قلیلة وهم مع ذلک کانوا مقیدین بمشائخهم
معتمدین علیهم ولکن لکثرة تصرفاتهم فی العلم صاروا مستقلین

یہ حالت بعید از عقل اور غیر متحقق ہو اسلئے کہ وحی کا زمانہ
دور ہو گیا اور ہر عالم کو بہت سی باتون مین کہ اوسکے علم
مین ضروری ہین سلف گذشتہ کی حاجت ہو مثلاً روایت
کرنا احادیث کا باوجود متفرق ہونے الفاظ اور اسناد کے
اور راویونکے مرتبونکا پہچاننا اور حدیث کے صحیح اور ضعیف
ہونیکے مراتب معلوم کرنا اور احادیث اور آثار مختلفہ مین
مطابقت دینا اور اونمین سے ماخذ فقہ پر واقف ہونا اور
مشکل الفاظ اور اصول فقہ کو پہچاننا اور اون مسائل کا روایت
کرنا جنمین پہلے لوگ کلام کر چکے ہین حالانکہ یہ مسائل
نہایت کثرت سے اور ایک دوسرے سے جدا اور مختلف ہین اور
اپنی فکرونکو ان روایات کے امتیاز کرنے اور دلیلون
پر پیش کرنے کیطرف متوجہ کرنا اگر اپنی تمام عمر ان ہی
باتونمین صرف کرے تو اوسکے بعد تفریعات کا حق کیسے پورا
کریگا اور نفس انسانی کیلئے گو تیز فہم ہو ایک حد معین ہو کہ
اوس سے باہر عمل کرنیسے عاجز ہو ہان یہ بات مجتہدین نقش
اول کیلئے حاصل تھے کیونکہ وحی کا زمانہ قریب تھا اور علوم
بھی شاخ در شاخ تھے علاوہ اسکے اوس وقت مین بھی
صرف تھوڑے ہی شخصونکو میسر ہوئے اور وہ اشخاص
باانیہمہ اپنے مشائخ کے مقتدی تھے اور اون ہی پر
اعتماد رکھتے تھے لیکن علم مین کثرت تصرفات
کی وجہ سے خود مستقل ہو گئے تھے

وبالجملة فالتمذهب للمجتهدين سر الهمه الله
تعالى العلماء وجمعهم عليه من حيث
يشعرون اولا يشعرون ومن شواهد
ما ذكرناه كلام الفقيه ابن زياد الشافعي
اليمني في فتاواه حيث سئل عن مسئلتين اجاب فيهما
البلقيني بخلاف مذهب
الشافعي فقال في الجواب انك
لا تعرف توجيه كلام البلقيني ما لم تعرف
درجته في العلم فانه امام مجتهد مطلق
منتسب غير مستقل من اهل التخريج والترجيح
واعني بالمطلق المنتسب من له اختيار وترجيح
يخالف الراجح في مذهب الامام الذي ينتسب اليه
وهذا حال كثير من جهابذة اكابر
اصحاب الشافعي من المتقدمين والمتاخرين
وسياتي ذكرهم وترتيب درجاتهم
وممن نظم البلقيني في سلك
المجتهدين المطلقين المنتسبين تلميذه
الولي ابو زرعة فقال قلت مرة لشيخنا الامام
البلقيني ما يقصر بالشيخ تقي الدين السبكي عن الاجتهاد
وقد استكمل آلته وكيف يقلد قال ولم اذكره انا الشيخ
البلقيني استحياء منه لما اردت ان ارتب على ذلك

حاصل یہ کہ مذہب مجتہدین کی پابندی ایک راز ہی کہ
اللہ تعالے نے علما کے دلمین ڈالا اور اوسپر اونکو متفق کیا
خواہ وہ اوسکو جانتے ہین یا نہ جانین اور ہماری تقریر کا
مؤید فقیہ ابن زیاد شافعی یمنی کا کلام اون کے فتاوی
مین ہی کہ جب ونسے دو مسالونکا حال پوچھا گیا جنمین
بلقینی نے مذہب شافعی کے خلاف جواب دیا تھا تو ابن
زیاد نے جواب مین تقریر ذیل لکھی۔
کہ جبتک تمکو بلقینی کا درجہ علم مین معلوم نہوگا تب تک اونکا کلام
توجیہ نسمجھوگے جان لو کہ بلقینی امام مجتہد مطلق منتسب غیر مستقل
تخریج اور ترجیح والونمین سے ہین۔ اور میری غرض مطلق منتسب سے
وہ شخص ہی کہ جس امام کی طرف وہ منسوب ہی اوسکے مذہب مین اختیار
اور ترجیح رکھتا ہی کہ قول راجح کی مخالفت کرے اور یہ حال بہت سے
بڑے بڑے علامہ اصحاب شافعی کا پہلون اور پچھلونمین سے ہی
اور اونکا ذکر اور اونکے درجات کی ترتیب عنقریب آئیگی او
جن لوگون نے بلقینی کو مجتہد مطلق منتسب کے زمرہ مین داخل کیا
ہی اونمین سے بلقینی کا شاگرد ولی ابو زرعہ ہی۔ وہ کہتا ہی کہ مینے
ایک بار اپنے اوستاد امام بلقینی سے کہا کہ کیا وجہ ہی کہ شیخ تقی الدین
سبکی اجتہاد سے کوتاہی کرتے ہین حالانکہ مجتہد ہونیکا سامان
سب پورا کرلیا ہی تو وہ تقلید کیون کرتے ہین اور مینے
مارے شرم کے خود اوستاد بلقینی کا نام نلیا کیونکہ مجھے
منظور تھا کہ اجتہاد نکرنے پر کچھ سخت بات مرتب کرونگا

۲ یعنی راز تقلید کے دل مین جو نے کی علت اور تقلید کی خوبی اونکو معلوم ہو یا نہو ۱۲ ۱۲

فسكت فقلت فما عندي ان الامتناع
من ذلك الا للوظائف التي قدرت
للفقهاء على المذاهب الاربعة وان
من خرج عن ذلك واجتهد لم ينله
شئ من ذلك وحرم ولاية القضاء
وامتنع الناس من استفتائه ونسب للبدعة
فتبسم ووافقني على ذلك انتهى قلت اما انا
فلا اعتقد ان المانع لهم من الاجتهاد ما
اشار اليه حاشا منصبهم العلي عن ذلك
وان يتركوا الاجتهاد مع قدرتهم عليه
لغرض القضاء والاسباب هذا ما لا يجوز
لاحد ان يعتقده فيهم وقد تقدم ان
الراجح عند الجمهور وجوب الاجتهاد
في مثل ذلك وكيف ساغ للولي نسبتهم
الى ذلك ونسبة البلقيني الى موافقته على ذلك
وقد قال الجلال السيوطي في شرح
التنبيه في باب الطلاق وما نصه
وما وقع للائمة من الاختلاف
من تغير الاجتهاد فيصححون في
كل موضع ما ادى اليه
اجتهادهم في ذلك الوقت

امام بلقینی خاموش ہو گئے تب مین نے کہا کہ میرے نزدیک اجتہاد
سے باز رہنا صرف اون نوکریونکی جہت سے ہی جو فقہائے
ہر چہار مذہب کے لئے مقرر ہین اور جو کوئی مذہب چہارگانہ
سے باہر ہوگا اور اجتہاد کریگا اوسکو اس وظیفہ مین سے کچھ
نہ ملیگا اور عہدہ قضا سے محروم رہیگا اور لوگ اوس سے فتوی
دریافت کرنا چھوڑ دینگے اور بدعتی کہلایگا بلقینی نے تبسم
کیا اور اس امر پر میری موافقت کی پورا ہوا کلام ابوزرعہ کا
مین کہتا ہون کہ میرا یہ اعتقاد نہین کہ جس بات کی
طرف ابوزرعہ نے اشارہ کیا ہی وہ بات اجتہاد سے
اون لوگونکو مانع ہوا اونکا منصب عالی اس سے بری ہی
اور نہ میرا یہ اعتقاد ہی کہ وہ لوگ باوجود اجتہاد پر قادر
ہونیکے عہدہ قضا اور اسباب معیشت کیواسطے اجتہاد
چھوڑ بیٹھے اون لوگونکے حق مین یہ اعتقاد رکھنا تو کسیکو
جائز نہین اور پیشتر گذر چکا کہ جمہور کے نزدیک غالب ہی کہ
ایسے مرتبہ مین اجتہاد کرنا واجب ہی اور ابوزرعہ کو اون
لوگونمین یہ عیب لگانا اور اس بات مین امام بلقینی کو
اپنا موافق بتانا کیسے جائز ہوا حالانکہ جلال الدین
سیوطی نے شرح تنبیہ کے باب الطلاق مین یہ عبارت
لکھی ہی جو کچھ ائمہ مین اختلاف ہوا ہی وہ اجتہاد کی
تبدیل سے ہوا پس ہر جگہ مین جو ائمہ تصحیح کرتے ہین اوسی
بات کی کرتے ہین کہ اوس وقت اونکا اجتہاد اوس تک پہونچا ہو

وقد كان المصنف يعني صاحب التنبيه من
الاجتهاد بالمحل الذي لا ينكر وصرح
غير واحد من الائمة بانه وابن الصباغ
وامام الحرمين والغزالي بلغوا رتبة
الاجتهاد المطلق وما وقع في فتاوى ابن الصلاح
من انهم بلغوا رتبة الاجتهاد في المذهب
دون المطلق فمراده انهم كانت لهم درجة
الاجتهاد المنتسب دون المستقل وان
المطلق كما قرره في كتابه ادب الفتيا
والنووي في شرح المهذب نوعان
مستقل وقد فقد من راس اربع مائة
فلم يمكن وجوده ومنتسب وهو باق الى ان تاتي
اشراط الساعة الكبرى ولا يجوز انقطاعه
شرعا لانه فرض كفاية ومتى قصر اهل عصر حتى تركوه
اثموا كلهم وعصوا باسرهم كما صرح به الاصحاب
منهم الماوردي في الحاوي والروياني في البحر
والبغوي في التهذيب وغيرهم ولا يتادى هذا الفرض
بالاجتهاد المقيد كما صرح به ابن الصلاح والنووي
في شرح المهذب والمسئلة مبسوطة في كتابنا
المسمى بالرد الى من اخلد الى الارض وجهل
ان الاجتهاد في كل عصر فرض ولا يخرج هؤلاء عن
الاجتهاد المطلق المنتسب كونهم شافعية

اور مصنف یعنی صاحب تنبیہ اجتہاد کے ایسے مرتبہ پر تھا جسکا
انکار نہین کیا جاتا اور بہت سے اماموں نے تصریح کی ہو کہ صاحب تنبیہ
اور ابن صباغ اور امام الحرمین اور امام غزالی اجتہاد مطلق کے مرتبہ
پر پہونچے ہوے تھے اور فتاوی ابن صلاح مین جو لکھا ہو کہ یہ لوگ
اجتہاد فی المذہب کے مرتبہ پر پہونچے تھے نہ مطلق پر تو اوسکا مقصود
یہ ہو کہ وہ لوگ درجہ اجتہاد منتسب رکھتے تھے نہ اجتہاد مستقل اور یہ کہ
اجتہاد مطلق کی دو قسمین ہین ایک مستقل دوم منتسب جیسا کہ
خود اوسنے اپنی کتاب اداب الفتیا مین اور نووی نے شرح مہذب مین
ثابت کیا ہو مستقل تو چوتھی صدی کے شروع سے مفقود ہو گیا
اور اوسکا وجود ممکن نہین اور منتسب باقی ہو یہانتک کہ علامات قیامت
کبری آوین اور شرعا اوسکا موقوف ہو جانا جائز نہین اسلئے
کہ یہ اجتہاد منتسب بغرض کفایہ ہو اور جب کسی زمانہ کے لوگ اوسمین
کوتاہی کرین یہانتک کہ بالکل چھوڑ دین تو سبکے سب گنہگار
اور عاصی ہونگے چنانچہ اس بات کی تصریح علما کی ہو اونمین
ماوردی نے حاوی مین اور رویانی نے بحر مین اور بغوی نے
تہذیب مین اور دوسرے عالموں نے تصریح کی ہو اور یہ فرض اجتہاد
مقید سے ادا نہین ہوتا جیسے ابن صلاح نے اور نووی نے
شرح مہذب مین اوسکی تصریح کی ہو اور یہ مسالہ ہماری
کتاب مسمے بہ رد الی من اخلد الی الارض وجہل ان
الاجتہاد فی کل عصر فرض مین مشرح ہو — اور یہ لوگ
اجتہاد مطلق منتسب کے سبب سے شافعی ہونے سے باہر نہ ہونگے

65

كما صرح به النووي وابن الصلاح في
الطبقات وتبعه ابن السبكي ولهذا صنفوا في كتب
المذهب وافتوا وولوا وظائف الشافعية
كما ولي المصنف وابن الصباغ تدريس النظامية
ببغداد وولي امام الحرمين والغزالي تدريس النظامية
بنيسابور وولي ابن عبد السلام الجابية و
الظاهرية بالقاهرة وولي ابن دقيق العيد
الصلاحية المجاورة لمشهد امامنا الشافعي
والفاضلية والكاملية وغير ذلك اما
من بلغ رتبة الاجتهاد المستقل فانه يخرج
بذلك عن كونه شافعيا ولا ينقل اقواله
في كتب المذهب ولا اعلم احدا بلغ هذه
الرتبة من الاصحاب الا ابا جعفر بن جرير
الطبري فانه كان شافعيا ثم استقل
بمذهب ولهذا قال الرافعي وغيره لا يعد تفرده
وجها في المذهب انتهى وهي عندي احسن
مما سلك الولي ابو زرعة الا ان
كلامه يقتضي ان ابن جرير
لا يعد شافعيا وهو مردود فقد
قال الرافعي في اول كتاب
الزكوة من الشرح

چنانچہ نووی نے اور طبقات میں ابن صلاح نے اسکی تصریح
کی ہو اور ابن سبکی نے اوسکی موافقت کی اور یہیں وجہ ہو کہ انھون
نے مذہب کی کتابین تصنیف کین اور فتوے دئے اور شافعی
وظیفونکی متولی کئے گئے مثلاً مصنف اور ابن صباغ کو
تعلیم کی تولیت مدرسہ نظامیہ بغداد ملی اور امام الحرمین اور
امام غزالی کو تعلیم مدرسہ نظامیہ نیشاپور کی تولیت ہوئی
اور ابن عبد السلام قاہرہ کے مدرسہ جابیہ و ظاہریہ کا
متولی ہوا اور ابن دقیق عید مدرسہ صلاحیہ کا جو مجاور
امام شافعی کے مقبرہ کے پاس ہو اور مدرسہ فاضلیہ کاملیہ وغیرہ کا
متولی ہوا ۔ اور جو شخص کہ اجتہاد مستقل کے مرتبہ کو پہونچے
وہ البتہ شافعی ہونے سے نکل گیا اور اسکے اقوال مذہب کی
کتابون میں منقول نہیں ہوتے اور مین کسیکو اصحاب شافعی
سے نہیں جانتا کہ وہ اس مرتبہ کو پہونچا ہو بجز ابو جعفر بن جریر
طبری کے کہ وہ شافعی تھا پھر مذہب مین مستقل ہو گیا
اور اسی وجہ سے رافعی وغیرہ نے کہا ہو کہ اوسکا تنہا ہونا
کسی قول مین مذہب کی وجہ شمار نہیں ہوسکتے طبری
کا قول پورا ہوا ۔ اور یہ طریق میرے نزدیک اوس سے
بہتر ہو جسپر ولی ابو زرعہ چلا ہو مگر سیوطی کا کلام
اس بات کا مقتضی ہو کہ ابن جریر طبری کو شافعی
شمار نکیا جاوے اور اوسکا یہ کلام مسلم نہیں کیونکہ
رافعی نے شروع کتاب الزکوۃ کی شرح مین کہا ہو

تفرد ابن جریر لایعد وجها في مذهبنا
وان كان معدودا في طبقات اصحاب
الشافعي قال النووي في التهذيب
ذكره ابو عاصم العبادي في الفقهاء الشافعية
وقال هو من افراد علمائنا واخذ فقه الشافعي
على الربيع المرادي والحسن الزعفراني انتهى
ومعنى انتسابه الى الشافعي انه جرى على
طريقته في الاجتهاد واستقراء الادلة
وترتيب بعضها على بعض ووافق اجتهاده
اجتهاده واذا خالف احيانا لم يبال بالمخالفة
ولم يخرج عن طريقته الا في مسائل
وذلك لا يقدح في دخوله في مذهب الشافعي
ومن هذا القبيل محمد بن اسمعيل البخاري فانه
معدود في طبقات الشافعية وممن ذكره في طبقات
الشافعية الشيخ تاج الدين السبكي وقال انه تفقه
بالحميدي والحميدي تفقه بالشافعي واستدل
شيخنا العلامة على ادخال البخاري في الشافعية
بذكره في طبقاتهم وكلام النووي
الذي ذكرناه شاهد له
وذكر الشيخ تاج الدين
السبكي في طبقاته ما لفظه

کہ تنہا ابن جریر کا قول ہمارے مذہب مین کوئی صورت
نہین گنی جاتی اگرچہ وہ خود اصحاب شافعی کے طبقات
مین شمار کیا جاتا ہو اور نووی نے تہذیب مین ذکر کیا ہی
کہ ابو عاصم عبادی نے ابن جریر کو فقہائے شافعیہ مین بیان کیا
ہو اور کہا ہو کہ یہ شخص ہمارے علمای یگانہ مین سے ہو اوسنے
شافعی کی فقہ ربیع مرادی اور حسن زعفرانی سے سیکھی نووی
کا کلام ختم ہوا اسا اور اوسکے منسوب بشافعی ہونیکے یہ معنی ہین
کہ اجتہاد اور دلیلونکی تلاش کرنے اور بعض کو بعض پر ترتب
کرنے مین امام شافعی کے طریق پر چلا اور اوسکا اجتہاد امام کے
اجتہاد سے موافق پڑا اور اگر کہین مخالف ہوا تو مخالفت کی پروا
نہین کی اور امام کے طریقہ سے بجز چند مسائل کے خارج نہین
ہوا اور یہ امر اوسکے شافعی مذہب مین داخل رہنے کا خلل
انداز نہین - اور محمد بن اسمعیل بخاری بہی اسی جنس
کے ہین کہ وہ طبقات شافعیہ مین گنی جاتی ہین اور جن
لوگون نے اونکو طبقات شافعیہ مین ذکر کیا ہی اونمین سے
شیخ تاج الدین سبکی ہین کہ اونے کہا ہو کہ بخاری نے فقہ حمیدی سے
سیکھی اور حمیدی نے شافعی سے فقہ سیکھی اور ہمارے اوستاد علامہ نے
بخاری کی شافعیون مین داخل کرنے پر یہ حجت پکڑی ہی کہ
تاج الدین نے اونکو طبقات شافعیہ مین ذکر کیا ہی اور نووی کا
کلام جو ہمنے ذکر کیا اس امر کا شاہد ہی - اور شیخ تاج الدین
سبکی نے اپنے طبقات مین یہ عبارت لکھی ہے

كل تخريج اطلقه المخرج اطلاقا فيظر ان
ذلك المخرج ان كان ممن يغلب عليه
المذهب والتقليد كالشيخ ابي حامد
والقفال عد من المذهب وان كان
ممن يكثر خروجه كالمحمدين الاربعة
يعني محمد بن جرير ومحمد بن خزيمة ومحمد
ابن نصر المروزي ومحمد بن المنذر فلا يعد
واما المزني وبعده ابن سريج فبين الدرجتين
لم يخرجوا لخروج المجتهدين ولم يتقيدوا
تقيد العراقيين والخراسانيين انتهى وقد
ذكر السبكي في طبقاته الشيخ ابا الحسن الاشعري
امام اهل السنة والجماعة وقال انه معدود
من الشافعية فانه تفقه بالشيخ ابي اسحق
المروزي انتهى قول ابن زياد
ومن شواهد ما ذكرنا ايضا
ما في كتاب الانوار حيث
قال والمنتسبون الى مذهب الشافعي
وابي حنيفة ومالك واحمد اصناف احدها العوام
وتقليدهم للشافعي متفرع على تقليد المنتسب
الثاني البالغون الى رتبة الاجتهاد
والمجتهد لا يقلد مجتهدا

کہ جس تخریج کو کسی نکالنے والے نے مطلق نکالا ہو تو دیکھنا
چاہیے کہ اگر نکالنے والا اون لوگون مین سے ہو جنپر مذہب
اور تقلید غالب ہو مثلا شیخ ابو حامد غزالی اور قفال تو
یہ تخریج کرنیوالا مذہب مین گنا جائیگا اور اگر اون لوگون مین
سے ہو کہ بکثرت مذہب سے خارج رہتے ہین مثل چار محمد یعنے
محمد بن جریر اور محمد بن خزیمہ اور محمد بن نصر مروزی اور محمد بن
منذر کے تو مذہب سے شمار نہوگا - اور مزنی اور اوسکے بعد ابن
سریج دونون درجون کے بیچ مین ہین نہ تو چارون محمد
کیطرح مذہب سے باہر رہتے ہین اور نہ عراقیون و خراسانیون کی
طرح مذہب کے مقید رہتے ہین - اور نیز سبکی نے
طبقات مین شیخ ابو الحسن اشعری امام اہل سنت
وجماعت کا ذکر کیا ہے کہ وہ شافعیون مین سے گنی
جاتی ہین کیونکہ انھون نے فقہ شیخ ابو اسحق مروزی سے
سیکھی ابن زیاد کا قول پورا ہوا -

اور جو کچھ ہمنے ذکر کیا ہے اوسکا ایک شاہد مضمون کتاب انوار
بھی ہے کہ اوسکا مؤلف کہتا ہے کہ جو لوگ مذہب امام شافعی و
ابو حنیفہ و امام مالک و امام احمد کی طرف منسوب ہین
اونکی چند قسمین ہین - **اول** عوام اور اون کا
شافعی کی تقلید کرنا مجتہد منتسب کی تقلید پر متفرع ہونا ہے
دوم وہ لوگ جو اجتہاد کے مرتبہ پر پہونچے ہین اور
مجتہد کسی دوسرے مجتہد کی تقلید نہین کیا کرتا -

وانما ينسبون اليه لجريهم على طريقته
فى الاجتهاد واستعمال الادلة وترتيب
بعضها على بعض الثالث المتوسطون
وهم الذين لم يبلغوا رتبة الاجتهاد لكنهم
وقفوا على اصول الامام وتمكنوا من قياس
ما لم يجدوه منصوصا على ما نص عليه وهولاء
مقلدون له وكذا من ياخذ بقولهم من
العوام المشهور انهم لا يقلدون فى انفسهم
لانهم مقلدون انتهى كلام الانوار
فان قلت كيف يكون شيء واحد غير
واجب فى زمان وواجبا فى زمان اخر مع ان
الشرع واحد فليس قولك لم يكن الاقتداء
بالمجتهد المستقل واجبا ثم صار واجبا
الا قولا متناقضا متنافيا قلت الواجب
الاصلى هو ان يكون فى الامة من
يعرف الاحكام الفرعية من ادلتها
التفصيلية اجمع على ذلك اهل الحق
ومقدمة الواجب واجبة فاذا كان للواجب
طرق متعددة وجب تحصيل طريق من تلك الطرق
من غير تعيين واذا تعين له طريق واحد وجب ذلك
الطريق بخصوصه كما اذا كان الرجل فى مخمصة شديدة

اور ایسے لوگ دوسرے کی طرف منسوب اس لئے ہوتے ہین
کہ اجتہاد کرنے اور دلیلونکے عمل مین لانے اور بعض کو بعض پر
مرتب کرنے مین اوس دوسرے کے طریق پر چلتے ہین سوم
درمیانی لوگ جو رتبہ اجتہاد کو نہین پہونچے لیکن امام کے قاعدے سے
واقف اور ایسے قیاس پر قادر ہین کہ جس بات کو صریح
نپاوین تو اوسکو صریح پر خیال کرلین یہ لوگ امام کے مقلد
ہوتے ہین اور ایسے ہی وہ لوگ جو عوام ہین اونکے قول کو اختیار کرین
اور مشہور یہ ہے کہ خود اونکی کوئی تقلید نہین کرتا کیونکہ وہ
خود دوسرے کے مقلد ہین پورا ہوا کلام انوار کا۔

اور اگر تم یون کہو کہ ایک ہی چیز ایک وقت مین غیر واجب اور
دوسرے وقت مین واجب کیسے ہوسکتی ہے شریعت تو ایک ہی ہے
پھر تمھارا یہ کہنا کہ اقتدا مجتہد مستقل کا پہلے غیر واجب تہا پھر واجب
ہو گیا مخالف اور ساقط ہے۔ اس اعتراض کے جواب مین
مین کہتا ہون کہ واجب اصلی تو یہ ہے کہ امت مین ایسا شخص
ہو کہ فرعی احکام کو مع تفصیلی دلیلونکے پہچانتا ہو اس بات پر
سب اہل حق کا اتفاق ہے اور جس بات پر واجب
موقوف ہوتا ہے وہ بھی واجب ہوتی ہے اور جس
صورت مین کہ واجب کے چند طریق ہون تو اونمین سے
ایک غیر معین کا حاصل کرنا واجب ہے اور جب وسکا
ایک ہی طریق ہو تو خاص اوسی طریق کا حاصل کرنا
واجب ہے مثلا جب آدمی سخت بھوک مین مبتلا ہو

مخافة منها الهلاك وكان لدفعها مخمصة
طرق من شراء الطعام والتقاط الفواكه
من الصحراء واصطياد ما يتقوت به جميع
تحصيل شيء من هذه الطرق لا على التعيين
فاذا وقع في مكان ليس هناك صيد ولا فواكه
وجب عليه بذل المال في شراء الطعام
وكذلك كان للسلف طرق في تحصيل
هذا الواجب وكان الواجب تحصيل طريق من
تلك الطرق لا على التعيين ثم انسدت
تلك الطرق الا طريق واحد فوجب ذلك
الطريق بخصوصه وكان السلف لا يكتبون
الحديث ثم صار يومنا هذا كتابة الحديث
واجبة لان رواية الحديث لا سبيل لها اليوم
الا معرفة هذه الكتب وكان السلف لا يشتغلون
بالنحو واللغة وكان لسانهم عربيا لا يحتاجون
الى هذه الفنون ثم صار يومنا هذا معرفة اللغة
العربية واجبة لبعد العهد عن العرب الاول و
شواهد ما نحن فيه كثيرة جدا وعلى هذا ينبغي ان
يقاس وجوب التقليد لامام بعينه فانه قد يكون
واجبا وقد لا يكون واجبا فاذا كان انسان
جاهل في بلاد الهند وبلاد ما وراء النهر

کہ اوس سے مرنیکا ڈر ہو تو بھوک دور کرنیکے چند طور مین
جیسے کہانا مول لینا اور جنگل سے میوہ نکال چننا اور قوت کی چیز
کو شکار کرنا پس ان طریقون مین سے کسی چیز غیر معین کا
بہم پہونچانا واجب ہی اور اگر بہوکا ایسی جگہ مین ہو کہ وہان
شکار اور میوے نہون تو اوسپر مال کا خرچ کرنا کہانے کی خریدنے
مین واجب ہی اسی طرح سلف کو اس واجب اصلی کے
حاصل کرنے مین چند طریق تھے اور ایک طریق غیر معین کا
حاصل کرنا اون پر واجب تہا پھر یہ سب طریق مسدود
ہو گئے صرف ایک طریق رہ گیا تو وہی خاص ایک طریق
واجب ہو گیا — مثلا سلف کا دستور تہا کہ حدیث کو
نہ لکھتے تھے پہر آج حدیث کا لکھنا واجب ہی اسلئے کہ روایت
حدیث کے واسطے آج کوئی سبیل سوا ان کتابونکے جاننے
کی نہین ہی — اور سلف کا دستور تہا کہ علم نحو اور لغت مین
مشغول نہوتے تھے اور اونکی زبان عربی تھی ان فنونکے
محتاج نتھے پہر ہمارے وقت مین لغت عربی کا جاننا واجب ہو گیا
کیونکہ عرب اول کا زمانہ دور پڑ گیا — اور جس بات کی ہم
تقریر کر رہے ہین اوسکے شاہد نہایت کثرت سے ہین
اور اسی پر تقلید ایک امام معین کی واجب ہونے کو قیاس
کرنا چاہئیے کیونکہ تقلید امام معین کبھی واجب ہوتی
ہی اور کبھی واجب نہین ہوتی مثلا جب جاہل آدمی
ہندوستان کے ممالک اور ماوراء النہر کے شہرون مین ہو

ولیس هنا عالم شافعی ولا مالکی ولا
حنبلی ولا کتاب من کتب هذه المذاهب
وجب علیه ان یقلد مذهب ابی حنیفة ویحرم
علیه ان یخرج من مذهبه لانه حینئذ یخلع
من عنقه ربقة الشریعة ویبقی سدی مهملا بخلاف
ما اذا کان فی الحرمین فانه یتیسر له هناک معرفة
جمیع المذاهب ولا یکفیه ان یاخذ بالظن من غیر
ثقة ولا ان یاخذ من السنة العوام ولا ان یاخذ من
کتاب غیر مشهور کما ذکر کل ذلک فی النهر الفائق شرح کنز الدقائق

واعلم ان المجتهد المطلق من جمع خمسة من العلوم
قال النووی فی المنهاج وشرط القاضی مسلم مکلف
حر ذکر عدل سمیع بصیر ناطق کاف مجتهد وهو
ان یعرف من القرآن والسنة ما یتعلق بالاحکام
وخاصه وعامه ومجمله ومبینه وناسخه ومنسوخه
ومتواتر السنة وغیرها والمتصل والمرسل وحال
الرواة قوة وضعفا ولسان العرب لغة ونحوا
واقوال العلماء من الصحابة ومن بعدهم اجماعا
واختلافا والقیاس بانواعه ثم اعلم ان المجتهد
قد یکون مستقلا وقد یکون منتسبا الی
المستقل والمستقل من امتاز عن
سائر المجتهدین بثلاث خصال

اور کوئی عالم شافعی اور مالکی اور حنبلی وہاں نہو اور نہ ان
مذہبونکی کوئی کتاب ہو تو اوسپر واجب ہے کہ تقلید امام ابو حنیفہ
کی کرے اور اوسپر حرام ہے کہ مذہب امام ابو حنیفہ سے باہر نکلے کیونکہ
اسصورتمین شریعت کا پھندا اپنی گردن سے نکالکر مہمل بیکار
رہجائیگا بخلاف اوس صورت کے کہ حرمین مین ہو کیونکہ وہاں
اوسکو سب مذہبونکا پہچاننا ممکن ہے اور اوسکو یہ کافی نہین
بدون وثوق کے گمان پر عمل کرے اور نہ یہ کہ عوام کی زبان
سے کوئی بات اختیار کرے اور نہ یہ کہ کسی کتاب غیر مشہور سے کوئی قول
لے چنانچہ یہ سب باتین نہر الفائق شرح کنز الدقائق مین مذکور ہین

اور جاننا چاہئے کہ مجتہد مطلق وہ ہے جو پانچ علمونکا حاوی ہو
چنانچہ نووی نے منہاج مین کہا ہے کہ قاضی کی شرط ہے کہ مسلمان
عاقل بالغ آزاد مذکر عادل شنوا بینا گویا کافی مجتہد ہو اور
مجتہد پانچ باتونکا واقف ہے **اول** قرآن اور حدیث
متعلق باحکام کو اور اونکی خاص و عام اور مجمل اور مبین اور ناسخ
اور منسوخ کو پہچانے۔ **دوم** حدیث کی متواتر اور غیر متواتر اور متصل
اور مرسل اور راویون کی قوت اور ضعف کا حال جانتا ہو۔
سوم عربی زبان کو لغت اور نحو کی راہ سے واقف ہو **چہارم**
اقوال علمائے صحابہ و تابعین کو اجماع اور اختلاف کی لحاظ سے جانتا ہو
پنجم قیاس کے سب قسموں سے آگاہ ہو پھر یہ معلوم کرو کہ مجتہد کبھی
مستقل ہوتا ہے اور کبھی منتسب مستقل اور مجتہد مستقل وہ ہے کہ باقی
مجتہدون سے تین باتونمین امتیاز رکھتا ہو جیسے یہ بات

كما ترى ذلك فى الشافعى ظاهر آحدها
ان يتصرف فى الاصول والقواعد التى
يستنبط منها الفقه كما ذكر ذلك فى اوائل
الام حيث عد صنيع الاوائل فى استنباطهم
واستدرك عليهم كما اخبرنا شيخنا ابو طاهر محمد
بن ابراهيم المدنى عن شيخيه المكيين الشيخ
حسن بن على العجيمى والشيخ احمد النخلى عن الشيخ
محمد بن العلاء البابلى عن ابراهيم بن ابراهيم
اللقانى وعبد الرؤف الطبلاوى عن الجلال
ابى الفضل السيوطى عن ابى الفضل المرجانى
اجازة عن ابى الفرج الغزى عن يونس
بن ابراهيم الدبوسى عن ابى الحسن بن
المقير عن الفضل بن سهل الاسفراينى عن
الحافظ الحجة ابى بكر احمد بن على الخطيب نا
ابو نعيم الحافظ ثنا ابو محمد عبد الله بن محمد بن
جعفر بن حيان ثنا عبد الله بن محمد بن يعقوب
ثنا ابو حاتم يعنى الرازى ثنى يونس بن عبد الاعلى
قال قال محمد بن ادريس الشافعى الاصل قرآن
وسنة فان لم يكن فقياس عليهما واذا اتصل الحديث
عن رسول الله صلى الله عليه وسلم
وصح الاسناد منه فهو سنة

امام شافعی مین ظاہر دیکھتے ہو - اول یہ کہ اون اصول
اور قواعد مین جن سے فقہ کا استنباط ہوتا ہی تصرف کرو چنانچہ
امام شافعی نے اسکو کتاب ام کے شروع مین ذکر کیا ہی کہ پہلے
لوگون کے فعل درباره اونکی استنباط کی بیان کئے پہر اونکی ترمیم
کی اور جیسی ہمکو خبر دی ہمارے اوستاد ابو طاہر محمد بن ابراہیم
مدنی نے کہ وہ روایت کرتے ہین اپنے دو مکی اوستادون شیخ
حسن بن علی عجیمی اور شیخ احمد نخلی سے اور وہ روایت کرتے ہین
شیخ محمد بن علا بابلی سے اور وہ ابراہیم بن ابراہیم
لقانی اور عبد الرؤف طبلاوی کی اور وہ دونو جلال ابو الفضل
سیوطی سے اور وہ ابو الفضل مرجانی سے اجازت کی طور
پر اور وہ ابو فرج غزی سے اور وہ یونس بن ابراہیم
دبوسی سے اور وہ ابو الحسن بن مقیر سے اور وہ فضل
بن سہل اسفراینی سے اور وہ حافظ حجت ابو بکر
احمد بن علی خطیب سے اونہون نے کہا کہ حدیث کی ہمسے حافظ
ابو نعیم نے کہا کہ حدیث کی ہمسے ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن جعفر
بن حیان نے کہا کہ حدیث کی ہمسے عبد اللہ بن محمد بن یعقوب
نے کہا کہ حدیث کی ہمسے ابو حاتم یعنی رازی نے کہا کہ بیان کیا
مجھے یونس بن عبد الاعلی نے کہا کہ محمد بن ادریس یعنی امام شافعی
نے کہا کہ اصل قرآن اور حدیث ہی اور اگر نہو تو اون دونو پر قیاس
کرنا ہی اور جب حدیث رسول خدا صلعم کی متصل ہو اور اوسکے
اسناد آنحضرت صلعم سے صحیح ہو تو وہ سنت ہے

والاجماع اكبر من خبر المفرد والحديث على
ظاهره واذا احتمل المعاني فما اشبه
منها ظاهره اولىها به واذا تكافأت الاحاديث
فاصحها اسنادا اولىها وليس المنقطع بشيء
ما عدا منقطع ابن المسيب ولا
يقاس اصل على اصل ولا يقال
في الاصل لم وكيف وانما يقال
للفرع لم فاذا صح قياسه على
الاصل صح وقامت به الحجة انتهى
وثانيها ان يجمع الاحاديث
والآثار فيحصل احكامها
ويتنبه لمآخذ الفقه منها ويجمع
مختلفها ويرجح بعضها على بعض
ويعين بعض محتملها وذلك قريب
من ثلثي علم الشافعي فيما نرى والله
اعلم وثالثها ان يفرع
التفاريع التي ترد عليه مما لم يسبق
بالجواب فيه من القرون المشهود
لها بالخير وبالجملة فيكون
كثير التصرفات
في هذه الخصال

اور اجماع خبر مفرد سے بڑھکر ہو۔ اور حدیث اپنی ظاہر پر
محمول ہوتی ہی اور جب بہت سے معنونکا احتمال رکھتی ہو
تو اونمین سے جو ظاہر حدیث کی زیادہ مشابہ ہو وہ معنی سب
معنونسے اولیٰ ہین۔ اور جب بہت سی حدیثین ہم پلہ متعارض
ہون تو جسکے اسناد زیادہ صحیح ہو تو وہ اونمین اولیٰ ہی۔ اور
حدیث منقطع سوا منقطع ابن مسیب کے کوئی چیز نہین۔
اور ایک اصل کو دوسری اصل پر قیاس نکیا جاوے۔
اور اصل مین یہ بات نکہی جاوی کہ کس وجہ سے اور کیونکر ہی
بلکہ فرع مین کہنا چاہیے کہ کیون ہو۔ اور جب فرع کا قیاس اصل
پر درست ہو تو وہ فرع صحیح ہی اور اوس سے حجت ہو سکتی ہی کلام
شافعی کا ختم ہوا۔ **دوسری** بات مجتہد مستقل کی یہ ہی
کہ احادیث اور آثار کو جمع کرے اور اونکی احکام کو بہم
پہونچاوے اور اونمین سے ماخذ فقہ پر واقف ہو اور اونمین
سے مختلف کی تطبیق کرے اور بعض کو بعض پر ترجیح دی
اور بعض احتمالات کو معین کرے اور یہ بات ہمارے خیال
مین علم امام شافعی کے دو تہائی کے قریب ہی واللہ اعلم۔
تیسری بات مجتہد مستقل کی یہ ہی کہ جو مسائل اوسکو
ایسے پیش ہون جنکا جواب پہلے نہین ہوا یعنی تینون
قرنون مین جنکے بہتر ہونیکی شہادت ہو چکی ہی اون
مسائل کے تفریعات نکالے یعنی جواب دے حاصل یہ کہ ان
تینون باتون مین اوسکا بہت سا تصرف ہو۔

فائقا على اقرانه سابقا فى حلبة
رهانه مبرزا فى ميدانه وخصلة
رابعة تتلوها وهى ان ينزل له
القبول من السماء فيقبل الى علمه
جماعات من العلماء من المفسرين
والمحدثين والاصوليين وحفاظ
كتب الفقه ويمضى على ذلك القبول
والاقبال قرون متطاولة حتى
يدخل ذلك فى صميم القلوب
والمجتهد المطلق المنتسب هو المقتدى بالمستقل
فى الخصلة الاولى الجارى مجراه فى الخصلة
الثانية والمجتهد فى المذهب هو
الذى سلم منه الاولى والثانية
وجرى مجراه فى التفريع على منهاجه
ولنضرب لذلك مثلا فنقول لكل من
تطبب فى هذه الازمنة المتاخرة اما ان يكون
يقتدى باطباء يونان وباطباء الهند فهم بمنزلة
المجتهد المستقل ثم ان كان هذا المتطبب قد عرف
خواص الادوية وانواع الامراض وكيفية ترتيب
الاشربة والمعاجين بحيث يتمكن من ذلك من
تتبعهم حتى صار على يقين من امره من غير تقليد

اور اوسمین اپنے ہم سرون پر فوقیت اور میدان مسابقت
مین گوی سبقت رکھتا ہو اور اس معرکہ مین سب سے
بڑھا ہوا ہو۔ اور تین باتونکے بعد ایک چوتھی بات اوسکے
لگی ہوی یہ ہو کہ اوسکے لئے مقبول ہونا آسمان سے
اوترے کہ اوسکے علم کیطرف علمای مفسرین اور محدثین
اور ارباب اصول اور کتب فقہ کی حافظ گروہ کے گروہ
جھک پڑین اور اس مقبولیت اور علما کے متوجہ ہونے پر
زمانہای دراز گذر جاوین یہانتکہ یہ قبول دلونکی
تہ مین گھس جاے۔

اور مجتہد مطلق منتسب وہ پیروی کرنیوالا ہو کہ مجتہد
مستقل کی اول بات کو مانتا ہو اور دوسری بات مین
اوسکی روش اختیار کرتا ہو۔ اور مجتہد فی المذہب وہ ہی
جو مجتہد مستقل کی پہلی اور دوسری بات مانتا ہو اور تیسری بات
مین یعنی تفریع مسائل مین اوسکی چال چلتا ہو۔ اور تینون
قسم کے مجتہدونکے سمجھانے کیلئے ہم مثال بیان کرتے ہین اور
کہتے ہین کہ ان پچھلے زمانون مین جو کوئی طبابت کرتا ہو تو خواہ
یونان کے طبیبونکا اقتدا کرتا ہو یا ہند کے طبیبونکا تو یونان اور ہند
کے پہلے طبیب ایسے ہین جیسے مجتہد مستقل۔ پھر یہ طبیب مقتدی
اگر دواونکے خواص اور مرضونکے اقسام اور شربتون اور معجونونکی
بنانیکی کیفیت اپنی عقل سے جانی اسطرح کہ پہلے اطبا کی تقلید کرکے
ایسا آگاہ ہو جاوے کہ اس بارہ مین بدون تقلید کے اوسکو یقین ہوا

۵ یعنی مجتہد مستقل نے جو تصرفات مجمل اور قواعد مین کئے ہین ان کو بدستور رکھتا ہو اپنی طرف سے کچھ بھی تبدیلی نہین کرتا ۱۲

۶ یعنی ماخذ قواعد معلوم کرنا اور تطبیق ادلہ کرنا اور مجتہد مذہب میں یہ بات نہین ہے نص جگہ نہ ملی تو تفریع کرتا ہو ۱۲

واقدر على ان يفعل كما فعلوا فيعرف خواص
العقاقير التي لم يسبق بالتكلم فيها و
يبين اسباب الامراض وعلاماتها ومعالجاتها
مما لم يصرح السابقون من الحكماء الاول
في بعض ما تكلموا اقل ذلك منه او كثر
فهو بمنزلة المجتهد المطلق المنتسب وان
سلم ذلك منهم من غير يقين كامل
وكان اكثرهم توليد الاشربة والمعاجين
من تلك القواعد الممهدة كاكثر
متطببة هذه الازمنة المتاخرة
فهو بمنزلة المجتهد في المذهب وكذلك
كل من نظم الشعر في هذه الازمنة اما
ان يقتدي في ذلك باشعار العرب ويختار
اوزانهم وقوافيهم واساليب قصائدهم او
باشعار العجم فهو بمنزلة المجتهد المستقل
ثم ان كان هذا الشاعر مخترعا لانواع
من الغزل والتشبيب والمدح والهجو والوعظ
اتى بالعجب العجاب في الاستعارات والبدائع ونحوها
مما لم يسبق الى مثله بل تنبه لاسرار بعض
سبقهم فالحق النظير بالنظير وقاس الشيء بالشيء
وقدر على ان يخترع بحرا لم يتكلم فيه من قبله

اور اس بات پر قادر ہو کہ جیسا اونہوں نے کیا خود کرلی یعنی
دواؤن کے خواص کہ پچھلے طبیبوں نے اونمین گفتگو نہین کی
پہچان لی اور بیماریونکے اسباب اور علامات اور علاج کہ پہلون
نے صاف نہین کیے اونکو بیان کردی اور بعض امور مین کہ پچھلے
طبیبون نے کلام کیا ہی اونکی مخالفت کرے خواہ یہ مخالفت کم ہو
یا زیادہ تو ایسا شخص بمنزلہ مجتہد مطلق منتسب کے ہی اور اگر یہ باتین
پچھلے لوگونکی بدون یقین کامل کے تسلیم کرے اور اوسکی بڑی
غرض شربتون اور معجونونکا بنانا اونہی قواعد کے بموجب ہو
جو پہلے ہو چکے ہون جیسے اکثر طبیب ان پچھلے وقتونکے ہین تو ایسا
شخص بجاے مجتہد فی المذہب کے ہی اسیطرح جو کوئی اس زمانہ
مین شعر نظم کرتا ہی یا تو اس باب مین شعراے عرب کے
اقتدا کرتا ہو اور اونکے وزن اور قافیے اور قصیدے کی
طور پسند کرتا ہی یا شعراے عجم کا اقتدا کرتا ہو تو شعراے
عرب اور عجم بجاے مجتہد مستقل کے ہین پھر اگر یہ حال
کا شاعر اقسام غزل اور تشبیب اور مدح اور ہجو اور وعظ
کا موجد ہو اور استعارات بدائع وغیرہ کو عجیب و غریب
ڈھنگ سے لاوے کہ پچھلے اوس جیسا کسی نے نہ کیا ہو بلکہ
خود اس ڈھنگ کو پچھلونکے بعض صنعتوں سے واقف ہو کر
نکالا ہو اور نظیر کو نظیر پر ڈھالا اور ایک چیز کو دوسری چیز
پر قیاس کرلیا ہو اور اس بات پر قادر ہو کہ ایسی بحر
ایجاد کرے جسمین پہلے کسی نے شعر نہین کہا

او اسلوبا جديدا كنظم المثنوي والرباعية ورعاية الرديف اعني كلمة تامة يعيدها في كل بيت بعد القافية يفعل كل ذلك في الشعر العربي فهو بمنزلة المجتهد المطلق المنتسب وان لم يكن مخترعا وانما يتبع طرقهم فقط فهو بمنزلة المجتهد في المذهب وهكذا الحال في علم التفسير والتصوف وغيرهما من العلوم

فان قلت ما السبب في ان الاوائل لم يتكلموا في اصول الفقه كثير كلام فلما نشأ الشافعي تكلم فيها كلاما شافيا وافاد واجاد قلت سببه ان الاوائل كان يجتمع عند كل واحد منهم احاديث بلده وآثاره ولا يجتمع احاديث البلاد فاذا تعارضت عليه الادلة في احاديث بلده حكم في ذلك التعارض بنوع من الفراسة بحسب ما تيسر له فلما اجتمع في عصر الشافعي احاديث البلاد جميعا فوقع التعارض في احاديث البلاد ومختارات فقهائها مرتين

یا کوئی نیا ڈہنگ نکالے مثلاً مثنوی اور رباعی کا بنانا اور ردیف کا التزام کرنا یعنی کسی پورے کلمہ کو ہر بیت میں بعد قافیہ کے مکرر لانا اور یہ سب باتیں شعر عربی میں کرے تو وہ بمنزلہ مجتہد مطلق منتسب کے ہے اور اگر شاعر حال موجد نہین بلکہ صرف پچھلے شاعرونکے طریقونکی پیروی کرتا ہی تو وہ بجاے مجتہد فی المذہب کے ہی۔ اور ایسا ہی حال علم تفسیر اور تصوف اور اونکے سوا دوسرے علوم مین ہی۔

اور اگر یہ کہو کہ اسکا کیا سبب کہ پچھلے لوگونے اصول فقہ مین بہت کلام نہین کیا اور جب امام شافعی پیدا ہوے تو اونہونے اصول مین کلام شافی کیا اور فائدہ پہونچایا اور خوب بیان کیا تو مین کہتا ہون کہ اسکا سبب یہ تھا کہ سلف مین سے ہر ایک کے پاس اوسی کے شہر کی حدیثین اور آثار جمع تھے سب شہرونکی حدیثین مجتمع نتھین جب اونکے پاس دلیلین متعارض ہوتین یعنی اونکے شہر کی حدیثو مین اختلاف ہوتا تو وہ اس اختلاف مین ایک قسم کی فراست سے جیسے اونکو بن سکتا حکم کردیتا۔ پہر امام شافعی کے زمانہ مین سب شہرونکی حدیثین ایک جا اکٹھی ہوئین اور شہرون کی حدیثون مین اور اونکے فقہا کے اقوال مختارہ مین دو صورت سے اختلاف ہوا

مرة فيما بين احاديث بلد و احاديث بلد آخر ومرة في احاديث بلد واحد فيما بينها وانتصر كل رجل لشيخه فيما رأى من الفراسة فاتسع الخرق وكثر الشغب وهجم على الناس من كل جانب من الاختلاف ما لم يكن بحساب فبقوا متحيرين مدهوشين لا يستطيعون سبيلا حتى جاءهم تائيد من ربهم فالهم الشافعي قواعد جمع بها بين المختلفات وفتح لمن بعده بابا اي باب

وانقرض المجتهد المطلق المنتسب في مذهب الامام ابي حنيفة بعد المائة الثالثة وذلك لانه لا يكون الا محدثا جهبذا واشتغالهم بعلم الحديث قليل قديما وحديثا وانما كان فيه المجتهدون في المذهب وهذا الاجتهاد اراده من قال ادنى الشروط للمجتهد حفظ المبسوط

وقل المجتهد المنتسب في مذهب مالك وكل من كان منهم بهذه المنزلة فانه لا يعد تفرده وجها في المذهب كابي عمر المعروف بابن عبد البر والقاضي ابي بكر ابن العربي

ایک یہ کہ ایک شہر کی حدیثون اور دوسرے شہر کے حدیثون مین ہوا دوسرے یہ کہ ایک شہر کی حدیثون مین باہم اختلاف ہوا اور ہر شخص نے اپنے اوستاد کی حمایت اوسکے قول مین کی جو اوس نے فراست سے تجویز کیا تھا غرض کہ خرخشہ بڑھ گیا اور شاخین بہت ہو گئین اور لوگون پر ہر طرف ایسا اختلاف آپڑا جسکا کچھ حساب نہ تھا لہذا لوگ حیران اور مدہوش ہو گئے کہ کوئی راہ نہ پا سکتے تھے یہانتک کہ اونکو اونکے پروردگار کی طرف سے مدد پہنچی یعنے امام شافعی کے دل مین وہ قاعدے ڈالے گئے جنسے اونہون نے مختلف حدیثون کی تطبیق کی اور پچھلون کیلئے دروازہ عجیب طرحکا کھول دیا۔

اور مجتہد مطلق منتسب مذہب امام ابو حنیفہ مین تیسری صدی کے بعد نہ رہا اور اسکی وجہ یہ ہے کہ ایسا مجتہد نہین ہوتا مگر وہی شخص جو محدث بڑا جید ہو اور حنفی علما کا مشغول ہونا علم حدیث مین پہلے سے اور حال مین کم رہا ہے اوس مذہب مین مجتہد فی المذہب ہی ہوا کئے ہین اور جس شخص نے کہا ہے کہ مجتہد کی کم سے کم شرط یہ ہے کہ مبسوط یاد کرلے اوسکی مراد یہی اجتہاد فی المذہب ہے۔

اور امام مالک کے مذہب مین مجتہد منتسب کم ہوئے اور جو کوئی اونمین سے اس مرتبہ کا ہوا اوسکا منفرد ہونا مذہب کی کوئی وجہ نہین گنی جاتی جیسے ابو عمر کہ ابن عبد البر کے نام سے معروف ہے اور جیسے قاضی ابو بکر بن عربی

واما مذهب احمد فكان قليلا قديما
وحديثا وكان فيه المجتهدون طبقة
بعد طبقة الى ان انقرض في المائة التاسعة
واضمحل المذهب في اكثر البلاد اللهم الا ناس
قليلون بمصر وبغداد ومنزلة مذهب
احمد من مذهب الشافعي بمنزلة مذهب
ابي يوسف ومحمد من مذهب ابي حنيفة الا
ان مذهبه لم يجمع في التدوين مع مذهب
الشافعي كما دون مذهبهما مع مذهب
ابي حنيفة فلذلك لم يعدا مذهبا واحدا
فيما نرى والله اعلم وليس تدوينه
مع مذهبه عسيرا
على من تلقاهما
على وجههما

واما مذهب الشافعي فاكثر المذاهب
مجتهدا مطلقا ومجتهدا في المذهب
واكثر المذاهب اصوليا ومتكلما
واوفرها مفسرا للقرآن وشارحا للحديث واشدها
اسنادا ورواية واقواها ضبطا لنصوص
الامام واشدها تمييزا بين
اقوال الامام ووجوه الاصحاب

اور امام احمد کے مذہب کا یہ حال ہے کہ وہ پہلے بھی اور اب
بھی کم رہا ہے اور اوسمین مجتہد ہر طبقہ مین ہوئے یہانتک کہ
نوین صدی مین موقوف ہو گئے اور بہت سے شہرونمین
یہ مذہب سست ہو گیا ہان کچھ آدمی مصر اور بغداد مین
ہین اور امام احمد کے مذہب کی نسبت امام شافعی کے
مذہب سے ایسی ہے جیسے ابو یوسف اور محمد کے مذہب کی
نسبت امام ابو حنیفہ کے مذہب سے ہے اتنا فرق ہے کہ امام احمد کا
مذہب لکھنے مین امام شافعی کے مذہب کے ساتھ اکٹھا
نہین کیا گیا جیسے صاحبین کا مذہب امام ابو حنیفہ کے
مذہب کے ساتھ لکھا گیا اسیوجہ سے ہمارے خیال مین
امام احمد اور امام شافعی کا مذہب ایک مذہب نہین گنا گیا
واللہ اعلم اور امام احمد کے مذہب کو امام شافعی کے مذہب
کے ساتھ لکھنا اوس شخص پر دشوار نہین جسنے دونو
مذہبون کو درستی سے سیکھا ہو۔

اور مذہب امام شافعی کا یہ حال ہے کہ اوسمین مجتہد
مطلق اور مجتہد فی المذہب اور اصولی اور اہل
کلام اور قران کے مفسر اور حدیث کے شارح اور
مذہبونکی نسبت بہت زیادہ ہوئے اور یہہ مذہب
اسناد اور روایت مین اور ونسے درست تر اور
تصریحات امام کی ضبط کرنے مین قوی تر اور
اقوال امام کو وجوہ اصحاب سے علیحدہ کرنے مین نہایت سخت

واكثرها اعتناء بترجيح بعض الاقوال
والوجوه على بعض وكل ذلك لا يخفى
على من مارس المذاهب واشتغل بها وكان
اوائل اصحابه مجتهدين بالاجتهاد المطلق
ليس فيهم من يقلده فى جميع مجتهداته
حتى نشأ ابن سريج فاسس قواعد
التقليد والتخريج ثم جاء
اصحابه يمشون فى سبيله
وينسجون على منواله ولذلك
يعد من المجددين على رأس المائتين والله اعلم
ولا يخفى عليه ايضا ان مادة مذهب
الشافعى من الاحاديث والآثار
مدونة مشهورة مخدومة ولم يتفق
مثل ذلك فى مذهب غيره فمن مادة مذهبه كتاب
الموطا وهو وان كان متقدما على الشافعى فان الشافعى
بنى عليه مذهبه وصحيح البخارى وصحيح مسلم
وكتب ابى داود والترمذى وابن ماجة والدارمى
ثم مسند الشافعى وسنن النسائى وسنن
الدارقطنى وسنن البيهقى وشرح السنة
للبغوى اما البخارى فانه وان كان منتسبا الى الشافعى
موافقا له فى كثير من الفقه

اور بعض اقوال اور وجوہ کو بعض پر ترجیح دینے کے اہتمام میں
سب سے زیادہ ہی اور یہ سب باتین اوس شخص پر پوشیدہ
نہین جسنے مذہبونکی مزاولت کی اور اونمین مشغولی کی ہی
اور امام شافعی کے پہلے شاگرد سب مجتہد مطلق تھے اونمین
کوئی ایسا نتھا کہ امام کے سب اجتہادی مسائل مین
امام کی تقلید کرتا ہو یہانتک کہ ابن سریج پیدا ہوا اونے تقلید
اور تخریج کے قاعدونکی بنیاد ڈالی پھر اونکے شاگرد آئے کہ
اونکی راہ چلے اور اونکا ڈھنگ اختیار کیا اسی لئے ابن سریج
کو اون مجددون مین گنا جاتا ہی جو صدیونکے شروع پر
ہوتے ہین واللہ اعلم۔
اور مذاہب کے ماہر پر یہ بات بھی پوشیدہ نہین کہ مذہب
شافعی کی اصل احادیث اور آثار سے مرقوم اور مشہور
ہی جنکی خدمت علمانے کی ہی اور ایسی بات دوسرے مذہب
مین واقع نہین ہوئی مثلا اونکے مذہب کی اصل
کتاب موطا ہی اگرچہ وہ شافعی سے پہلے کی ہی لیکن شافعی
نے اوسپر اپنے مذہب کی بنا ڈالی اور نیز اونکے مذہب کی
اصل یہ کتابین ہین صحیح بخاری و صحیح مسلم اور ابوداود
اور ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی پھر مسند شافعی اور
سنن نسائی اور سنن دارقطنی اور سنن بیہقی اور بغوی
کی شرح سنہ۔ انمین سے بخاری اگرچہ منسوب
بشافعی اور بہت سے فقہ مین اونکے موافق ہے

٧٩

فقد خالفه ايضاً في كثير ولذلك لا يعد
ما تفرد به من مذهب الشافعي واما ابو داؤد
والترمذي فهما مجتهدان منتسبان الى
احمد واسحٰق وكذلك ابن ماجة والدارمي
فيما نرى والله اعلم واما مسلم وابو العباس الاصم
جامع مسند الشافعي والام والذين ذكرناهم
بعد فهم منفردون لمذهب الشافعي يناضلون دونه
واذا احطت بما ذكرناه اتضح عندك ان من
عادى مذهب الشافعي يكون محروماً عن منصب
الاجتهاد المطلق وان علم الحديث
قد ابى ان يناصح لمن لم يتطفل
على الشافعي واصحابه

ع

وكن طفيليهم على ادب
فلا ارى شافعاً سوى الادب

باب حكاية ما حدث في الناس بعد المائة الرابعة

ثم بعد هذه القرون كان ناس اخرون
ذهبوا يميناً وشمالاً وحدث فيهم
امور منها الجدل والخلاف في علم الفقه
وتفصيله على ما ذكره الغزالي انه

پھر بھی بہت سی باتوں میں اونکا خلاف کیا ہی اور اسیوجہ سے
جن مسائل میں وہ علحدہ ہوگئے ہیں وہ مسائل امام شافعی
کے مذہب کے شمار نہیں ہوتے اور ابوداؤد اور ترمذی دونو
مجتہد ہیں اور منسوب امام احمد اور اسحٰق کیطرف اور اسیطرح
ہمارے خیال میں ابن ماجہ اور دارمی ہیں واللہ اعلم
اور مسلم اور ابو عباس اصم جنھنے مسند شافعی اور کتاب ام کو
جمع کیا ہی اور وہ لوگ جنکا ذکر ہمنے بعد مسند شافعی کے
کیا ہی وہ لوگ مذہب شافعی سے علحدہ ہیں جو اونکے
اصول کے سوا دوسرے اصول رکھتے ہیں۔ اور جب تم ہماری
تقریر پر خوب واقف ہو جاؤگے تو تمکو واضح ہوگا کہ جو کوئی
مذہب شافعی سے دشمنی رکھتا ہی تو وہ اجتہاد مطلق کے رتبہ سے
محروم ہی اور علم حدیث اس بات کا منکر ہی کہ ایسے شخص کی
خیر خواہی کرے جو شافعی اور اونکے ہمراہیوں کا طفیلی نہ بنے

ع ادب کی راہ سے ان لوگوں کا طفیلی بن ۔
سفارشی میں نہیں دیکھتا ادب کے سوا۔

باب اون باتوں کے بیان میں جو چوتھی صدی کے بعد لوگوں میں پیدا ہوئیں۔

پھر ان قرنوں کے بعد دوسرے لوگ ہوئے جو
ادہر ادہر گئے اور ان میں بہت سے امور پیدا ہوئے
اول لڑائی جھگڑا علم فقہ میں اور اوسکی تفصیل
امام غزالی کی بیان کے موافق یہ ہی۔

لما انقرض عهد الخلفاء الراشدين المهديين وافضت
الخلافة الى قوم تولوها بغير استحقاق
ولا استقلال لعلم الفتوى والاحكام
فاضطروا الى الاستعانة بالفقهاء والى استصحابهم
فی جمیع احوالهم وقد کان بقی من العلماء من هو
مستمر على الطراز الاول وملازم صفو الدين
فكانوا اذا طلبوا هربوا واعرضوا فرأى اهل
تلك الاعصار عز العلماء واقبال الائمة عليهم مع
اعراضهم فاشرأبوا لطلب العلم توصلا الى
نيل العز ودرك الجاه فاصبح الفقهاء بعد
ان كانوا مطلوبين طالبين وبعد ان كانوا
اعزة بالاعراض عن السلاطين اذلة
بالاقبال عليهم الا من وفقه الله وقد كان
من قبلهم قد صنف ناس في علم الكلام واكثروا
القيل والقال والايراد والجواب وتمهيد طريق
الجدال فوقع ذلك منهم بموقع من قبل ان
كان من الصدور والملوك من مالت نفسه الى
المناظرة في الفقه وبيان الاولى من مذهب الشافعي
وابي حنيفة فترك الناس الكلام وفنون العلم واقبلوا على
المسائل الخلافية بين الشافعي وابي حنيفة على الخصوص
وتساهلوا في الخلاف مع مالك وسفيان واحمد بن حنبل

کہ جب خلفائے راشدین مہدیین کا زمانہ گذر گیا تو نوبت
خلافت ایسے لوگون کو پہنچی جو بدون استحقاق حاکم ہوئے اور علم
فتوی اور احکام کو خوب نجانتے تھے لہذا فقہا سے مدد لینے اور
اپنی سب حالتون مین اونکو ساتھ رکھنے کیلیے مجبور ہوئے
اور اوس وقت علما مین سے ایسے لوگ باقی تھے جو پہلے ڈہنگ پر
جمے ہوئے اور دین صاف پر اڑے ہوئے تھے جب وہ انکو کوئی
بلاتا تو بہاگتے اور روگردانی کرتے۔ اوس زمانہ کے لوگون نے
علما کی عزت اور باوجود اونکی روگردانی کے حکام کا اونکی
طرف متوجہ ہونا دیکھا لہذا حصول عزت وجاہ کیلیے طلب علم پر
جھک پڑے تو فقہا جو مطلوب تھے طالب بن گئے اور سلاطین سے روگردانی
کیوجہ سے جو عزت رکھتے تھے اونکی طرف متوجہ ہونے سے ذلیل ہوگئے
مگر جنکو اللہ تعالی نے توفیق دی۔ اور اونکے پیشتر کے کچھ لوگ علم
کلام مین تصنیفین کر چکے تھے اور بہت سی گفتگو اور اعتراض
اور جواب اور مناظرہ کے طریق کی تمہید کر چکے تھے ان باتون سے
اونکی خوب بن پڑی پیشتر اسکے کہ رؤسا اور حکام مین سے
ایسے لوگ ہون جنکا دل فقہ مین مناظرہ کرنے اور
مذہب امام شافعی اور امام ابوحنیفہ مین سے بہتر کے
بیان کرنیکی طرف مائل ہو پس بعد حکام کی رغبت کے
لوگون نے علم کلام اور فنون علم دین کو چھوڑ دیا اور خاص
اون مسائل کی طرف متوجہ ہوئے جنمین شافعی اور ابو حنیفہ
کا خلاف ہے اور مالک اور سفیان اور احمد بن حنبل

وغیرهم وزعموا ان مرجعهم استنباط دقائق الشرع وتقریر علل المذهب وتمهید اصول الفتاوی واکثروا فیها التصانیف والاستنباطات وتبحروا فیها انواع المجادلات والتصنیفات وهم مستمرون علیه الی الآن لسنا ندری ما الذی قدر الله تعالی فی ما بعدها من الاعصار انتهی حاصله

واعلم انی وجدت اکثرهم یزعمون ان بناء الخلاف بین ابی حنیفة والشافعی علی هذه الاصول المذکورة فی کتاب البزدوی ونحوه وانما الحق ان اکثرها اصول مخرجة علی قولهم وعندی ان المسألة القائلة بان الخاص مبین ولا یلحقه البیان وان الزیادة نسخ وان العام قطعی کالخاص وان لا ترجیح بکثرة الرواة وانه لا یجب العمل بحدیث غیر الفقیه اذا انسد باب الرای ولا عبرة بمفهوم الشرط والوصف اصلا وان موجب الامر هو الوجوب البتة وامثال ذلک اصول مخرجة علی کلام الائمة

اور اونکے سوا کے خلاف مین چشم پوشی کی - اور یہہ بیان کیا کہ ہماری غرض شریعت کی باریکیون کو نکالنا اور مذہب کے علتون کو ثابت کرنا اور فتاویٰ کے اصول کو مرتب کرنا ہے اور اس باب مین اونھون نے بہت سی تصنیفین اور استنباط تالیف کیے اور اقسام جدال اور تصنیفات ترتیب دیے اور ابتک اسی حال پر چلے جاتے ہین اور ہمکو معلوم نہین کہ آئندہ زمانون مین خداے تعالے نے کیا مقدر کیا ہے حاصل امام غزالی کے قول کا ختم ہوا -

اور جاننا چاہیے کہ مین نے اونمین سے اکثرون کو یہ کہتے ہوے پایا کہ بنا خلاف کی ابو حنیفہ اور شافعی کے درمیان اونہی اصول پر ہے جو کتاب بزدوی وغیرہ مین مذکور ہین اور حق یہی ہے کہ ان مین سے اکثر اصول اونکے قول پر تخریج ہوے ہین - اور میرے نزدیک یہ ہے کہ مسائل مفصلہ ذیل یعنی اول یہہ کہ خاص مبین ہے اور اسکو بیان لاحق نہین ہوتا دوم یہ کہ زیادتی ناسخ ہوتی ہے سوم یہ کہ عام قطعی ہوتا ہے خاص کیطرح چہارم یہ کہ راویونکی کثرت سے ترجیح نہین ہوتی پنجم یہ کہ عمل غیر فقیہ کی حدیث پر واجب نہین جس صورت مین کہ راے کا باب بند ہو ششم یہہ کہ مفہوم شرط اور وصف کا کچھہ اعتبار نہین ہفتم یہ کہ امر کا مضمون یقینی واجب ہوتا ہے اور اسطرح کے اور مسائل ایسے اصول ہین کہ اماموںکے کلام سے نکالے ہوے ہین

یعنی حدیث پر عمل کرنے سے قیاس صحیح کا خلاف لازم آتا ہو

اسکا مطلب یہ ہوا کہ اگر نص مین حکم کسی شرط یا وصف پر معلق کیا گیا ہو تو جس جگہ وہ شرط یا وصف نہ پائی جاوے گی وہان حکم بھی منتفی ہو گا یہ قول شافعیہ کا ہے

٨٢

یعنی حنفیہ کے نزدیک مفہوم معتبر نہین یعنی ضروری نہین کہ جہان شرط اور وصف نہو وہان حکم نہو

یعنی امر کا مضمون وجوب کو چاہتا ہے اور وجوب کے سوا اور کسی چیز کا احتمال نہین رکھتا

وانها لا تصح بها رواية عن ابی حنیفة وصاحبیه وانه لیست المحافظة علیها والتکلف فی جواب ما یرد علیها من صنائع المتقدمین فی استنباطهم کما یفعله البزدوی وغیره احق من المحافظة علی خلافها والجواب عما یرد علیه مثاله انهم اصلوا ان الخاص مبین فلا یلحقه البیان وخرجوا من صنیعهم الاوائل فی قوله تعالی اسجدوا وارکعوا وقوله صلعم لا تجزئ صلاة الرجل حتی یقیم ظهره فی الرکوع والسجود حیث لم یقولوا بفرضیة الاطمینان ولم یجعلوا الحدیث بیانا للایة فورد علیهم صنیعهم فی قوله تعالی وامسحوا برءوسکم ومسحه صلی الله علیه وسلم علی ناصیته حیث جعلوه بیانا وقوله تعالی الزانیة والزانی فاجلدوا الایة وقوله تعالی السارق والسارقة الایة وقوله تعالی حتی تنکح زوجا غیره وما لحقه من البیان بعد ذلک فتکلفوا الجواب

انکی روایت ابو حنیفہ اور صاحبین سے ثابت نہین ہوتی اور ان اصول کی نگاہداشت کرنی اور ان اعتراضات کے جواب مین تکلف کرنا جو ان اصول پر متقدمین کی استنباط کی کارروائی سے پڑتی ہین جیسے بزدوی وغیرہ کرتے ہین لائق تر نہین بہ نسبت نگاہداشت اون اصول کے خلاف اور اوسکے اعتراضات کے جواب کے۔ اوسکی مثال یہ ہے کہ انھون نے قاعدہ ٹھہرایا کہ خاص خود بیان کیا ہوا ہوتا ہے اوسکو بیان نہین لاحق ہوتا اور اس قاعدہ کو پہلے لوگون کے فعل سے نکالا ہے اس آیہ مین اسجدوا وارکعوا یعنی سجدہ کرو اور رکوع کرو اور اس حدیث مین کہ آدمی کی نماز کافی نہین ہوتی جبتک وہ اپنی پشت رکوع اور سجدہ مین برابر نکرے یعنے اس حدیث سے اطمینان کو فرض نہ جانا کہ قائل نہین ہوے اور حدیث کو آیت کا بیان نہ ٹھہرایا تو اونکے اس فعل پر اعتراض ہوا اس آیہ مین وامسحوا برءوسکم یعنے مسح کرو اپنے سر پر اور حدیث مین آنحضرت صلعم کے مسح کرنیکو موے پیشانی پر کہ بیان حدیث کو بیان آیہ کا ٹھہرایا۔ اور نیز آیہ الزانیة والزانی فاجلدوا یعنے عورت و مرد زانی کے کوڑے مارو۔ اور آیہ السارق والسارقة فاقطعوا یعنی چور مرد اور عورت کے ہاتھ کاٹو۔ اور آیہ حتی تنکح زوجا غیرہ یعنے جبتک دوسرے شوہر سے نکاح کرے اور بعد کو ان آیتونکے ساتھ جو بیان حدیث سے لاحق ہوا ہے اوس اونپر اعتراض پڑا اوسکے جواب مین اونھون نے تکلف کیا

كما هو مذكور في كتبهم وانهم
اصلوا ان العام قطعي كالخاص
وخرجوه من صنيع الاوائل في
قوله تعالى فاقرء وا ما تيسر من القرآن
وقوله صلى الله عليه وسلم لا صلوة
الا بفاتحة الكتاب حيث لم يجعلوه
مخصصا وفي قوله صلى الله عليه وسلم
فيما سقت العيون العشر الحديث
وقوله صلى الله عليه وسلم ليس فيما دون
خمسة اوسق صدقة حيث
لم يخصوه به ونحو ذلك
من المواد ثم ورد عليهم
قوله تعالى فما استيسر
من الهدي وانما هو الشاة
فما فوقه لبيان النبي صلى
الله عليه وسلم فتكلفوا
في الجواب وكذلك اصلوا
ان لا عبرة بمفهوم الشرط والوصف
وخرجوا من صنيعهم في قوله تعالى
فَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ
طَوْلًا الآية

جیسے کہ اونکی کتابون مین مذکور ہی۔ اور ایک قاعدہ
اونہون نے یہ ٹہرایا کہ عام قطعی ہوتا ہی مثل خاص کے اور
اسکو اونہون نے متقدمین کے فعل سے نکالا ہے اس
آیہ مین فاقرؤا ما تیسر من القرآن یعنی پڑہو جو میسر ہو قرآن
سے اور اس ارشاد آنحضرت صلعم مین کہ نماز نہین ہوتی
مگر سورہ فاتحہ سے کہ اس حدیث کو ارشاد خداوندی کا مخصص
نہین ٹہرایا اور نیز آنحضرت صلعم کو ارشاد مین کہ جس
کھیتی مین چشمونکا پانی دیا جاوے دسوان حصہ ہی
آخر حدیث تک اور اس ارشاد مین کہ پانچ وسق
سے کم مین صدقہ نہین کہ اس حدیث کو پہلے کا
مخصص نہین ٹہرایا اور اسیطرح کی اور مثالین
ہین پہر اون لوگون پر یہ اعتراض ہوا کہ اس آیہ
مین فما استیسر من الہدی یعنے جو ہدے میسر
ہو مراد ہدے سے بکری اور اوس سے زیادہ
ہی بوجہ بیان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تو اونہون نے
جواب مین تکلف کیا۔ اسی طرح اونہون نے
یہ قاعدہ مقرر کیا کہ مفہوم شرط اور وصف
کا اعتبار نہین اور اوسکو پہلے لوگون کے
عمل سے نکالا اس آیہ مین
فمن لم یستطع منکم طولا
یعنی جو کوئی تم مین سے قادر نہو مال پر

له اسوجہ سے کہ آیہ ما تیسر
من القرآن مین لفظ ما عام ہے اگر خبر
واحد اسکے مخصص نہین ہو سکتی ۱۲

له یہ حدیث ان الفاظ سے ہی
فیما سقت العیون العشر کہ یہین
بھی لفظ ما عام ہو اگر آیا
مخصص ہو سکتی حدیث
کو تو نہین کہ پانچ وسق کی
یقینی تو عام قطعی نہ ہو سکتا ۱۲

له اعتراض یہ ہی کہ آیہ مین
لفظ ما عام ہی اوس سے زیادہ کو شامل
ہے بکری کا اوس سے خاص
سے کیون بیان ٹہرایا ۱۲

ثم ورد عليهم كثير من صنايعهم
كقوله صلى الله عليه وسلم في الابل
السائمة زكوة فتكلفوا في الجواب
واصلوا انه لا يجب العمل بحديث غير
الفقيه اذا انسد به باب الرائ
وخرجوا من صنيعهم في ترك حديث
المصراة ثم ورد عليهم حديث القهقهة
وحديث عدم فساد الصوم بالاكل
ناسيا فتكلفوا في الجواب وامثال ما
ذكرنا كثير لا يخفى على المتتبع ومن لم
يتتبع لا يكفيه الاطالة فضلا عن الاختصار
ويكفيك دليلا على هذا قول المحققين في
مسئلة لا يجب العمل بحديث من اشتهر
بالضبط والعدالة دون الفقه اذا انسد
باب الراي كحديث المصراة ان هذا
مذهب عيسى بن ابان واختاره
كثير من المتاخرين وذهب
الكرخي وتبعه كثير من العلماء الى عدم
اشتراط فقه الراوي لتقدم الخبر على
القياس وقالوا لم ينقل هذا
القول عن اصحابنا

پھر اون پر بہت سے اعتراض ونکی فعل سے وارد ہوئی
جیسے انحضرت صلعم کا فرمانا کہ چرنے والے اونٹون مین
زکوۃ ہی تو اونہون نے جواب مین تکلف کیا - اور ایک قاعدہ
ٹہرایا کہ حدیث غیر فقیہ پر عمل کرنا واجب نہین جس صورت
مین کہ اوس سے رائے کا باب بند ہو اور اوسکو بھی اونہون
نے پہلے لوگون کے فعل سے نکالا حدیث مصراۃ پر عمل نہ کرنے
سے پہر اون پر اعتراض ہوا قہقہہ کے حدیث اور بہول کر
کہانے سے روزہ نجانیکی حدیث کا تو جواب مین تکلف کیا
اور اس جیسے باتین کہ ہمنے ذکر کین بہت ہین تلاش
کرنیوالے پر مخفی نہین اور جو تلاش نکرے تو اوسکو کلام
کا دراز کرنا بھی کافی نہین اشارہ کا تو کیا ذکر - اور
تجھکو اسپر یہی دلیل کافی ہی کہ اس مسالہ مین کہ جو
شخص ضبط اور عدالت مین مشہور ہو نہ فقہ مین اوسکے
حدیث پر عمل کرنا واجب نہین جس صورت مین کہ رائے
کا باب مسدود ہو جیسے مصراۃ کی حدیث ہی محقق یون
کہتے ہین کہ یہ مذہب عیسے بن ابان کا ہی اور بہت سے متاخرین
نے اوسکو پسند کیا ہی - اور کرخی کا مذہب اور بہت سے علما کا
جنہون نے اوسکی موافقت کی ہی یہ ہی کہ راوی کا فقیہ
ہونا شرط نہین کیونکہ خبر واحد قیاس پر مقدم ہوتی ہی
ان لوگونکا یہ قول ہی کہ راوی کے فقیہ ہونیکی
شرط ہمارے اصحاب سے منقول نہین

٨٦

بل المنقول عنهم ان خبر الواحد مقدم
على القياس الا ترى انهم عملوا بخبر
ابي هريرة في الصائم اذا اكل
او شرب ناسيا وان كان
مخالفا للقياس حتى قال ابو حنيفة
لولا الرواية لقلت بالقياس ويرشدك ايضا
اختلافهم في كثير من التخريجات اخذا
من صنائعهم ورد بعضهم على بعض
ووجدت بعضهم يزعم ان جميع ما يوجد
في هذه الشروح الطويلة وكتب
الفتاوى الضخمة فهو قول ابي حنيفة
وصاحبيه ولا يفرق بين القول المخرج
وبين ما هو قول في الحقيقة ولا يحصل
معنى قولهم على تخريج الكرخي كذا وعلى
تخريج الطحاوي كذا ولا يميز بين قولهم
قال ابو حنيفة كذا وبين قولهم جواب
المسئلة على قول ابي حنيفة كذا او على
اصل ابي حنيفة كذا ولا يصغي الى ما قاله
المحققون من الحنفيين كابن الهمام وابن
النجيم في مسئلة العشر في العشر ومسئلة
اشتراط البعد من الماء ميلا في التيمم

بلکہ اونسے یہ منقول ہی کہ خبر واحد قیاس پر مقدم ہی
کیا یہ نہین دیکھتے ہو کہ اونہون نے ابو ہریرہ کی حدیث پر روزہ
کے باب مین جو بھولے سے کہا پی لے عمل کیا اگرچہ حدیث
مخالف قیاس کے ہی یہانتک کہ امام ابو حنیفہ نے کہا کہ اگر حدیث
کی روایت نہوتی تو مین قیاس کے موافق حکم کرتا۔ اور نیز اون
لوگون کا بہت سے تخریجات مین جنکو متقدمین کے
اعمال سے لیا ہی مختلف ہونا اور باہم ایک دوسرے کا
رد کرنا تمکو بتائیگا کہ ہماری تقریر صحیح ہی۔

اور کسی کو ہمنے دیکھتے پایا کہ جو کچہ ان لمبی شرحون اور بڑی فتاوے
کی کتابون مین موجود ہی وہ امام ابو حنیفہ اور صاحبین کا
قول ہی حالانکہ وہ یہ فرق نہین جانتا کہ انکے اقوال سے نکالا ہوا
قول کیا ہی اور حقیقت مین انکا قول کیا ہی اور نہ علما کے
اس قول کے معنی سمجھتا ہی کہ کرخی کی تخریج کے بموجب یہ حکم ہی
اور طحاوی کی تخریج کے بموجب یہ حکم اور نہ علما کے اس قول
مین تمیز کرتا ہی کہ امام ابو حنیفہ نے یون کہا ہی اور مسئلہ کا
جواب ابو حنیفہ کے قول کے مطابق ایسا ہی اور
امام ابو حنیفہ کی اصل کے بموجب اسطرح اور
محققین حنفیہ مثل ابن ہمام اور ابن نجیم کے قول
پر کان نہین دہرتا جو مسئلہ دہ در دہ پانی
مین اور تیمم کے باب مین پانی کے میل
بہر دور ہونے کے شرط لگانی اور

وامثالها ان ذلك من تخريجات الاصحاب وليس مذهبا فی الحقیقة

ووجدت بعضهم یزعم ان بناء المذهب علی هذه المحاورات الجدلیة المذکورة فی مبسوط السرخسی والهدایة والتبیین ونحو ذلك ولا یعلم ان اول من اظهر ذلك فیهم المعتزلة ولیس علیه بناء مذهبهم ثم استطاب ذلك المتاخرون توسعا وتشحیذا لاذهان الطالبین او لغیر ذلك والله اعلم وهذه الشبهات والشکوك یحل کثیر منها مما مهدناه فی هذا الکتاب

ووجدت بعضهم یزعم ان هنالك فرقتین لا ثالث لهما الظاهریة واهل الرای وان کل من قاس واستنبط فهو من اهل الرای کلا والله بل لیس المراد بالرای نفس الفهم والعقل فان ذلك لا ینفك من احد من العلماء ولا الرای الذی لا یعتمد علی سنة اصلا فانه لا ینتحله مسلم البتة ولا القدرة علی الاستنباط والقیاس فان احمد واسحق بل الشافعی ایضا لیسوا من اهل الرای بالاتفاق وهم یستنبطون ویقیسون

ان جیسے اور مسایل مین کہتے ہین کہ یہ باتین صحاب کے تخریجات سے ہین واقع مین مذہب نہین ہین۔

اور بعض کو یہ کہتے پایا کہ مذہب کی بنا ان ہی محاورات جدلی پر ہے جو مبسوط سرخسی اور ہدایہ اور تبیین اور اونکے مثل مین مرقوم ہین اور وہ یہ نہین جانتے کہ اون لوگونمین اس بات کو فرقہ معتزلہ نے ظاہر کیا اور اوس پر اونکے مذہب کی بنا نہین پھر ان محاورات کو پھیلانے اور طلبہ کے ذہنونکے تیز کرنیکو یا کسی اور مطلب کے لیے پچھلے لوگون نے اوسکو اچھا سمجھا واللہ اعلم۔ اور ان شبہون اور شکون مین سے بہت سی اُن باتونسے حل ہوتے ہین جنکو ہمنے اس کتاب مین تمہیداً کہا۔

اور بعض کو ہمنے یہ کہتے پایا کہ مسلمانونمین دو فرقے ہین جنکا تیسرا نہین ایک ظاہری دوم ارباب رائے اور جو کوئی قیاس اور استنباط کرے وہ اہل رائے سے ہے بخدا یون ہرگز نہین بلکہ رائے سے مقصود نفس فہم اور عقل نہین کیونکہ اس بات سے تو کوئی عالم جدا نہین ہوتا اور نہ وہ رائے مقصود ہے جسکا اعتماد سنت پر کچھ بھی نہو کیونکہ کوئی مسلمان یقیناً ایسی رائے کا پابند نہین اور نہ استنباط و قیاس پر قادر ہونا مراد ہے کیونکہ احمد اور اسحق بلکہ شافعی بھی بالاتفاق اہل رائے نہین ہین حالانکہ وہ استنباط اور قیاس کرتے ہین

بل المراد من اهل الرای قوم توجهوا بعد
المسائل المجمع علیها بین المسلمین او
بین جمهورهم الی التخریج علی اصل رجل
من المتقدمین فکان اکثر امرهم حمل
النظیر علی النظیر والرد الی اصل من الاصول
دون تتبع الاحادیث والآثار والظاهری
من لا یقول بالقیاس ولا بآثار الصحابة والتابعین
کداؤد بن حزم وبینهما المحققون من
اهل السنة کاحمد واسحق

ومنها انهم اطمأنوا بالتقلید ودب التقلید فی
صدورهم دبیب النمل وهم لا یشعرون وکان
سبب ذلک تزاحم الفقهاء وتجادلهم
فی ما بینهم فانهم لما وقعت فیهم المزاحمة
فی الفتوی کان کل من افتی بشیء نوقض فی
فتواه ورد علیه فلم ینقطع الکلام
الا بالمصیر الی تصریح رجل من المتقدمین فی
المسئلة وایضا جور القضاة فان القضاة
لما جار اکثرهم ولم یکونوا امناء لم یقبل منهم
الا ما لا یریب العامة فیه ویکون شیئا قد قیل من
قبل وایضا جهل رؤس الناس واستفتاء الناس من
لا علم له بالحدیث ولا بطریق التخریج کما تری ذلک ظاهر فی اکثر المتاخرین

بلکہ غرض اہل رای سے وہ لوگ ہیں جنہوں نے بعد ان
مسائل کے جنپر مسلمانوں کا یا انکے جمہور کا اتفاق
ہو گیا ہے متقدمین سے کسی شخص کی اصل کے مطابق
تخریج کی طرف توجہ کی اور انکا بڑا اہتمام یہی ہوا کہ نظیر
کو نظیر پر محمول کریں اور اصول میں سے کسی اصل پر پھیر دیں
نہ یہ کہ احادیث اور آثار کو ڈھونڈیں - اور فرقہ ظاہری وہ ہے
کہ قیاس اور آثار صحابہ اور تابعین کے قائل نہوں جیسے
داؤد بن حزم ہے اور ان دونو فرقوں کے بیچ میں محققین
اہل سنت ہیں جیسے احمد اور اسحق -

اور انمیں دوسری بات یہ پیدا ہوئی کہ اون لوگوں نے تقلید
پر اطمینان کر لیا اور تقلید انکے سینوں میں چیونٹی کی طرح گھس
گئی اور اونکو خبر نہوئی اور وجہ تقلید کی فقہا کا آپس میں میل
کرنا اور باہم جھگڑا کرنا ہوا کیونکہ جب انمیں فتوی دینے میں
مقابلہ پڑا تو جو کوئی کسی چیز کا حکم دیتا اوسکی فتوی میں اعتراض
کیا جاتا اور مانا نجاتا اور یہہ اون رہ جاتا کہ متقدمین میں سے کسی کی
تصریح پر مسالہ میں بحث موقوف نہوتی - اور ایک وجہ تقلید کے
قاضیوں کا ظلم کرنا ہے کیونکہ جب اکثر قاضیوں نے ظلم کیا اور امین نہوے
تو انکے وہ حکم مقبول ہوے جنمیں عوام کو شک نہو اور جنکو
پہلے کسی نے کہا ہو - اور ایک وجہ یہ ہوئی کہ رؤسا جاہل
ہوے اور لوگوں نے ایسوں سے مسائل پوچھے جنکو حدیث
اور طریق تخریج کا علم نتہا جیسے اکثر متاخرین کا حال ظاہر ہی ہے

متقدمین کی ... تقلید

وقد نبه عليه ابن الهمام وغيره وفي
ذلك الوقت سمي غير المجتهد فقيها
وفي ذلك الوقت ثبتوا على التعصب والحرمان
اكثر صور الخلاف بين الفقهاء لا سيما في المسائل
التي ظهر فيها اقوال الصحابة في الجانبين كتكبيرات
التشريق وتكبيرات العيدين ونكاح المحرم وتشهد ابن
عباس وابن مسعود والاخفاء والجهر بالبسملة وبآمين والاشفاع
والايتار في الاقامة ونحو ذلك انما هو في
ترجيح احد القولين وكان السلف لا يختلفون
في اصل المشروعية وانما كان خلافهم في
اولى الامرين ونظيره اختلاف القراء في
وجوه القراءات وقد عللوا كثيرا من هذا
الباب بان الصحابة مختلفون وانهم جميعا على
الهدى ولذلك لم يزل العلماء يجوزون فتاوى
المفتين في المسائل الاجتهادية ويسلمون
قضاء القضاة ويعملون في بعض الاحيان بخلاف
مذهبهم ولا ترى ائمة المذاهب في هذه
المواضع الا وهم يصححون القول ويبينون
الخلاف يقول احدهم هذا احوط وهذا هو المختار
وهذا احب الي ويقول ما بلغنا الا ذلك وهذا كثير
في المبسوط وآثار محمد وكلام الشافعي
ثم خلف من بعدهم خلف اختصروا كلام القوم

اور ابن ہمام وغیرہ نے اس بات پر تنبیہ کی ہی اور اوس وقت مین غیر مجتہد
کو فقیہ کہنے لگے اور اوسی وقت مین یہ لوگ تعصب پر جم گئے اور
سچ یہ ہی کہ خلاف فقہا کے اکثر صورتون مین صرف دو قولون مین سے
ایک کو ترجیح دینی مین ہین خصوص اون مسائل مین جنمین
صحابہ کے اقوال دونو طرف ہین مثلاً تکبیرات تشریق اور
تکبیرات عیدین اور احرام والی کا نکاح اور ابن عباس اور
ابن مسعود کا تشہد اور آہستہ و پکار کر پڑہنا بسم اللہ اور آمین کا اور جفت
اور طاق کہنا تکبیر کا اور اسکے مانند اور باتین اور پہلے لوگون کا یہ دستور تہا
کہ اصل شرع مین اختلاف نکرتے تہے بلکہ اونکا اختلاف دونو باتون
سے بہتر بات مین تہا اور اوسکی نظیر قاریون کا اختلاف وجوہ قرأت
مین ہی اور اس قسم کی بہت سی باتونکی یہی وجہ بیان کی گئی
کہ صحابہ مین باہم اختلاف ہی اور وہ سارے ٹہیک راہ پر ہین
اور یہی وجہ ہی پیشتر کے علما مفتیون کے فتاوی مسائل اجتہادی کو
ہمیشہ جائز رکہتے رہے اور قاضیون کے حکم مانتے رہے اور کبہی اپنے مذہب
کے خلاف پر بہی عمل کیا اور ایسے جگہون مین مذہب کے ائمہ کو
دیکہو گے کہ وہ ہر قول کی تصحیح کرتے ہین اور خلاف کو اسطرح
سے ثابت کرتے ہین کہ کوئی اونمین سے کہتا ہی کہ یہ قول محتاط
تر ہی یا یہ قول مختار ہی یا میرے نزدیک زیادہ محبوب ہی اور کوئی
کہتا ہی کہ ہمکو اسکے سوا کچہہ نہین پہنچا اور یہ بات مبسوط اور آثار
محمد اور کلام شافعی مین بہت ہی۔
پہر اونکے بعد کچہہ لوگ پیچہے ہوے جنہون نے قوم کے کلام کو مختصر کیا

فقووا الخلاف وثبتوا على مختار ائمتهم
لما يروى من السلف من تاكيد
الاخذ بمذهب اصحابه وان لا يخرج منها بحال
فان ذلك امر جبلي فان كل انسان يحب ما هو
مختار اصحابه وقومه حتى في الزي
والمطاعم او لصولة ناشئة عن ملاحظة
الدليل او لنحو ذلك من الاسباب فظن البعض
تعصبا دينيا حاشاهم من ذلك وقد كان في
الصحابة والتابعين ومن بعدهم من يقرء
البسملة ومنهم من لا يقرءها ومنهم من يجهر بها
ومنهم من لا يجهر بها ومنهم من كان يقنت
في الفجر ومنهم من لا يقنت في الفجر ومنهم
من يتوضأ من الحجامة والرعاف والقيء
ومنهم من لا يتوضأ من ذلك ومنهم من يتوضأ
من مس الذكر ومس النساء بشهوة ومنهم من لا
يتوضأ من ذلك ومنهم من يتوضأ مما مسته النار
ومنهم من لا يتوضأ من ذلك ومنهم من يتوضأ
من اكل لحم الابل ومنهم من لا يتوضأ
من ذلك ومع هذا فكان بعضهم يصلي خلف بعض
مثل ما كان ابو حنيفة واصحابه والشافعي وغيرهم
يصلون خلف ائمة المدينة من المالكية وغيرهم
وان كانوا لا يقرءون البسملة لا سرا ولا جهرا
وصلى الرشيد اماما وقد احتجم

اور خلاف کو قوی کر دیا اور انہوں اماموں کے قول مختار پر جم گئے
اس خیال سے کہ سلف سے تاکید مروی ہے کہ اپنے اصحاب کے مذہب
کو اختیار کریں اور کسی حال میں اوس سے باہر نہوں کیونکہ
یہ بات سرشتی ہے کہ آدمی اپنی قوم اور اصحاب کے مختار کو پسند کیا
کرتا ہے کہ لباس اور خورش میں بھی یا غلبہ کہ خیال سے
دلیل کے دیکھنے سے پیدا ہوا ہو یا ایسے ہی کسی اور خیال سے
پس بعض لوگوں نے اس بات کو گمراہی اور تعصب سمجھا حالانکہ
وہ اس بات سے بری ہیں - اور صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین
میں کچھ لوگ بسم اللہ پڑھتے تھے اور بعض نہیں پڑھتے تھے
اور بعض اوسکو پکار کر پڑھتے اور بعض پکار کر نہ پڑھتے
اور بعض نماز فجر میں قنوت پڑھتے اور بعض فجر میں قنوت
نہ پڑھتے اور بعض پچھنے لگانے اور نکسیر اور قے سے وضو کرتے
اور بعض ان چیزوں سے وضو نکرتے اور بعض آلہ تناسل کے
ہاتھ لگانے اور عورتوں کو شہوت کے ساتھ چھونے سے وضو کرتے
اور بعض ان باتوں سے وضو نکرتے اور بعض آگ کی پکی چیز کھانے
سے وضو کرتے اور بعض اوس سے وضو نکرتے اور بعض اونٹ
گوشت کھانے سے وضو کرتے اور بعض اوس سے وضو نکرتے
اور بااینہمہ ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھتے مثلاً امام
ابوحنیفہ اور اونکے شاگرد اور امام شافعی وغیرہ مدینہ کے
اماموں مالکی وغیرہ کے پیچھے نماز پڑھتے اگرچہ وہ بسم اللہ نہ آہستہ پڑھتے
نہ پکار کر - اور ہارون رشید نے پچھنے لگوا کر نماز کی امامت کی

فصلی الامام ابو یوسف خلفه
ولم یعد وکان افتاه الامام مالك
بانه لا وضوء علیه وکان الامام احمد
ابن حنبل یری الوضوء من الرعاف
والحجامة فقیل له فان کان الامام
قد خرج منه الدم ولم یتوضأ
هل تصلی خلفه فقال کیف لا اصلی
خلف الامام مالك وسعید بن المسیب
ان ابا یوسف ومحمدا کانا یکبران فی
العیدین تکبیر ابن عباس لان هارون
الرشید کان یحب تکبیر جده وصلی الشافعی
الصبح قریبا من مقبرة ابی حنیفة فلم
یقنت تادبا معه وقال ایضا ربما
انحدرنا الی مذهب اهل العراق
وقال مالك للمنصور وهارون الرشید
ما ذکرنا عنه سابقا وفی البزازیة عن
الامام الثانی وهو ابو یوسف انه صلی
الجمعة مغتسلا من الحمام وصلی بالناس
وتفرقوا ثم اخبر بوجود فارة میتة فی
بیر الحمام فقال اذا ناخذ بقول اخواننا
من اهل المدینة اذا بلغ الماء قلتین لم یحمل خبثا

اور امام ابو یوسف نے اوسکے پیچھے نماز پڑہی اور اس نماز کا
اعادہ نہین کیا ۔ اور امام مالک نے ہارون رشید کو فتوی دیا
تہا کہ پچھنے لگانے سے وضو لازم نہین آتا ۔ اور امام احمد بن حنبل
کی راے یہ تہی کہ نکسیر اور پچھنے سے وضو جاتا ہے اونسے کسی نے کہا کہ اگر
امام کے بدن سے خون نکلے اور وہ وضو نکرے تو تم اوسکے پیچھے
نماز پڑہوگے امام احمد نے کہا کہ مین امام مالک اور سعید بن مسیب کے
پیچھے نماز کیسے نہ پڑہون اور کہتے ہین کہ امام ابو یوسف اور
امام محمد نماز عیدین مین ابن عباس کی تکبیر کہتے تہے اس لیئے
کہ خلیفہ ہارون رشید اپنے دادا ابن عباس کی تکبیر کو دوست رکھتا تہا
اور امام شافعی نے صبح کی نماز امام ابو حنیفہ کے مقبرہ کے
پاس پڑہی اور اونکے ادب کی وجہ اس نماز مین قنوت نہ پڑہا
اور یہ بہی امام شافعی کا قول ہے کہ ہم بعض اوقات تنزل کرکے
مذہب اہل عراق اختیار کرتے ہین ۔ اور امام مالک نے
منصور اور ہارون رشید سے جو کچھ کہا تہا وہ ہم پیشتر
ذکر کر چکے ہین ۔ اور بزازیہ مین امام ثانی یعنے ابو یوسف
کا حال منقول ہے کہ اونہون نے حمام مین غسل کرکے جمعہ کے
دن لوگون کو نماز پڑہائی اور لوگ منتشر ہوگئے پہر اونکو
حمام کے کنوے مین ایک مرے چوہے کی خبر ملی تو امام ابو یوسف
نے کہا کہ اس صورت مین ہم اپنے بہائیون مدینہ والون کا
قول اختیار کرتے ہین کہ جب پانی دو قلے
ہوجاوے تو وہ نجس نہین ہوتا

انتہیٰ

ومنها ان اقبل الناس على التعمقات
في كل فن فمنهم من زعم انه يؤسس علم
اسماء الرجال ومعرفة مراتب الجرح والتعديل
ثم خرج من ذلك الى التاريخ قديمه
وحديثه ومنهم من تفحص عن نوادر
الاخبار وغرائبها وان دخلت في حد الموضوع
ومنهم من كثر القيل والقال في
اصول الفقه واستنبط كل لاصحابه
قواعد جدلية واورد فاستقصى واجاب
وتقصى وعرف وقسم فحرر طول الكلام
تارة وتارة اخرى اختصر ومنهم من ذهب بفرض
الصور المستبعدة التي من حقها ان لا يتعرض لها
عاقل وبتحجب العمومات والايماءات من كلام
المخرجين فمن دونهم مما لا يرتضي استماعه
عالم ولا جاهل وفتنة هذا الجدال والخلاف
والتعمق قريبة من الفتنة الاولى حين تشاجروا
في الملك وانتصر كل رجل
لصاحبه فكما اعقبت تلك
ملكا عضوضا ووقائع صماء عمياء
فكذلك اعقبت هذه جهلا واختلاطا

بزاز یہ کی روایت تمام ہوئی۔

اور اونمین تیسری بات یہ پیدا ہوئی کہ بہت لوگ ہر فن
مین باریک بینی کی طرف متوجہ ہوے بعض نے یہ دعوی کیا
کہ علم اسمای رجال اور معرفت جرح و تعدیل کی مضبوطی
کرتے ہین پہر اسکو چہوڑکر پرانی اور نئی تاریخ کیطرف نکل گئے۔
اور بعض نے اخبار نادر اور غریب کی تلاش کی گو وہ اخبار
حد موضوع مین داخل ہون۔ اور بعض نے اصول فقہ
مین بہت سی گفتگو کی اور ہر ایک نے اپنے ہم مذہبون کیلئے جہگڑے
کے قواعد نکالے اور اعتراضون کو کمال پر پہونچا دیا اور جواب
دیکر اعتراضون سے چہٹی پائی اور تعریف اور تقسیم اور تنقیح
مین کبہی کلام کو طول دیا اور کبہی مختصر کیا۔ اور بعض نے
اون بعید صورتون کو فرض کرنا شروع کیا جو اس لائق
نہین کہ کوئی عاقل اونکو درپے ہو اور مخرجین کرنیوالون
اور اونسے کم رتبہ والون کے کلام سے وہ عمومات اور اشارات
پسند کرنے لگے جنکے سننے سے کوئی عالم و جاہل خوش نہو اور
اس لڑائی جہگڑے اور باریک بینی کا فساد پہلے فساد کے
قریب تہا جس وقت لوگ ملک گیری مین جہگڑ رہے تہے
اور ہر شخص نے اپنے ساتہی کے حمایت کی تو جیسے
پہلے فساد کے پیچہے سلطنت ظلم آمیز اور واقعات
اندہا و ہند ہوے اسی طرح اس لڑائی
جہگڑے کے بعد ایسی جہالت اور خلط

وشكوا ووهموا ما لها من ارجاء
فنشأت بعدهم قرون على التقليد
الصرف لا يميزون الحق من الباطل ولا
الجدل من الاستنباط فالفقيه يومئذ هو
الثرثار المتشدق الذي حفظ اقوال
الفقهاء قويها وضعيفها من غير تمييز
وسردها بشقشقة شدقيه والمحدث
من عد الاحاديث صحيحها وسقيمها وهذّها
كهذّ الاسمار بقوة لحييه ولا اقول
ذلك كليا مطردا فان لله طائفة
من عباده لا يضرهم من خذلهم هم حجة
الله في ارضه وان قلوا ولم يات قرن بعد ذلك الا
وهو اكثر فتنة واوفر تقليدا واشد
انتزاعا للامانة من صدور الرجال حتى اطمانوا
بترك الخوض في امر الدين وبان يقولوا انا وجدنا
اباءنا على امة وانا على اثارهم مقتدون
والى الله المشتكى وهو المستعان وبه الثقة وعليه
التكلان وهذا آخر ما اردنا ايراده في هذه الرسالة
المسماة بالانصاف في بيان اسباب الاختلاف
والحمد لله تعالى اولا واخرا
وظاهرا وباطنا تمت بالخيرة

اور شک اور وہم واقع ہوے جنکی کچھ حد نہیں ۔
پھر اون لوگونکے بعد بہت سے قرن تقلید پر پیدا ہوے کہ نہ حق
کو باطل سے جدا کرتے نہ جدل کو استنباط سے تو فقیہ اوس وقت وہی
تھا جو بہت بکنے والا منہ پھٹ ہو کہ فقہا کے قوی اور ضعیف قول
کو بدون تمیز کے یاد کرے اور اونکو باچھیں چیر چیر بیان
کرے ۔ اور محدث وہ تھا جو صحیح اور سقیم حدیثونکو شمار کرے
اور اپنے کلہ کے زور سے اونکو کہانیونکی طرح بکتا چلا جاوے
اور مین یہ بات کلیہ کے طور پر عام نہیں کہتا ہون کیونکہ
خدا کے بندون مین سے ایک گروہ ایسا بھی رہا ہے کہ لوگونکا
اونسے مخالف ہونا اونکو ضرر نہیں کرتا اور وہ خدا تعالے
کی زمین مین اوسکی حجت ہین اگرچہ کم ہین ۔ اور اوس
زمانہ کے بعد جو قرن ہوا وہ فتنہ مین اکثر اور تقلید مین زیادہ
اور لوگونکے دلون مین سے امانت کی نکل جانے مین بڑھکر ہوا
یہانتک کہ دین کے معاملہ مین غور نکرنے پر مطمئن ہو گئے اور یہہ
کہنے لگے کہ ہمنے اپنے باپ دادونکو ایک دین پر پایا اور ہم
اونہی کے قدم کے نشانون پر اونکی پیروی کرتے ہین
اور اس بات کی شکایت خدا ہی سے ہے اور اوسی سے مدد مطلوب
ہے اور اوسی پر بھروسا اور توکل ہے ۔ اور یہ آخر ہے اون
باتون کا جنکا لکھنا ہمکو اس رسالہ انصاف فی بیان
اسباب الاختلاف مین مقصود تھا اور پہلے اور پیچھے اور
ظاہر اور باطن مین سب تعریفین خدا ہی کو لائق ہین

فہرست کشاف ترجمہ انصاف

تمت

اطلاع

محمد عبد الاحد مہتمم مطبع مجتبائی دہلی
۱۵ مارچ سنہ ۱۸۹۱ع

کتب مصنفہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ		از تصنیفات مولوی محمد قاسم صاحب رح	کتب مسائل مختلف فیہ	رد شیعہ
قرآن شریف واضح جلی قلم ست	قصیدہ الطیب النغم فی	تقریر دلپذیر دلیل محکم	بالجو الزخار [illegible]	نتیجہ در جواب [illegible] ترجمہ
ترجمہ شاہ ولی اللہ بحاشیہ	مدح سید العرب والعجم مجتبائی	ہدیۃ الشیعہ	صاحب المعیار -	[illegible]
مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی	وصیت نامہ بیاد [illegible]	تحذیر الناس	معیار الحق مولوی نذیر حسین صاحب	ظل الغمام - نظامی
مسوی مصفی شرح مؤطا -	مع ترجمہ اردو	حجۃ الاسلام انتباہ المؤمنین	ظفر مبین حصہ دوم	انتہا فی مسئلۃ الاستوی
سرور المحزون فی سیر الامین المامون	مکتوبات مع فضائل ابی عبد اللہ	لطائف قاسمیہ	کلام المبین فی جواب	تنویر العینین فی تقبیل الابہامین
مطبوعہ مجتبائی دہلی -	محمد اسمعیل بخاری ابن تیمیہ	اسرار قرآنی -	فتح المبین -	فتوائے میلاد - مجتبائی
حجۃ اللہ البالغہ - مصری	مجموعہ ارشاد و اوائل و تراجم	حق الصریح فی بیان التراویح	انتصار الحق جواب معیار الحق	رسالہ [illegible] - "
ازالۃ الخفا عن خلافۃ الخلفا	البخاری [illegible] المناظرین	تصفیۃ العقائد مجتبائی	فتح المبین جواب ظفر المبین	**رد شیعہ**
قول الجمیل مع ترجمہ شفاء العلیل	انسان العین فی مشائخ الحرمین	رسالہ تحفہ لحمیہ -	اعتراضات اہل السنۃ	
فوز الکبیر عقد الجید	تاویل الاحادیث مترجم	فیوض قاسمی	علی مسائل اہل البدعہ	ہدایت الرشید رد شیعہ میں کتاب لاجواب ہے -
الطاف القدس	الدر الثمین فی مبشرات	مباحثہ شاہجہانپور مجتبائی	درۃ النظام فی قرأۃ خلف الامام	ہدایۃ الشیعہ -
انصاف مع ترجمہ کشاف مجتبائی -	النبی الکریم مع ترجمہ اردو	انتصار الاسلام -	[illegible] بصری -	تنقیح المسائل رد شیعہ
چہل حدیث الموسوم تسخیر	**زیر تجویز طبع**	قبلہ نما مجتبائی آب حیات	ایضاح الحق از مولوی	آیات بینات حصہ اول دوم
منظوم مطبوعہ مجتبائی	قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین	قصائد قاسمی	محمد اسمعیل صاحب شہید رح	ازالۃ الغین حصہ دوم [illegible] جلد
کلمات طیبات	لمحات تفہیمات الٰہیہ	میلہ خدا شناسی	ایضاح الحق الصریح فی احکام	خارق الاشرار - مجتبائی
مکتوب المعارف	فضل المبین فی المسلسل من حدیث النبی الامین -	اجوبۂ اربعین	[illegible] الحسن والقبیح -	تحفہ اثنا عشریہ از مولانا شاہ عبد العزیز رح
سطعات	نوادر من حدیث سید الاوائل والاواخر	قاسم العلوم حصہ اول	براہین قاطعہ مع انوار ساطعہ	منتہی الکلام از مولوی حیدر علی صاحب
ہوامع شرح حزب البحر	خیر الکثیر بلاغ المبین [illegible]	ایضاً حصہ دوم	رد الشقاق	
فیوض الحرمین مترجم اردو	ہمعات شفاء القلوب انفاس العارفین -	ایضاً حصہ سوم	تذکرۃ الرشید	ارغام الشیاطین فی [illegible] المشتبیین -

انکشاف

یہ کتاب عربی زبان مین حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کی تصنیف سے ہے اسمین صحابہ و تابعین کے
فروعی مسائل مین مختلف ہونے کے اسباب ظاہر کیے ہین اور انکی اختلاف کی سات صورتین بھی بیان کی ہین اور بعد صحابہ
و تابعین کے بعد کتابون کے لکھنے کا اہتمام اور ائمہ مجتہدین کا حال اور بعد قرن کا ذکر اور علمائے محققین کے فقہ اور حدیث کے
اختیار کرنے کا اظہار اور فریقین کو افراط و تفریط سے احتراز کرنے کی ہدایت اور فقہا کا برا کہنے والا گنہگار اور دو صدی کے
بعد مذہب معین کی پابندی کا وجوب اور مجتہد کے اقسام اور مذہب مجتہدین کی پابندی اللہ تعالی کا اسرار تقلید کے
پھیلنے کی وجوہات وغیرہ وغیرہ بہت کچھ لکھی ہین جسکو ہم نے مجملاً بیان کیا ہے شاہ صاحب نے اس کتاب کو بطور
محاکمہ از انصاف کے لکھا ہے (اور ہر دو فریق کے نزدیک معتبر ہے) اسیوجہ سے اسکا نام انصاف رکھا گیا ہے۔

چونکہ آجکل ہر شہر و امصار اور کوچہ و بازار اور خاص و عام مین در بارۂ تقلید وہ شور و فساد ہے کہ جسکی حد نہین اسوقت مین
اس کتاب کا شائع کرنا بہت مناسب معلوم ہوا لیکن بسبب عربی زبان ہونے کے ہمارے اہل ملک شائقین اسکے کلام سے
اچھی طرح مستفید نہین ہوسکتے تھے لہذا مطبع نے اسکا ترجمہ اردو زبان مین فاضل مشہور مولانا محمد احسن صاحب نانوتوی سے
کرایا اور اسکا نام کشاف رکھا اور دو کالم کرکے ایک مین اصلی عبارت اور دوسرے مین ترجمہ بامحاورہ لکھا اور [illegible] کے
ساتھ مطبع نے باہتمام خاص طبع کرکے پیشکش ناظرین کیا ہمین امید ہے کہ شائقین بہت شوق سے ملاحظہ کرینگے اور
اپنی مراد دلی پائینگے۔

اعلان

قیمت فی جلد ۸؍

چونکہ اس کتاب کے ترجمہ مین ایک رقم کثیر صرف ہوئی ہے اسواسطے جملہ حقوق اس کتاب کے بذریعہ
رجسٹری محفوظ ہین کوئی شخص اسکے طبع کا مجاز نہین ہے۔

العبد

محمد عبد الاحد مالک و مہتمم مطبع مجتبائی دہلی ماہ مئی سنہ ۱۸۹۱ء